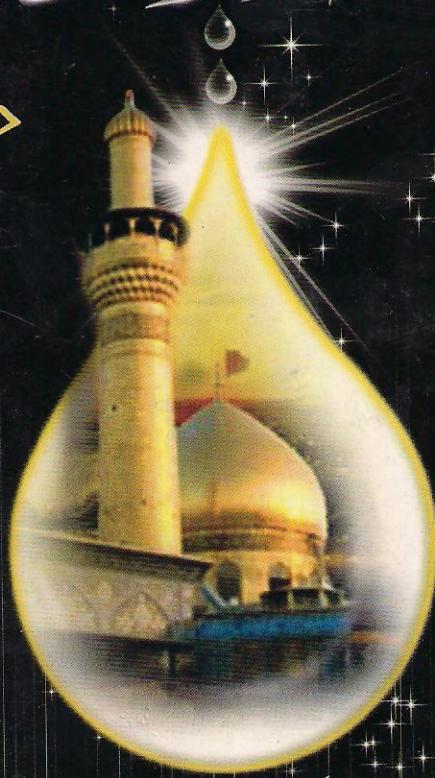


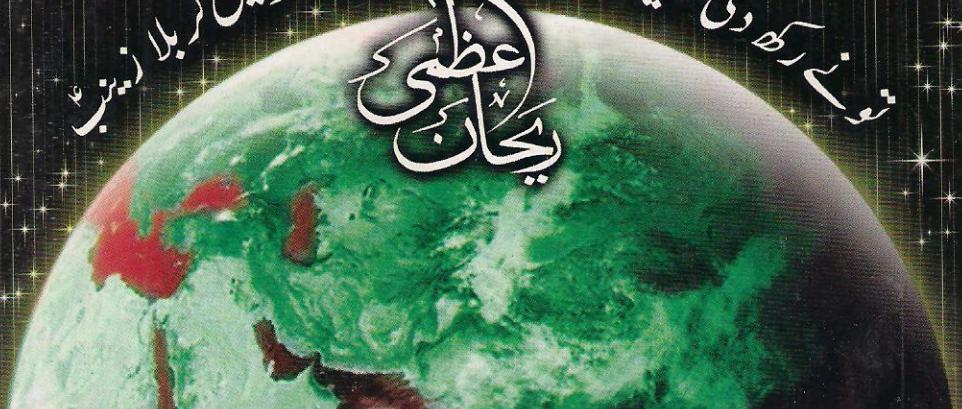
ایک آنسو میں کریلا

حصہ سوم



بُونے کے دی سمیٹ کر کیسے ایک آنسو میں کریلا نیز

عظیم
یحان



ایک آنسو میں کریلا (حدائق و م)

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

ایک آنسو میں کریلا

حصہ سوم

ندیم سرو رَ

اور کراچی کی دیگر ماتی انجمنوں کے
مشہور و معروف نوحہ خانوں کے نوحون کا مجموعہ

—— شاعر اہل پیت ——

دیکھا فن افظع ہے

—— ترتیب و تدوین ——

اے ایچ رضوی

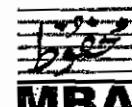
ناشر



محفوظ طبع احمدیہ مدارثن روڈ
ڪراچی

Tel: 4124286-4917823 Fax: 4312882

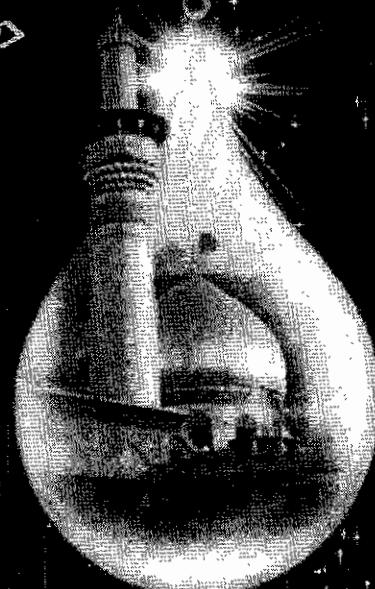
E-mail: anisco@cyber.net.pk



کارکردگی
لارڈ ایڈن
کارکردگی
لارڈ ایڈن
کارکردگی
لارڈ ایڈن
کارکردگی
لارڈ ایڈن

لارڈ ایڈن

حصہ سوم



من رکھ دی سیب کیسے ایک آنسو میں کریلا نہیں
عطا کی
پیمانہ



نوح جات سال 2007ء		
نمبر	معنی	معنی
۶۱	(ندیم سرور)	بائے بائے قائم، بائے قائم
۶۲	(ندیم سرور)	بڑا روئی سکینیت ہیاں، ہاں یہ ہے شیر شام
۶۳	(علی شناور، علی جی، فرزند ندیم سرور)	کیا محمدؐ کا پیارا نہیں ہوں
۷۲	(ندیم سرور)	ستاں پر ہوں تو کیا ہوا
۷۶	(ندیم سرور)	ایسا ہائیں ساریاں اساریاں!
نوح جات سال 2006ء		
۷۹	(ندیم سرور)	سلام! یا یخین! اسلام! یا یخین!
۸۲	(ندیم سرور)	بہتی رہی فرات، بہتی رہی فرات
۸۵	(ندیم سرور)	چیڑا چیڑا چیڑا!
۸۹	(ندیم سرور)	بیری سکینیت، اس طرح ترودا
۹۱	(ندیم سرور)	کارداں! کارداں! عباش ابیر کارداں
۹۵	(ندیم سرور)	میں توک ستاں پر ہوں
۹۹	(علی شناور، علی جی، فرزند ندیم سرور)	پیارے نبی کی، پیاری نواسی
نوح جات سال 2005ء		
۱۰۲	(ندیم سرور)	ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے
۱۰۶	(ندیم سرور)	کون قائل تھا سلامی کہ جاں اور بھی ہے
۱۰۸	(ندیم سرور)	واہ میرے لال عباش، کیا بات ہے
۱۱۲	(ندیم سرور)	خچھر قریب، زانوئے قائل قریب ہے
۱۱۴	(ندیم سرور)	غزدہ کارداں وی پورتھے بابا
۱۱۹	(ندیم سرور)	ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینیت
۱۲۲	(ندیم سرور)	بائے صفر! اب تا کیا لکھوں بتا کیا لکھوں
۱۲۵	(ندیم سرور)	ہاں اجھے پیدل چننا آگیا
متفرق اجمیتوں کے نوح جات		
۱۲۹	(اجمن دستہ پختہ)	میری ماں نے مجھے زینت برائے کربلا پالا

فہرست مضمایں ایک آنسو میں کربلا (حصہ سوم)

۱۰	پچھا پچھے بارے میں	ڈاکٹر رحیمان عظی
۱۳	من تو راحمالی گوئی تو میرا ملاؤ گو	سید ندیم رضا سرور
۱۶	جناب زیرا کا لاؤلہ پتا	سید حیدر عباس رضوی
۱۸	ریحان اور میں!	سید سبط جعفر زیدی
۲۷	کیا یا طرحدار ہے ریحان عظی (نظم)	سید سبط جعفر زیدی
۲۸	شاعری کا جن	سیدہ ثہر زیدی (وہی)

فہرست نوح جات

صفحہ نمبر	صاحب بیاض	مصرعہ اول	نوح جات سال 2009ء
۳۱	(ندیم سرور)	تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا	جلتے ہوئے خیموں کی بھتی را کہ پر یہیاں رہ گئیں
۳۸	(ندیم سرور)	مسلم ویاس وہیاں فر دیلے	مسلم ویاس وہیاں فر دیلے
۳۹	(ندیم سرور)	ما تم یہ محمدؐ کے نواے کا پاہے	ما تم یہ محمدؐ کے نواے کا پاہے
۴۲	(علی شناور، علی جی، فرزند ندیم سرور)	عباش نہاب لوٹ کے آئے گا سکینیت	عباش نہاب لوٹ کے آئے گا سکینیت
۴۳	(ندیم سرور)	میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا	میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا
۴۶	(ندیم سرور)	سلام عباش یا مولا، سلام عباش یا مولا	سلام عباش یا مولا، سلام عباش یا مولا
۴۹	(ندیم سرور)	الشام! الشام! الشام!	الشام! الشام! الشام!
نوح جات سال 2008ء			
۵۵	(ندیم سرور)	بس یا یخین، بس یا یخین	
۵۹	(ندیم سرور)	عباش بلاتا ہے، عباش بلاتا ہے	

۱۷۲	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	کھلا باب زندگی، چلو گھر سکنیہ، بہت سوچ گیں
۱۷۳	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	میں لٹ گئی اے بابا
۱۷۴	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	یارب میرے اس خواب کو تعبیر عطا کر
۱۷۵	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	اکبر کہاں گیا، واو بلا! واو بلا!
۱۷۶	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	کربلا! اے کربلا! یہ تم کیا ہوا
۱۷۷	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	شام کی گلیوں میں کیسا تھا سفر نیت کا
۱۷۸	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	فہری کی جلس ہے بیہاں ذکر خدا ہے
۱۷۹	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	ماں کو کیوں سکتا تھا بے شیر کا سر نیزے سے
۱۸۰	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	ہائے اکبر کہہ کے بن میں ام لیلی رہ گئی
۱۸۱	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	شہنشہ چلو یارِ کھول دو میری فریاد تو
۱۸۲	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	قالہ آگیا، قالہ آگیا
۱۸۳	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	جب ہو گئے ماسوں پر داعوٰ و محمد
۱۸۴	(امین تنظیم الحیدری، انچھی)	مہندی کا کے قائم مقل کو جارہے ہیں
۱۸۵	(امین جاثر ان حیدری)	زندگی نے کہا ہے علمدار، برادر میں لٹ گئی بن میں
۱۸۶	—	عباش ترے بعد ہے جینا میرا دشوار، ہائے علمدار
۱۸۷	(امین عزاء حسین جعفر طیار)	خود آئے شہ خط پہنچا، کیا بھول گئے بابا
۱۸۸	(امین گروہ حسین (لیبر برف خانہ))	مقل سے شہ والانے کہا، عباش سنپالوز نیت کو
۱۸۹	(امین تنظیم الحیدری، انچھی)	میری پچی کا کھنا خیال
۱۹۰	(امین فدائے محمدی، جعفر طیار)	درودی نیت کی دعا بعوٰ و محمد
۱۹۱	—	پیاسوں کا آسرا تھا، علمدار کربلا
۱۹۲	(امین عزاء حسین جعفر طیار)	حسن کے بن میں تری نفاس نیت
۱۹۳	(امین عزاء حسین جعفر طیار)	شہری کے لاشے پر سکنیہ کا تھا تھا ہے میرے بیلا
۱۹۴	(امین فدائے محمدی، جعفر طیار)	ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین
۱۹۵	(امین تنظیم حیدری)	ہائے شام نے مار دیا

۱۳۰	(فرزاد حیدر)	جب علم خون میں تر نہر سے لے آئے حسین
۱۳۱	(امین روق دین اسلام)	اہبڑی ہوئی دلپت پر صراحت انتظار کر
۱۳۲	(امین محمدی قدیم)	اب کوئی نہیں قید میں نہما ہے سکنیہ
۱۳۳	(امین وسٹ پنجھی)	غازتی کو یاد کر کے آنسو بھارے ہیں
۱۳۴	(امین وسٹ پنجھی)	میرے قائم کی آئی ہے مہندی
۱۳۵	(امین وسٹ پنجھی)	بلیا مارا مارا گیا کرب و باروتوی رہی
۱۳۶	(امین وسٹ پنجھی)	ظہورِ بُجت والا بہت ضروری ہے
۱۳۷	(عاصم بلستانی)	زمین گریہ کتاب ہے نسلکِ نوح کتاب
۱۳۸	(اقبال بلستانی، اسکردو)	اٹھ لعلی میرے اصر، اٹھ چاند میرے اصر
۱۳۹	(امین ندایے محمدی جعفر طیار)	بین رہائی ملے تو ضرور آتام
۱۴۰	(امین فدائے محمدی جعفر طیار)	دم بدم ہے وظیفہ میرا، یا علی، یا علی، یا علی
۱۴۱	(امین روق دین اسلام)	بعد قل شاہ توحید علیہ مختصر کا تھا
۱۴۲	(امین روق دین اسلام)	کہاں نے ترپ کر کھو گئے ہوت کہاں اکبر
۱۴۳	(امین روق دین اسلام)	ہے قاطرہ زہرا کی دعا تام شیر
۱۴۴	(امین روق دین اسلام)	حیدر کرب و بلا عباش میر کاروان
۱۴۵	(امین روق دین اسلام)	نین کرتی تھی سر کرب دلا اصر کی ماں
۱۴۶	(امین روق دین اسلام)	ہائے علی، ہائے علی
۱۴۷	(امین روق دین اسلام)	رورو کے نکا کرتی تھی مصوص سکنیہ
۱۴۸	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	جہاں جہاں خدا، وہاں حسین ہی حسین ہے
۱۴۹	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	ہائے علیہ پیار
۱۵۰	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	غم کے چیز دوسمند عباش اور سکنیہ
۱۵۱	(امین روق دین اسلام)	چیلم غریب بھائی کا نیت منائے گی
۱۵۲	(امین روق دین اسلام)	یاد نیت کو طعن میں جب کبھی آئے حسین
۱۵۳	(امین روق دین اسلام)	قلپ زہرا کی دعا، عباش ہے عباش ہے
۱۵۴	(امین روق دین اسلام)	—
۱۵۵	(امین روق دین اسلام)	—
۱۵۶	(امین روق دین اسلام)	—
۱۵۷	(امین روق دین اسلام)	—
۱۵۸	(امین روق دین اسلام)	—
۱۵۹	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	—
۱۶۰	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	—
۱۶۱	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	—
۱۶۲	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	—
۱۶۳	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	—
۱۶۴	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	—
۱۶۵	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	—
۱۶۶	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	—
۱۶۷	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	—
۱۶۸	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	—
۱۶۹	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	—
۱۷۰	(امین غلامان ابن حسن، لاعظی)	—

۲۶۸	(امجن زینبیہ، بھنی بھارت)	خبر یہ شام سے زینب ہے لائی
۲۷۰	(امجن زینبیہ، بھنی بھارت)	ہائے بیار مسافر پٹشی طاری تھی
۲۷۱	(امجن زینبیہ، بھنی بھارت)	اے چشم فلک دکھ لے عباش بھی ہے
۲۷۲	(امجن زینبیہ، بھنی بھارت)	میں شام کی مسافرہ زینب ہے میرا نام
۲۷۳	(امجن زینبیہ، بھنی بھارت)	اے شیرِ مشرق قلن زندہ باد
۲۷۸	(امجن خدو مہ کوئن، کراچی)	کوں آج سجا، دربار تم بزار جما
۲۸۰	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	ہر ایک دور کی عزتِ حسن کا پرجم
۲۸۳	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	در بار رودیا بھی، بازار رودیا
۲۸۵	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	کیا ہوا بچھ میرا، اے زینب کربلا
۲۸۶	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	اقبال میری انسان مجھے پانی تو پاؤ دو
۲۸۷	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	اے والے نیر علقم
۲۹۰	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	امام کی صدائیں سے فلک کا تپ اٹھے گا
۲۹۳	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	(تحریر: تلمذہ ریحان اعظمی: شمس زیدی، دہلی)
۲۹۵	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	مر جا صست، مر جا صین
۲۹۷	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	بازار شام جب آیا
۳۰۰	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	یا صست یا صست
۳۰۲	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	جاری رہے گی یہ عزا، جاری رہے گی
۳۰۲	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	یرستے تیروں میں یہ کس کا جائزہ لکلا
۳۰۲	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	زینب میری بہنا، زینب میری بہنا
۳۰۲	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	متحٹ کے قید سے آئی ہے زینب
۳۰۹	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	شیر کا سرتن سے جدا ہو گیا جس دم
۳۱۳	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	فتشہ جو ایک خاص کثیر بتوں حص
۳۱۴	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	یا عونِ محمد، یا عونِ محمد
۳۱۸	(سید محمد تقی، امجن الاذ والفقار)	اے شاہ شہید ایا

۲۲۰	—	بعد عباش دلاور یہ علمبردار ہے
۲۲۲	—	بھائی ترانہس رہا صفر ان اغفار کر
۲۲۳	(امجن وسد پنجی)	علم سے مانگو، تو سب ملے گا
۲۲۶	(امجن غلامان ابن حسن)	چلم غریب بھائی کا زینب منائے گی
۲۲۷	(امجن خدو مہ کوئن)	ش آیا پھر تہ آیا گھر یہ لٹ کرنیوا الاما سفر
۲۲۹	—	پردیں جانے والے بابا رسول دکھانا
۲۳۰	(امجن غلامان ابن حسن، لانڈھی)	مظلومیت کے محور، عباش اور سکینہ
۲۳۲	(امجن وسد پنجی)	خنو مجھے بیاس گی ہے
۲۳۵	(امجن لشکر عباس، حیدر آباد)	عباش سدھارو، مرے عنوار سدھارو
۲۳۷	(امجن لشکر عباس، حیدر آباد)	پکڑی زینب کہاں ہو بیا، حسین مرے کو جاہے ہیں
۲۴۰	(امجن خدو مہ کوئن)	اے چھوٹی سی زہرا، اے نہی سی زہرا
۲۴۲	(اکبر بھائی، گستان جوہر)	عباش چلے آؤ، عباش چلے آؤ، اب اور نہ ترپاؤ
۲۴۳	(امجن فدائے محمدی، چھپڑیار)	جاںیں گے وطن جائیں گے
۲۴۷	(امجن زینبیہ، بھنی)	یہ انکوں سے صفر آتے خط میں لکھا ہے
۲۴۸	(امجن تنظیم امامیہ)	نی کے حل سے اک عهد اس گھری کرو
۲۵۱	(امجن زینبیہ، بھنی، بھارت)	کھاں ہواے میرے بابا، سکینہ یاد کرتی ہے
۲۵۳	(امجن زینبیہ، بھنی بھارت)	یہ بین تھے اک دکھیا کے
۲۵۳	—	حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے
۲۵۷	—	علم عباش کا ہے، بھرم عباش کا ہے
۲۵۹	—	گلتا ہے کرتی ہے صفر افغان
۲۶۱	(امجن زینبیہ، بھنی، بھارت)	یہ را شام ہے، تیراون نہیں زینب
۲۶۲	(امجن خدو مہ کوئن، کراچی)	اے حسن اے شیر کربلا
۲۶۳	(امجن خدو مہ کوئن، کراچی)	جاری ہی ہے لوکب و بیلا
۲۶۴	(امجن خدو مہ کوئن، کراچی)	حسن کا مرتبہ زمانہ جانے



نوحہ جات سال 2009ء

تحک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا

(ندیم سرور)

جو محمدؐ کا وفادار ہے، اللہ اس کا
کربلا اُس کی، نجف اُس کا، مدینہ اس کا
زندگی ہے تو بس، علیؑ کی طرح
موت آئے تو، یاصین، یاصین
یاعلیؑ، یاصین، یاعلیؑ، یاصین، یاصین
آواز محمدؐ کا اثر ختم نہ ہوگا
تحک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاصین، یاعلیؑ، یاصین، یاعلیؑ، یاصین

لاریب کہ رسولؐ کی دنوں میں زیر و وزین
پہلو میں یاعلیؑ ہے تو گودی میں یا صین
لوح و قلم کا علم کا، ساک کے یا علیؑ
جب تک خدا کاملک ہے، ماںک ہے یاصین
یہ علم کا ذر صبر کا گھر، ختم نہ ہوگا

تحک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاصین، یاعلیؑ، یاصین، یاعلیؑ، یاصین

یہ سلطنتِ عشق ہے، خود دار ملیں گے
سلطان و ابوزرا سے، وفادار ملیں گے
عاشق یہاں میثم سے، چکردار ملیں گے
جینے کے لیے مرنے پ، تیار ملیں گے
کٹ جائے زبانِ عشق مگر، ختم نہ ہوگا

تحک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاصین، یاعلیؑ، یاصین، یاعلیؑ، یاصین

مسلم بن عقيل، فیر صین ہے
خوب علیؑ ہے دل میں، مشیر صین ہے
وہ بادشاہ اور یہ وزیر صین ہے
ایسا وزیر ہے کہ فقیر صین ہے
ناشر سفارت کا سفر، ختم نہ ہوگا

تحک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یاعلیؑ، یاصین، یاعلیؑ، یاصین، یاعلیؑ، یاصین

خُر کو سُنی صین نے، عالیٰ بنا دیا
ایسا کہ چین کا، سوالی بنا دیا
نادِ علیؑ نے اس کو، جلالی بنا دیا
رومی قاطلہ نے، مثلی بنا دیا
یہ ذر ہے عطاوں کا، یہ ذر ختم نہ ہوگا

تحک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
اے میرے ربِ جہاں، اے محمدؐ کے خدا
یہ تمرا عشق ہی تھا، جس کی پرواہِ خدا

دونوں کا اس کمال سے، سجدہ ادا ہوا
حیدر سے ابتدا ہوئی، یاں خاتمه ہوا
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین
ہے وقتِ عصر، مرضی پروردگار ہے
اب پشت ڈوالبناح پر، مولا سوار ہے
پہلو میں خون روئی ہوئی ڈوالفار ہے
هرہا ڈوالبناح بھی، بہت یلغار ہے
قربان ڈوالبناح پر، اور ڈوالفار پر
چلتے تھے دونوں، مرضی پروردگار پر
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین
جیسی وہ ڈوالفار تھی، ویسا تھا ڈوالبناح
پچپن سے ساتھ ساتھ ہی، رہتا تھا ڈوالبناح
بے مثل و بے نظیر تھا، اعلیٰ تھا، ڈوالبناح
کیونکر نہ ہو رسول نے پالا تھا، ڈوالبناح
پہلا سوار تو نبی کردگار ہے
اور دوسرا یہ دوش نبی کا سوار ہے
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین
چیتے کی جست، شیر کی چون، ہرن کی آنکھ
چلتا تھا دیکھ کے شاو زم کی آنکھ

پچپن سے جو ملا، عشق کا تیرے سفر
عشق حیدر میں ملا، کبھی میشم، کبھی مقداد و ابوذر میں ملا
کبھی سلمان کے دل میں کبھی قبرہ میں ملا
اور مقل میں جو دیکھا تو، ہترے میں ملا
لائق عشق ہے تو، تیرا جلوہ ہر نو

اے میرے ربِ جہاں، اے محمد کے خدا
عشق تو نے بھی کیا، وہ محمد تیرا
جس کی چاہت کے لیے یہ جہاں خلق کیا
وہ تیرا عشق ہی تھا، وہ تیرا عشق ہی تھا
اے میرے ربِ جہاں، اک عجب عشق ہوا

وہ سر کربلا، تیرا عاشق ہے کمرا
خون میں ڈوبا ہوا، دے چکا لخت جگر
دے چکا نورِ نظر، دے چکا سارا وہ گھر
اور قبر کے تلے، اس کا سجدے میں ہے سر
نہ نماز اسی، نہ عاشق کا لکیجہ ایسا
نوک تیرہ پہ بھی کرتا رہا ذکر تیرا
یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین

اک ڈوالفار خلق میں، دو ہاتھ سے چلی
وست حسین، پچھے مشکل کشا علی
یہ مصطفیٰ کی جان، وہ اللہ کا ولی
دونوں کا مرتبہ بھی، دو عالم پہ ہے جلی

پڑتی تھی یوں حریف پر اُس صفت کی آنکھ
لڑتی ہے جیسے جنگ میں ششیر زدن کی آنکھ
تھے آئی جس پر، اُس کا بھی واراں پر چل گیا
وہ سر گرا گئی، تو یہ لاشر چل گیا

تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین

کہتا تھا ڈوالفار سے، اب میری جنگ دیکھ
چل میرے ساتھ ساتھ، ذرا میرا رنگ دیکھ
اُس پیاس میں لڑائی کا، میرا بھی ڈھنگ دیکھ
راہ حیات کتوں پر کرتا ہوں تھک دیکھ
مانا ٹو ڈوالفار ہے، مرجب شکار ہے
لیکن یہ دیکھ کون یہ مجھ پر سوار ہے

تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین

سماء، تھا، اڑا، ادھر آیا، ادھر گیا
چکا پھرا جمال دکھایا، شہر گیا
تیروں سے اڑ کے بر بھیوں میں بے خطر گیا
برہم کیا صفوں کو سروں سے گزر گیا
آیا جو زد میں اس کی اجل آگئی اسے
اک ناپ پڑی جس پر زمیں کھا گئی اسے

تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین

اللہ رے لڑائی میں شوکت حسین کی
تمتی تیغ و ڈوالجناح میں سرعت حسین کی
قدرت بغور تھی تھی صورت حسین کی
قبر خدا سے کم نہ تھی بیعت حسین کی
بولے علی حسین ہو اب بھی حواس میں
ایسی تو جنگ ہم نہ لڑے، بھوک و پیاس میں
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین
آئی صدائے غیب کہ، بس بس حسین بس
دم لے ہوا میں چند نفس، اے حسین بس
گری سے ہانپتا ہے، فرس بس حسین بس
وقت نمازِ عصر ہے، بس بس حسین بس
تھک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین
یہ سنتے تھے حضرت، جو لگا پنځت پر بھالا
قربوں پر تھرا کے گرے، حضرت والا
جبریل نے قدموں سے، رکابوں کو نکالا
اور ہاتھوں کو گردوں میں یہ اللہ نے ڈالا
دیکھا جو ڈوالجناح نے، غش کھاتے زین پر
بس بیٹھ گیا نیک کے گھٹتے، زمین پر
قرآن حلی زین سے، سرفرش گر پڑا
دیوار کعبہ بیٹھ گئی، عرش گر پڑا

تمک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین

چلا کیں قاطمہ، میرا بچہ ہے بیگناہ
اے ارض نبیو، میرا بچہ ہے بیگناہ
اے نہر علقہ، میرا بچہ ہے بیگناہ
اے ذوالقدر، تو ہی بچا لے حسین کو
اے ذوالحجہ، بچہ سے میں لوں گی حسین کو
تمک جائے گا سورج، یہ سفر ختم نہ ہوگا
یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین

ڈوبا ہو میں، لوٹ کے آیا ہے ذوالحجہ
سمجھی سکنیہ، بابا کو لاایا ہے ذوالحجہ
سرخاک پر پک کے پکارا، وہ راہوار
سیدانبوں پھڑ گیا، مجھ سے میرا سوار
جلدی اتار لو، یہ تبرک یہ ذوالقدر
کتنا ہے وال، گلوٹے شہنشاہ نادر
زہرا قریب لاش پر خاک اڑاتی ہے
خیموں میں جاؤ، لوٹنے کو فوج آتی ہے
یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین، یا علی، یا حسین

☆☆☆☆☆

جلتے ہوئے خیموں کی بھتی راکھ پر بیباں رہ گئیں

(ندیم سرور)

جلتے ہوئے خیموں کی بھتی راکھ پر بیباں رہ گئیں
دل سے لگائے داغ بہترے نوح گر، بیباں رہ گئیں
شام غریباں سے کچھ پہلے جھولا چادر بستر تھا
پہلو میں ہمشکل پیغمبر مسعود میں ماں کی اصرت تھا
گودیاں خالی مانگیں اُجزی یہ بے پستر
بیباں رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بھتی راکھ پر

ہاں یہ ابوطالب کا کتبہ، بیشاں ساری حیدر کی
عظمت زہرا عظمت مریم، عزت حصہ پیغمبر کی
چادریں مانگیں نام پیغمبر، در بدر
بیباں رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بھتی راکھ پر
ڈھلتا سورج سوچ رہا ہے، وقت سحر کیا منتظر تھا
خو عبادت، زیر علم پیغمبر کا سارا لٹکر تھا
سو گیا لٹکر جانے والی رات بھر
بیباں رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بھتی راکھ پر
دریا موجیں مار رہا ہے، پیاس ابھی تک باقی ہے
شاید غازی لوٹ کے آئے، آس ابھی تک باقی ہے
دیکھ ذرا نشست کے برادر جاگ کر
بیباں رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بھتی راکھ پر

کوئی نہیں جو پوچھ لے آ کر کیا ہوئی نسبت حیری چادر
تیرے تو تھے اٹھارہ باردار کیوں ہے اکیلہ پھرے پر
بھسر مقتوں ہوئے سب، بھسر
بیباش رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بُجھتی راکھ پر

رات اندر حیری جلتا صحراء، لاشوں سے میدان بھرا
پھرے پر حیدر کی بیٹی اور چار طرف ہیں ال جفا
بے کفن لاشوں کو اٹھانے شنگے سر
بیباش رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بُجھتی راکھ پر
سوچو ذرا بیجان و سرد شام غربیاں کا وہ منتظر
چاک گربلا آئے جو حیدر کو کہ کے نسبت کو پھرے پر
رو دیے حیدر خیے مقل دیکھ کر
بیباش رہ گئیں، جلتے ہوئے خیموں کی بُجھتی راکھ پر
☆☆☆☆☆

مسلم دیاں دھیاں فخر ویلے

(ندیم سرود)

مسلم دیاں دھیاں فخر ویلے
آیاں کول حسین سخی دے
تیکوں واسطہ اکبر اصغر دا
ساکوں ویر ملا اج عید اے
مسلم دیاں دھیاں فخر ویلے

مسلم کی بیٹیاں فخر میں جب
آئیں پاس حسین سخی کے
تمہیں واسطہ اکبر اصغر کا
ہمیں بھائی ملا اج عید اے
مسلم دیاں دھیاں فخر ویلے
رب خیر کرے تیرے اکبر کی
ھووے غر دراز علیٰ اصغر کی
ضغائن دے ویراں دا صدقہ
ساکوں ویر ملا اج عید اے
جدوں عید دا ویلا آئدا اے
کل مانوالا پھر سجادیاں نے
پی فیخدی اے راسا ڈی ماں
ساکوں ویر
شہزادی ام البنین کی یہ
معصوم نواسیاں روتوی ہیں
ستی ہیں رقیہ یہ نوحہ
ساکوں ویر ملا اج عید اے
غالق نے بھیڑوں بھرا داں دے
بودوں وکھرے جوڑ بڑائے نے
بھیڑیں دے ھوندے ماٹوں بھرا
ساکوں ویر ملا اج عید اے
ساکوں بیوی ڈی یاد سکنی اے

چیڑا خدو تائیں ول کے نجیں آیا
ساؤئے بابل دا ٹنگ خال شنزا
ساکوں دیر ملا اج عید اے
غل لہ کے پھلے پھرال دے
وہی ام اپنیں یہی روندی اے
کھتے نک نہ جاوزہ اودے سان
ساکوں دیر ملا اج عید اے
ہنخ جوڑ کے نامیں غازی گوں
ایخو ویپڑ کیتا شہزادیاں نے
ول باج بھراواں نجیں گلدا
ساکوں دیر ملا اج عید اے
جب روئیں بیٹیاں مسلم کی
شیر کو صفرہ یاد آئی
آتی تھی مدینے سے یہ صدا
ساکوں دیر ملا اج عید اے
سرور، جواہ، ریحان دے سنگ
سنگ سارا تم کروا اے
ایخو شزو کے ویپڑ بھیاں دا
ساکوں دیر ملا اج عید اے
☆☆☆☆☆

مامت یہ محمد کے نواسے کا پا ہے

(علی شناور، علی ہمی، فرزند ندیم سرور)

ارض کربلا، ارض نیوا
یہ ماہ حرم ہے، یہ ایام حمرا ہے
مامت یہ محمد کے نواسے کا پا ہے

اس ماہ میں لوٹی گئی رضا کی سماں
تکوار محمد کے نواسے پہ چلانی
اس ماہ میں جبریل سے نوح یہ سنتا ہے
مامت یہ محمد کے نواسے کا پا ہے
اس ماہ حرم نے قیامت یہ دکھائی
اس چاند نے صفرہ کو خبر جاکے سنائی
ویران مدینہ ہے، نبی کربلا ہے
مامت یہ محمد کے نواسے کا پا ہے
اس ماہ میں ساوات نے دن کیسے گوارے
مخصوصوں کو پانی نہ ملا نہر کارے
کیا ظلم محمد کے گھرانے نے سہا ہے
مامت یہ محمد کے نواسے کا پا ہے
جب چاند حرم کا نظر آتا ہے ہم کو
سجتا ہے عزا خانہ تو یاد آتا ہے ہم کو

اس چاند میں خوں آل محمد کا بہا ہے

ما تم یہ محمد کے نواسے کا بہا ہے

عاشر کا دن بھول نہ پائے گا زمانہ

لوٹا گیا اس روز محمد کا گھرانہ

اس روز سے دنیا میں بچھی فرش عزا ہے

ما تم یہ محمد کے نواسے کا بہا ہے

جب شیخ شہیداں میں ہوئی شامِ غریبان

جلتے ہوئے نبیوں میں تھی سادات پریشان

پردیس میں گھر فاطمہ زہرا کا لانا ہے

ما تم یہ محمد کے نواسے کا بہا ہے

کیا حوصلے ماڈل کے تھے کیا شیرتے پچے

وہ مقصد زہرا تھیں، یہ حیدر کے ارادے

ان ماڈل سے بچوں سے نبی خاک شفاظ ہے

ما تم یہ محمد کے نواسے کا بہا ہے

وہ عنق و محمد علی اکبرہ علی اصر

وہ قاسم نواہ، وہ عباس دلادر

مقتل ان ہی شہزادوں کے زخمیوں سے سجا ہے

ما تم یہ محمد کے نواسے کا بہا ہے

ہوں سرور دیریان، شناور کہ علی جی

ہے تو کری دری میں حسین اہن علی کی

آواز و قلم دونوں اسی در کی عطا ہے

ما تم یہ محمد کے نواسے کا بہا ہے

☆☆☆☆☆

عباش نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہ

(ندیم سرور)

عباش نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہ
اب کون تیرے ناز اٹھائے گا سکینہ
عباش نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہ
بھائی سے داع ہو کے یوں فرماتے تھے مولا
اب کون میرے گھر کو بچایا گا سکینہ
عباش نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہ
کیا ہوگا ذرا دیر میں معلوم ہے ہم کو
ثرؤں میں علم نہر سے آئے گا سکینہ
عباش نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہ
اک شور ہے گھرام ہے بی بی لب دریا
گلتا ہے کہ اب شیر نہ آئے گا سکینہ
عباش نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہ
تواروں میں نیزوں میں گھرا ہے میرا بھائی
وہ ملک و علم کیسے بچائے گا سکینہ
عباش نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہ
عباش نہ ہوں گے تیرا بابا بھی نہ ہوگا
اب کون تیری پیاس بچائے گا سکینہ
عباش نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہ

کس کے لئے بابی ذر خیمہ پر کھڑی ہو
اب کوئی تراہی سے نہ آئے گا سکینہ

عماش نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہ
مشکنہ عکم قشہ لی، دستِ نریدہ
کیا کیا تیرے اس دل میں سائے گا سکینہ
عماش نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہ

عماش کا وعدہ ہے کہ پانی نہ پیئے گا
پہلے تمہیں کوڑ پر پلائے گا سکینہ

عماش نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہ
اے سرورِ دریجان یہ کہتے رہے مولا
یہ غم کچھے تا حرثِ زلائے گا سکینہ
عماش نہ اب لوٹ کے آئے گا سکینہ

☆☆☆☆☆

میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا

(ندیم سرور)

اے فوجِ اشتیاءِ میرا اسلام رہے گا
قرآن رہے گا میرا پیغام رہے گا
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا

جب علمہ تکھ حسین، پہنچ کو رو چکے
اکٹھ کو رو چکے، علی اصرار کو رو چکے
اک دوپہر میں، باوفا لٹکر کو رو چکے
پھر فوجِ بذنب سے مخاطب ہوئے امام
نجف تمام کرتا ہوں، سن لو میرا پیغام
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

فرماتے تھے حسین کہ میں بے قصور ہوں
روشن ہے تم پر جسمِ چیبر کا نور ہوں
فاقول سے میں نہ عال ہوں رخوں سے چور ہوں

زغمون پر زخم پیاس کی شدت میں کھاؤں گا
لیکن میں ناتا جان سے وعدہ نبھاؤں گا
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا
دریا کو خم نے چھین لیا، میں نے گچھ کہا
پانی دکھا دکھا کے پیا، میں نے گچھ کہا
داغ اکٹھ جواں کا دیا، میں نے گچھ کہا

حق پر ہوں میرے حق میں نہ بول رہی ہے
سُن لودہ اذال، میری زبان بول رہی ہے
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا
مقصد ہے لا الہ کی بقا، اور کچھ نہیں

وعدہ ہو زیر حق وفا، اور کچھ نہیں
اس کے سوا یوں پر دعا، اور کچھ نہیں
راضی ہو مجھ سے میرا خدا چاہتا ہوں میں

میں ہوں حسین سب کا بھلا چاہتا ہوں میں
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا
مقصد نہیں ہے جنگ ہمارا، خدا گواہ
خط بھج کے ہے تم نے بلا یا، خدا گواہ
بے ہم تم نے مجھ کو ستایا، خدا گواہ

خبر تلے بلند میں تکبیر کروں گا
اپنے لہو سے خاک پر تحریر کروں گا
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا
میں اور گروں یزید کی بیعت، نہیں نہیں
بدلوں اجل کے ڈر سے شریعت، نہیں نہیں
جینے کے بد لے چھوڑوں شہادت، نہیں نہیں

تم کون ہو، نقاب رُخوں سے ہٹاؤں گا
میں کون ہوں، یہ توک نہ پر بتاؤں گا
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

آ کر ذریحیام پر، نسبت کو دی صدا
آئے میری غریب بکن، آ قریب آ
لے آخری سلام، حسین غریب کا

مقصد ہے میرا کیا، یہ سبق تجھ کو یاد ہے
میری شریک کار، مجھے اعتقاد ہے
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا
زندگی ترپ کے بولی کہ، بھیجا سمجھ گئی
بھیجا تیرے اشارے کو، بہنا سمجھ گئی
میں کیا تیری غریب، سکینہ سمجھ گئی
خطبوطوں سے میں ہلاوں گی، تصریح یزید کو
مرنے نہ دوں گی اب میں کسی بھی شہید کو
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا
انھا غبارِ ظلم، گوکتیں ہیں بجلیاں
زیں سے گرے حسین، انھیں سرخ آندھیاں
ناگاہ سر حسین کا، آیا سر سنان
قرآن نہ کے سید مظلوم نے کہا
لو ناتا جان، وعدہ وفا میں نے کر دیا
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا
اے سرورِ دین، یہ لمحہ عجیب ہے
نیزے پر لب گشا یہ حسین غریب ہے
زندگی تمہاری شام غریباں قریب ہے
سب کچھ تیرے حوالے ہے اب تم سنجھانا
اپنا خیال رکھنا، سکینہ کو پالنا
میں رہوں یا نہ رہوں، میرا اسلام رہے گا، میرا پیغام رہے گا

☆☆☆☆☆

اور اس کا کرم کل بھی ہوگا
عباس! عباس! عباس! عباس!

ٹورہوں میں چاند بن کر اس طرح زندہ رہا
چادر زہرا کے سائے میں سدا پلتا رہا
یہ علی انابی طالب کا سرمایہ رہا
زینت و کثوم کی بھی آنکھ کا تارا

سلام عباس یا مولا، سلام عباس یا مولا
خُرمت دین نبی نصرہ کے گھر کی آبرو
دل ہے یہ ام البنین کا اور حیدر کا لہو
سیرت شیر و هیر کا سرپا ہو بھو
بنین کے درمیان کس کا شرف ایسا

سلام عباس یا مولا، سلام عباس یا مولا
یہ وہ گھر ہے جس طرف دیکھا ہمیں مولا ملا
ہر طرف مولا ہی مولا، ابتدا تا انتہا
گرومولاؤں کے یہ غازی ہے مولائے وفا
ہے خدا مولا، نبی مولا، علی مولا

سلام عباس یا مولا، سلام عباس یا مولا
ہے علی کی بادشاہی، آسمان ہو یا زمین
ہے علی ام الہی، مصطفیٰ کا جا شیش
ذورا حیدر نہیں ہے، ذورا غازی نہیں
یا علی کہہ کر زبان کے ساتھ دل بولا

سلام عباس یا مولا، سلام عباس یا مولا

سلام عباس یا مولا، سلام عباس یا مولا

(ندیم سردار)

سلام عباس یا مولا
زمیں بولی، فلک بولا، علم بولا، قلم بولا
سلام عباس یا مولا

السلام اے باوقا، باب الحوائج السلام
پیکسون کا آسرہ، باب الحوائج السلام
قائم آل محمد، کل اماموں کا سلام
اے دعائے سیدہ، باب الحوائج السلام

وہ روز کہ جس کا وحدہ ہے
وہ روز یقیناً آئے گا
انسان کا مقدر بدے گا
جب نور رامت چھائے گا

گوئے گی صدائے جاءِ الحق
اور مہدی دوران آئے گا
اس روز سے سارے عالم میں
بس ایک علم لہرائے گا

غازی کا علم ایک سایہ ہے
جو کل بھی تھا جو آج بھی ہے

عین سے عباش کی علم و علم، عشق علیٰ
بے سے بسم اللہ کی باب الحجاج ہے تھی
ہے الف اللہ کا اور سین ہے اسلام کی
ہو بہو حیدر ہر اک میزان میں تو لا

سلام عباش یا مولا، سلام عباش یا مولا
بڑھ رہا ہے جانب دریا، عظم عباش کا
کون روکے گا بھلا، بڑھتا قدم عباش کا
ہاں مگر شیر کو سہنا ہے، غم عباش کا
حکم شیرتی سے اپنے غمیض کو روکا
سلام عباش یا مولا، سلام عباش یا مولا

الامان وہ ملک کا پوچھنا تجھنا شیر کا
یا سکیفۃ الوداع کہہ کر وہ گرتا شیر کا
ویختی ہی رہ گئی رستہ سکیفۃ شیر کا
مر کے بھی سینے سے لپٹائے تھا مشکیزہ

سلام عباش یا مولا، سلام عباش یا مولا
ہو کرم اللہ بحالی غریبان یا تھی
آپ سے ہی لوگائے ہیں یہ سارے ناتھی
سرور دیسخان کی قائم رہے یہ نوکری
اے تھی باب الحجاج فضل کے بابا

سلام عباش یا مولا، سلام عباش یا مولا

☆☆☆☆☆

الشام! الشام! الشام!

(ندیم سرور)

نه رو مولا، نہ رو مولا
منہال نے اک دن آکے کہا
اے مولا میرے اے زین العابدین
غم زیادہ کہاں گزرے تم پر
دل قہام لیا خون رونے لگا
خون روتے ہوئے بس اتنا کہا
الشام! الشام! الشام!

منہال تریپ کر کہنے لگا
روئے کا سبب مولا ہے کیا
میراث شہادت آپ کی ہے
مولا نے کہا ڈاتیب مگر
اف ٹو نے نہیں انصاف کیا
بے شک میراث شہادت ہے
یہ آل نبی کی فطرت ہے
سر بے پردہ ماں بہنوں کا
اک یہ یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام! الشام!

منہال میں کیسے زندہ ہوں
مل مل جیتا ہوں مرتا ہوں

ان آنکھوں نے جو کچھ دیکھا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام!

آغاز ہے شام غریبان سے
خون پٹکا چشم گریاں سے
بہنوں کا کھلا سر سامنے تھا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام!

کیسے بھولوں اس منظر کو
نیزے پہ پھینگی کی چادر کو
ساحل سے جو غازی نے دیکھا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام!

وہ رخی کان جلا داسن
وہ رشی وہ نازک گروں
معصوم بہن کا وہ روتا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام!

ناموش ہمیرے ہے چادر
اور سر پہ بستے وہ پتھر
تر ٹون میں تھا سب کا چڑہ
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام!

نہ غم طوق و زنجیر کا تھا
غم پھوپھیوں کا ہشیر کا تھا
بازار کے غم نے مار دیا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام!

اللہ میرے یہ حد تھم
پھروں تھے کھڑے دربار میں ہم
اور تخت پر قاتل پیٹھا تھا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام!

اک شام کا اک زندان کا غم
معصوم سی نیخی جان کا غم
جو ہونہ سکی مر کے بھی رہا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام!

رسیحان و سورہ شام چلو
اور شام کی وہ گلیاں دیکھو
نیار جہاں کہتا ہی رہا
اک یہ بھی میری میراث تھی کیا
الشام! الشام!



جس پر خدا کو ناز وہ انسان کون تھا
کنبے کے ساتھ دین پر قربان کون تھا
توک سنان پر قاری قرآن کون تھا
اے کربلا بتا تمرا مہمان کون تھا
ٹو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بس یا حسین، بس یا حسین
بس حسین تھا جسے یہ اختیار مل گیا
یہ اختیار کتنا وسیع و بلند ہے
سارا جہاں حسین کی ممثی میں بند ہے
بلدہ ہے کربلا میں تقاضائے انقلاب
تیزے پر اب جو سر ہے وہی سر بلند ہے
ایوان انجماڑ میں جست نہ کر ٹلاش
یہ تو غم حسین کے آنسو میں بند ہے
ٹو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بس یا حسین، بس یا حسین
داستان حسین کی سمجھ میں آگئی اگر
تو خُر کی رہ گزار پر کرے گا عشق کا سفر
ترپ ترپ اٹھے گا تو کہے گا رات رات بھر
حسین بس حسین ہے، سنان پر یا زمین پر
شاہ کربلا سے جس کے دل کا نار مل گیا
ٹو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بس یا حسین، بس یا حسین

نوجہ جات سال 2008ء

بس یا حسین، بس یا حسین

(ندیم سردار)

اس مرتبہ کے بعد تو سب پچھل مل گیا
اے ٹو حسین مل گیا رب مل گیا
اے ٹو کے ملی یہ شہادت کی زیب وزین
بالیں پر تیرے آئی ہیں خود مادر حسین

گچھ نہیں ملا اے، ٹو نہیں ملا ہے
ٹو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بس یا حسین، بس یا حسین
یہ بس حسین کی عطا، یہ بس حسین کا جگر
جو کہہ دیا وہ معتبر، جو دیدیا تو سارا گھر
کرم حسین کا کرم، کسی پر ہو گیا اگر
مل کسی کو بال و پر، کسی کو مل گئے پر
خُر ہادیا اُسے، جو ایک بار مل گیا
ٹو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بس یا حسین، بس یا حسین
وَتَعْلُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُنْهِي مَنْ تَشَاءُ
آدم کی پوری نسل پر احسان کون تھا

اک دوپہر میں جس نے، بھرا گھر لٹا دیا
تازا خدا ہے جس پر، وہ سجدہ ادا کیا
اپنے لہو سے خاک کو، خاک شفا کیا
عاشور ایک روز تھا، صدیوں پر چھا گیا
کرب و بلا کو، عرش معلیٰ بنا دیا
سلام یا حسین، رب کا اعتبار مل گیا
تو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بس یا حسین، بس یا حسین

جب رن میں ذوالقدر علی، ناگہاں چلی
پچھے پچھے گئیں صفوں پر صفیں، وہ جہاں چلی
چمکی تو اس طرف، اُدھر آئی وہاں چلی
وینے کو داد عرش سے، پیاسے کی ماں چلی
مدت کا تال میل تھا، رسول کا ساتھ
جیسی وہ ذوالقدر تھی، ویسا ہی ہاتھ تھا
تو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بس یا حسین، بس یا حسین

کھا کھا گئی صفوں کو، جدھر آئی ذوالقدر
گھبہ ہٹھپ گئی، تو گاہ نظر آئی ذوالقدر
سر پر چمک کے، تابہ کمر آئی ذوالقدر
زیں کاٹ کر، زمین پر اتر آئی ذوالقدر
پھر تو یہ غل ہوا، کہ دہائی حسین کی
اللہ کا غضب ہے، لڑائی حسین کی

ٹو جس کو مل گیا، رب اس کو مل گیا
بس یا حسین، بس یا حسین
آئی عادی غیب، کہ ہیز مر جا
اس ہاتھ کے لئے تھی، یہ ششیر مر جا
یہ آبرد یہ جگ، یہ تو قیر مر جا
بس بس حسین، بس میرے یلگیر مر جا
وقتِ نمازِ عصر ہے، بکیر مر جا
بس یا حسین، بس یا حسین
لبیک کہ کے تیق رکھی، شہ نے میان میں
بلیں سپاہ آئی قیامت، جہاں میں
لوخیروں میں تیغوں میں، بھالوں میں گھر گئے
تھا حسین، برچبوں والوں میں گھر گئے
بس یا حسین، بس یا حسین
رسیحان دسر دیر ہر زیں سو، یہ ایسا راز ہے
حسین کہہ رہے تھے، بس خدا پر مجھ کو نماز ہے
نہ بھائی نہ پسر رہا، نہ کوئی چارہ ساز ہے
اذان ہے حسین ہے، خدا نے بے نیاز ہے
نہ زین نہ زمین پر، یہ آخری نماز ہے
بس یا حسین، بس یا حسین
جس کے دل میں حسین رہتا ہے
فرش مجلس کا جو نچھاتا ہے
جو بھی نوحہ کہیں سناتا ہے

ہر ٹوٹے ہوئے دل کی یہ آس بندھاتا ہے
عباس بلاتا ہے، عباس بلاتا ہے
حیدر کے ملکنوں کی، اس در پ قطاریں ہیں
خوروں کی فرشتوں کی، اس در پ قطاریں ہیں
جس جس کا بلادا ہے، دوڑا چلا آتا ہے
عباس بلاتا ہے، عباس بلاتا ہے
وہ مولा قدم ہو یا شہزاد کی نگری ہو
ما تم جہاں ہوتا ہو، مجلس جہاں ہوتی ہو
دینے کے لئے پرسہ زہرا کو جو آتا ہے
عباس بلاتا ہے، عباس بلاتا ہے
مشہد ہو نجف ہو یا مکہ ہو بقیع ہو
وہ کرب دbla ہو یا شاہزادی کا روضہ ہو
دنیا کا کوئی زائر جب بھی یہاں آتا ہے
عباس بلاتا ہے، عباس بلاتا ہے
بے چین ہے گبرا کے خیے میں نہلتا ہے
کیا جرم کیا ایسا کیوں ہاتھوں کو ملتا ہے
اے خڑ تیری قسمت کا تارا یہ نہلتا ہے
عباس بلاتا ہے، عباس بلاتا ہے
گرتے ہوئے پرچم کو دیکھا شہ والا نے
زینب سے کہا رکر عباس کے مولانے
اہم جاتے ہیں دریا پر دل ڈوبتا جاتا ہے
عباس بلاتا ہے، عباس بلاتا ہے

لے کے نام حسین روتا ہے
اس کو زہرا سلام کرتی ہیں
اس کو زہرا سلام کرتی ہیں
بس یا حسین، بس یا حسین
☆☆☆☆☆

عباس بلاتا ہے، عباس بلاتا ہے (نديم سرود)

درگاہ علمدار، درگاہ علمدار
یا باب حوانگ میری توقیر بڑھا دے
عباس کئے ہاتھوں سے تقدیر بنا دے
زہرا سے وفاداری، دنیا کو سکھاتا ہے
پرجم کا پھربراء یہ لہرا کے بتاتا ہے
عباس بلاتا ہے، عباس بلاتا ہے

درگاہ ابوالفضل العباس کے سامے میں
تفرقیں نہیں کوئی، اپنے میں پرانے میں
جو بھی یہاں آتا ہے، خالی نہیں جاتا ہے
عباس بلاتا ہے، عباس بلاتا ہے
بے آس مریضوں کو دنیا کے غریبوں کو
مسکینوں تیہوں کو روتنی ہوئی آنکھوں کو

نکلوں میں جو تھا بھائی کا بدن
ہائے ہائے قاسم، ہائے قاسم
لیکھی اس نکلوے پر ہائے قاسم
کبھی اس نکلوے پر ہائے قاسم

تیری بھیز غریب نوں نہیں نھلندا
تیرے قتل دا منظر ہائے قاسم
کبھی سہرا دیکھ کے روتی تھی
کبھی غش کھا کے گر جاتی تھی
پامال ہوا تھا بھائی جہاں
اس خون پر گر کر ہائے قاسم

لیکھے ہائے قاسم، ہائے قاسم
لیکھی اس نکلوے پر ہائے قاسم
کبھی اس نکلوے پر ہائے قاسم

وج رویاں دے پابند ہوای
نہیں بھیز غریب دا وس کوای
ہوندے جتھ آزاد تے مرجاندی
تیرا ماتم کر کر ہائے قاسم

لیکھے ہائے قاسم، ہائے قاسم
کبھی اس نکلوے پر ہائے قاسم
کبھی اس نکلوے پر ہائے قاسم

کس شان سے تم دلہا تھے بنے
کس شان سے تھی بارات چلی

تم سو گئے دریا پر دیکھو تو ذرا آٹھ کر
شیر کو گھیرے ہیں نو (۹) لاکھ کا یہ لشکر
جب تیر کوئی دل پر آتا تیرا کھاتا ہے
عباش بلاتا ہے، عباش بلاتا ہے

ریحان کی سرور کی مولا سے دفائیں ہیں
عباش کے روپے پر نوح لیے آئے ہیں
شہزادی سکینہ کا نوح جو سناتا ہے
عباش بلاتا ہے، عباش بلاتا ہے

یا باب الحوانگ میری تو قیر بڑھا دے
عباش کئے ہاتھوں سے میری تقدیر بنادے
☆☆☆☆☆

ہائے ہائے قاسم، ہائے قاسم

(ندیم سرور)

قیدی بن کر پابند رن
لاشوں سے جو گزرے اہل حرم
ہر بی بی اپنے پارو سے
ہوتی تھی ودا کر کے ماتم

اک بی بی فاطمہ بنت حسن
پامال بدن قاسم کی بہن
کسی اک جاء سے رخصت نہ ہوئی

بیٹھی رہی دلن جمرے میں
آئے نہ پلت کر ہائے قاسم

ہائے ہائے قاسم، پر ہائے قاسم
بجھی اس گلڑے پر ہائے قاسم
بجھی اس گلڑے پر ہائے قاسم

تنیوں نال دعاوں مان اجزی
میدان دے پاے ثوریا سی
اوی محنت کر پامال گیا
نو کھ دا لشکر ہائے قاسم

ہائے ہائے قاسم، پر ہائے قاسم
بجھی اس گلڑے پر ہائے قاسم
بجھی اس گلڑے پر ہائے قاسم

فردی نے کہا بیٹا قاسم
کہہ دینا دادی زہرا سے
غربت کی کلائی گلڑوں میں
بیچھی ہے سجا کر ہائے قاسم

ہائے ہائے قاسم، پر ہائے قاسم
بجھی اس گلڑے پر ہائے قاسم
بجھی اس گلڑے پر ہائے قاسم

ٹاؤں راس نہ آئی کرب د بلا
ٹاؤں باج کفن میں باج ردا
تیڈے تل دے بعد لعیناں نے

میڈی لٹ لٹی چادر ہائے قاسم
ہائے ہائے قاسم، ہائے قاسم
بجھی اس گلڑے پر ہائے قاسم
بجھی اس گلڑے پر ہائے قاسم

اٹھ قاسم دیکھ تیری دلن
تیری لاش چ رونے آئی ہے
اے کاش یہ شادی راس آتی
بس جاتا تیرا گھر ہائے قاسم

ہائے ہائے قاسم، ہائے قاسم
بجھی اس گلڑے پر ہائے قاسم
بجھی اس گلڑے پر ہائے قاسم

ہویا گلڑے گلڑے نال زہر
میڈے بابے حسن دا پاک گھر
ہوای گلڑے گلڑے وچ مظلہ
تیڈی لاش برادر ہائے قاسم

ہائے ہائے قاسم، ہائے قاسم
بجھی اس گلڑے پر ہائے قاسم
بجھی اس گلڑے پر ہائے قاسم

اٹھ بندرا ونخ تیڈی بزی
تیڈی لاش تے رونڈ آئی اے
کیندی اے یوہ بھرجائی
میڈا اجز گیا گھر ہائے قاسم

بُلے ہائے قائم، ہائے قائم
بُجھی اس نکڑے پر ہائے قائم
بُجھی اس نکڑے پر ہائے قائم

بُجھی مہندی والے ہاتھوں سے
وہ خاک و خون چھڑاتی تھی
بُجھی بُجوم کے خون بھرا کلتا
کہتی تھی ترپ کر ہائے قائم

بُلے ہائے قائم، ہائے قائم
بُجھی اس نکڑے پر ہائے قائم
بُجھی اس نکڑے پر ہائے قائم

ہر سات حرم کو مہندی تیری یاد میں قائم رکھتی ہے
دلوہا، دلوہا، قائم دلوہا ہتھا ہے لبوں پر ہائے قائم

بُلے ہائے قائم، ہائے قائم
بُجھی اس نکڑے پر ہائے قائم
بُجھی اس نکڑے پر ہائے قائم

مکن ٹک سکدی لاچاری اے
سگ پچھوپھیاں نال تیاری اے
آٹھ آخری واری گل لا کے
آجزی نوں وداع کر ہائے قائم

بُلے ہائے قائم، ہائے قائم
بُجھی اس نکڑے پر ہائے قائم
بُجھی اس نکڑے پر ہائے قائم

جوادِ ریحانَ تے سرورَ نوں
میں ہملازیں وین اُس بی بی دے
عیندے صدقے اج وی جاری اے
تیدا ماتم گر گر ہائے قائم

بُلے ہائے قائم، ہائے قائم
بُجھی اس نکڑے پر ہائے قائم
بُجھی اس نکڑے پر ہائے قائم
☆☆☆☆☆

بڑا روئی سکینیہ یہاں، ہاں یہ ہے شہرِ شام (ندیمِ سرور)

ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام
چھوٹی شہزادی کا ہے میں پر قیام
آج روشنے پر ہے روشنی صح دشام
پُس سا داروں کا ہے، ماتی اٹدہام
پچھت رہا ہے جگر سوچتا ہوں اگر
کیسا تاریک تھا، کیسا ویران تھا
کیسا ویران تھا، کل یہ زندان تھا
بڑا روئی سکینیہ یہاں، بڑا روئی سکینیہ یہاں
ہاں یہ ہے شہرِ شام، ہاں یہ ہے شہرِ شام

بڑا روئی سکینہ یہاں، بڑا روئی سکینہ یہاں
ہاں یہ ہے شہر شام، ہاں یہ ہے شہر شام

ایک قیامت کی، دربار میں آگئی
جب سکینہ، کنٹری میں مانگی گئی
نه پدر نہ چا، بھائی بھی ناتواں
توڑیں سجادوں نے، غیض میں پڑیاں

بڑا روئی سکینہ یہاں، بڑا روئی سکینہ یہاں
ہاں یہ ہے شہر شام، ہاں یہ ہے شہر شام

دُختر ہد بولی، سکینہ بتا
کیسے دامن جلا، کیوں ہے گرتا پھتا
اوڑھتی تیرے سر کی، گئی ہے کھاں
کھپتیں لیں کس شقی نے، تیری بالیاں

بڑا روئی سکینہ یہاں، بڑا روئی سکینہ یہاں
ہاں یہ ہے شہر شام، ہاں یہ ہے شہر شام

بولی کیا حال اپنا بتاؤ تجھے
چھوڑ کے جب سے بابا گئے پیں مجھے
میں یقین ہو گئی اور کیا ہو بیاں
میری گروں میں باندھی گئیں رسیاں

بڑا روئی سکینہ یہاں، بڑا روئی سکینہ یہاں
ہاں یہ ہے شہر شام، ہاں یہ ہے شہر شام

اور اک روز زمان رونے لگا
جب سکینہ کو بابا کا سر مل گیا

اتی وحشت کہ اک پل نہ گز رے جہاں
چین ہوں جہاں صرف تھائیاں
رونا کیا، سکیوں پر بھی پانڈیاں
رسیوں بیڑیوں، طوق کے درمیاں

بڑا روئی سکینہ یہاں، بڑا روئی سکینہ یہاں
ہاں یہ ہے شہر شام، ہاں یہ ہے شہر شام

سر ٹھلے خاک پہ عمرودہ یہاں
اس میں قاسم کی، اکبر کی اصغر کی ماں
مانگ اجزی ہوئی خالی تھیں گو دیاں
سب کی ہست بندھاتی تھی زینب یہاں

بڑا روئی سکینہ یہاں، بڑا روئی سکینہ یہاں
ہاں یہ ہے شہر شام، ہاں یہ ہے شہر شام

ہاں اسی شام کے نقش بازار میں
یہاں پھرولوں کی تھیں بوچار میں
خون میں ڈوبی محمد کی بیٹیاں
ہر طرف شام میں جشن کا تھا سماں

بڑا روئی سکینہ یہاں، بڑا روئی سکینہ یہاں
ہاں یہ ہے شہر شام، ہاں یہ ہے شہر شام

دیکھ کر بنت زہرا کا یوں سر کھلا
لوك نیزہ سے غازی کا سر گر گیا
ہائے غازی کی غیرت کا یہ امتحان
سر پکنے لگیں ساری شہزادیاں

بُولی اب آئے ہو تم میرے بیبا جاں
اسچے دن دور مجھ سے رہے ہو کہاں
بڑا روئی سکنیتہ یہاں، بڑا روئی سکنیتہ یہاں
ہاں یہ ہے شہر شام، ہاں یہ ہے شہر شام
روئیں ریحان و سرور کی آنکھیں لہو
روضہ شاہزادی پر کی گنگو
ہائے اس وقت ہم تم کھڑے ہیں جہاں
نور ہی نور ہے کل تھیں تاریکیاں
بڑا روئی سکنیتہ یہاں، بڑا روئی سکنیتہ یہاں
ہاں یہ ہے شہر شام، ہاں یہ ہے شہر شام

کیا محمد کا پیارا نہیں ہوں

(علی شناور، علی ہی فرزندِ یم سرور)

یاصین، یاصین، یاصین
میرا نانا نہیں، میری ماں سیدہ
میرا بیبا علی، میرا بھائی حسن
ہم ہی ہیں ہیں بختی
میری کیا ہے خطاء، میری کیا ہے خطا
مجھ پر کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمد کا پیارا نہیں ہوں

کیا میں زہرا کا جایا جایا نہیں ہوں
کیا نبی کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پر کیوں بند کرتے ہو پانی

میرے نانا نے کلمہ سکھایا
اور قران تم کو سنایا
کیا میں نانا کا سایہ نہیں ہوں
کیا نبی کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پر کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمد کا پیارا نہیں ہوں
وہ مدینہ چہاں میرا گھر ہے
اور مسجد میں اُس گھر کا در ہے
کیا میں اُس گھر میں کھلایا نہیں ہوں

کیا نبی کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پر کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمد کا پیارا نہیں ہوں
چکیاں جس کر ماں نے پالا
مجھ کو نانا نے تحولاً تحلایا
اپنا بچپن میں تحولاً نہیں ہوں
کیا نبی کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پر کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمد کا پیارا نہیں ہوں

مجھ پر کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمد کا پیارا نہیں ہوں
اک صدا تھی یہ ریحان و سورہ
کہہ رہے تھے حسین انہیں حیدر
کیا میں مہمان آیا نہیں ہوں
کیا نبی کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پر کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمد کا پیارا نہیں ہوں
☆☆☆☆☆

ہناءں پر ہوں تو کیا ہوا

(ندیم سرور)

رن میں بندھ چکا گلا
لو چل پڑا وہ قافلہ
بہن غریب نوح گر
شان پر جب پڑی نظر
خموش تھے شہید سب
انجی کے مل رہے تھے لب
ہناءں پر ہوں تو کیا ہوا
ٹوٹ حوصلہ نہ ہارتا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

عید کے روز دوپتی نبی پر
ہاں میں بیٹھا تھا ڈلفیں پکڑ کر
کیا میں ان کا ڈلارا نہیں ہوں
کیا نبی کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پر کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمد کا پیارا نہیں ہوں
سملی والے کے لب چوتا تھا
کتنا پیارا میرا بچپنا تھا
آن آنکھوں کا تارا نہیں ہوں
کیا نبی کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پر کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمد کا پیارا نہیں ہوں
میں جو پانی کبھی ناتھا تھا
کیوں ترقی تھی ماں اب میں سمجھا
پاس اصریر کے جاتا نہیں ہوں
کیا نبی کا نواسہ نہیں ہوں
مجھ پر کیوں بند کرتے ہو پانی
کیا محمد کا پیارا نہیں ہوں
میں جو چاہوں برس جائیں بادل
خون میں ڈدبا نظر آئے مقتل
جنگ لڑنے میں آیا نہیں ہوں
کیا نبی کا نواسہ نہیں ہوں

غريب	کربلا	بہن
دلیر	باوفا	بہن
غمون	کی عمقہ	بہن
میری	مسافرہ	بہن

تو حوصلہ نہ ہارنا
بسال پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

وقائے	وعدد	تلک	ٹان
	میں	آگیا	میں
	کام	کرچکا	اپنا
	شریک	کربلا	میری

تو حوصلہ نہ ہارنا
بسال پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

رسیاں	یہ	قدم	قدم
جنیاں	پہ	بیٹھیاں	بیٹھیاں
رودا	بیٹھر	بیٹھیاں	بیٹھیاں
بہن	ہے	کڑا	امتحان

تو حوصلہ نہ ہارنا
بسال پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

اگر	راستہ	کٹھن	ذرا
ذرا	نہ ذر	میری	بہن
تو	بے کفن		

ہے وقت حوصلہ شکن	تو حوصلہ نہ ہارنا
بسال پہ ہوں تو کیا ہوا	بہن میں ساتھ ساتھ ہوں
شہادتیں	شہادتیں
قیامتیں	قیامتیں
ابھی ہیں اور آفیں	ابھی ہیں اور آفیں
سنجال اپ اماقیں	سنجال اپ اماقیں
کوئی بھی اب نہیں بجا	کوئی بھی اب نہیں بجا
ابس علیہ شکستہ پا	ابس علیہ شکستہ پا
ساربان غمزدہ	ساربان غمزدہ
ترے جو کھا کے غش ذرا	ترے جو کھا کے غش ذرا
بہن نہیں شہر شہر نہیں	بہن نہیں شہر شہر نہیں
لرز رہی ہے کیوں زمیں	لرز رہی ہے کیوں زمیں
سکیدہ گر گئی کہیں کہیں	سکیدہ گر گئی کہیں کہیں
نم مل سکے جو وہ جزیں	نم مل سکے جو وہ جزیں
تو حوصلہ نہ ہارنا	تو حوصلہ نہ ہارنا

ایسا بنا میں سارِ باں! سارِ باں!

(ندیم سرور)

وائپسِ مدینے آگیا
لو کارواں اُبڑا ہوا
اُبڑی قیس ساری پیشان
سچاؤ کا نوحہ یہ تھا
روئیں گی طوق و بیڑیاں
وہ شام اور میں الائیں
ایسا بنا میں سارِ باں
مولانا غم زدہ ناتوان سارِ باں

لوگو مدینہ لٹ گیا
کوئی نہیں میرے سوا
داغوں سے ہے سینہ بھرا
تھا کروں کیا کیا بیان
ایسا بنا میں سارِ باں
مولانا غم زدہ ناتوان سارِ باں
تھا جب تک وہ مہریاں
عباں میر کارواں

بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

بہت قریب شام ہے
لہجوم خاص و عام ہے
بیدر بد کلام ہے
زید وقت انقام ہے

ٹو حوصلہ نہ ہارتا
سماں پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

غريب کرب و بلا بہن
دلیر پا وفا بہن
غمون کی علمتہ بہن
میری مسافرہ بہن

ٹو حوصلہ نہ ہارتا
سماں پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

ریحان و سرور عزا
جو شام پنچھے قافلہ
سر حسین نے کہا
الد دے تخت شام کا

ٹو حوصلہ نہ ہارتا
سماں پہ ہوں تو کیا ہوا
بہن میں ساتھ ساتھ ہوں

☆☆☆☆☆

اُس شام کے بازار نے
وہ غم دیئے دربار نے
جب میں لگا لکارنے
دینے لگے قائم اذان

ایسا بنا میں سارباں
مولانا غم زده ناتوان سارباں
رسیحان و سور عمر بھر
آنکھیں ریس گئی نوحہ گر
جس وقت فرش درد پر
توہ میں یہ ہوگا بیان

ایسا بنا میں سارباں
مولانا غم زده ناتوان سارباں
☆☆☆☆☆

مارا گیا کیا ناگہاں
آخر لے آن کا نشاں
ایسا بنا میں سارباں
مولانا غم زده ناتوان سارباں
کتنا سکھن تھا وہ سفر
تیزوال پر شے چیزوں کے سر
آشٹی نہ تھی میری نظر
بے پردہ بیٹھن اور ماں

ایسا بنا میں سارباں
مولانا غم زده ناتوان سارباں
غم تھا قیامت سے بڑا
چاروں طرف تھے اشیاء
ناموں میری بے ردا ردا
روتا تھا سن کرن کر اذان

ایسا بنا میں سارباں
مولانا غم زده ناتوان سارباں
کیا رونق بازار
پھر کی بھی بوچار
آف وہ نہیں کفار کی
خاموش تھی میری زبان

ایسا بنا میں سارباں
مولانا غم زده ناتوان سارباں

حسین! وہ جو مغلوں کو کتبیوں میں ڈھال دے
حسین! وہ جو مغلوں سے دین کو نکال لے
خدا اگر طلب کرے، حسین اپنے لال دے
حسین! جو طلب کرے، وہ ترتیب دو الجلال دے
حسین! وہ بھی ہے، جو گدا کو بے سوال دے
کمال یہ ہے، خود خدا کہے کمال کر دیا

عظم کام
سلام! یا حسین!

بلندیوں سے پوچھ لو، سنان سنان حسین ہے
قدم قدم حسین ہے، زبان زبان حسین ہے
دلوں میں اہل ورد کے، رواں دواں حسین ہے
زمانہ پوچھتا ہے یہ، کہاں کہاں حسین ہے
جہاں جہاں رسول ہیں، وہاں وہاں حسین ہے
خدا نے اس شہید کو عجیب یہ عمر دیا

عظم کام
سلام! یا حسین!

عجیب ہے یہ مرحلہ، عجیب ہے یہ حوصلہ
چھڑ گیا ہے قافلے سے، یہ امیر قافلہ
گھرا ہے فونج شام میں، اکیلا اہن سیدہ
ہے دور خیمه گاہ سے، یہ فاطمہ کا لاذلا
سکون اپنا دے چکا، قرار اپنا دے چکا
حسین نے خدائی کو بھی بے قرار کر دیا

نوجہ جات سال 2007ء

سلام! یا حسین! سلام! یا حسین!

(نئیم سرور)

اے خدا! اے خدا!
سرخ ہے آسمان، بیچتی ہے فضا
سلام! سلام! سلام! یا حسین!
غیب سے آرہی ہے مسلسل صدا
لو آفتاب شہادت طلوع ہو گیا
سلام! یا حسین! سلام! یا حسین!
مر زبان د لم، یا حسین! یا حسین!
مر جا محترم، یا حسین! یا حسین!
سلام! یا حسین! سلام! یا حسین!

عظم حقاً عظیم ہے، عظیم تر ہے یا حسین!
خدا کے پاک کی نظر تیری نظر ہے یا حسین!
یہ ول بھی تیرا دل نہیں خدا کا گھر ہے یا حسین!
وہاں وہاں اذان ہے، جدھر جدھر ہے یا حسین!
سنان کی نوک پر اذان تیرا جگہ ہے یا حسین!
سنان کی نوک پر بلند زندگی کو کر دیا

عظم کام
سلام! یا حسین!

یہ مجلسیں یہ ماتھی، اماں تھیں حسین کی
بُھر نماز تھی مگر حسین نے شر دیا

عظیم کام کردیا

سلام! یا حسین سلام!

ذرے گل الہی غلام سے، یہ مصطفیٰ کی آل کیا
مٹا دے ان کے نام کو، تم کی یہ مجال کیا
وہ جس نے گھر لئا دیا، اُسے بھلا زوال کیا
شہادتوں کے راستے میں، یہ جوان لال کیا
جو راہ حق میں جان دی تو پھر کوئی ملال کیا
جوں پر کے ساتھ اُس نے، بے زبان پسرو دیا

عظیم کام کردیا

سلام! یا حسین سلام!



بہتی رہی فرات، بہتی رہتی فرات

(ندیم سرور)

اے شام غربیاں! اے شام غربیاں!
بہتی رہی فرات، بہتی رہتی فرات
بہتی رہی فرات، بہتی رہتی فرات
خون ہو کر بہہ گیا، اکبر کا دل

عظیم کام کردیا
سلام! یا حسین سلام!

اُدھر گلوئے مشک پر حسین کے، مُھری چلی
اُدھر قریب علّکہ، ترپ کے رہ گیا جری
بہن کو ہوش نہ رہا، سکینہ خاک پر گری
صدائیں گونجئے لگیں، حسین یا حسین کی
یہ کس نے اپنا سر دیا، خدا آئی چینچے گئی
بسار سے سر کے خون نے سلام آخری کیا

عظیم کام کردیا

سلام! یا حسین سلام!

حسین بادشاہ پر، سلام ہر زمان کا
سلام ہو سلام ہو، زمین و آسمان کا
سلام امّن سیدہ پر سرور دریجان کا
ہر ایک رنگ و نسل کا، سلام ہر زمان کا
سلام شاہ کربلا، خدائے مہربان کا
خدا کا ذکر دو جہاں میں تو نے عام کر دیا

عظیم کام کردیا

سلام! یا حسین سلام!

یہ مختصر سا قائل، ریاضتیں حسین کی
ہر اک ہمیڈ حق میں ہیں شاہیں حسین کی
یہ خاک کربلا پر ہیں، شہادتیں حسین کی
ہیں آج تک رواں دواں، قیادتیں حسین کی

مسکرا کر ختم، اصرار ہو گئے
بہتی رہی فرات، بہتی رہی فرات

کربلا کے وشت میں، کیسا اندریا چھا گیا
آگئی شام غریباں، سرخ ہے خاک شفا
جل گئے خیے، سر شامِ ال
کتنے مظہر، خاک ہو کر رہ گئے

بہتی رہی فرات، بہتی رہی فرات

ڈھل گیا دن شام آئی، شام بھی ایسی کہ بس
دوپھر کے بعد چھائی، اسکی تہائی کہ بس
کس طرح زہرا کا گھر، نوٹا گیا
کس طرح بے سر، بہتر (۷۲) ہو گئے

بہتی رہی فرات، بہتی رہی فرات

آج صحیح دم یہ گھر، روشن بھی تھا آباد بھی
سب کے وارث تھے سلامت، بھائی بھی، اولاد بھی
اک ہوا ایسی چلی، پردیں میں
بے زبان بچے بھی، بے سر ہو گئے

بہتی رہی فرات، بہتی رہی فرات

یہ ہے وہ شام غریباں، جو قیامت بن گئی
فتیر زہرا کے سر سے، جس نے چادر چھین لی
یا رسول اللہ، قیامت ہو گئی

داخلِ خیمہِ شمنگ ہو گئے
بہتی رہی فرات، بہتی رہی فرات
ایک اک قطرے کو ترسے، بن میں اطفالِ حسین
مشکِ زخمی خالی کوزے، لاش پا مالِ حسین
رہ گیا میدان میں، یکس کا تن
جشن میں صروف، لکھر ہو گئے
بہتی رہی فرات، بہتی رہی فرات
مرتے دم پانی پر مانگے، بہتی مجبور ہے
شو بتا شام غریباں، علقہ کیا دُور ہے
وابع نہر علقہ، بہتی رہی
اور پیاسے قتلِ اکبر ہو گئے
بہتی رہی فرات، بہتی رہی فرات
کون یہ آیا اندری رات میں، پروردگار
بیوی زینتِ نہر جا اس وقت میں ہوں، پہرہ دار
ہائے غربت دیکھ کر بیٹی کی یوں
بسمیلہ زنِ مقتل میں، حیدر ہو گئے
بہتی رہی فرات، بہتی رہی فرات
ہے وہی منظر، وہی خیمے، وہی تختہِ بی
آئی ہے شام غریباں، خون رُلانے آج بھی
غمِ ہمیں ریحان و سرور کیوں نہ ہو
محجوں ماتم جب پیغمبر ہو گئے
بہتی رہی فرات، بہتی رہی فرات

بُت رواؤگی خرو خب وچ میں
وچ تھپ تے ای مر جاداں گی
سچاؤ! سچاؤ! سچاؤ!

میں تکلیا اے بے گور و کفن
تھپ وچ بابا مظلوم تیرا
میں خب پوں اٹھ سکدی بھرا
خب بخڑ کی اے مقوم میرا

خرو جد تک سال وچ سال میرے
وچ تھپ تے سوگ مناداں گی
سچاؤ! سچاؤ! سچاؤ!

امارا گیا قاتل اصغر کا
اصغر تو نہیں ملنے والا
وہ رخی گلا جلتا خھولا
ناصور ہے میرے بینے کا

تو دل کو کپڑتا چھوڑ دے
میں سائے میں آجائوں گی
سچاؤ! سچاؤ! سچاؤ!

جو لاش خسین تے کھیا میں
او وعده توڑ نکھانا اے
بھجور نہ کر نیکوں پتر میرا
نیکوں سایہ راس نہ آزدا اے

سچاؤ! سچاؤ! سچاؤ!

(ندیم سرور)

زندال سے مدینے آ کر بھی، سچاؤ لہوتے ہی رہے
یاں اصرت کی سورج کے تلے، بیٹھی رہی کتنے دن گزرے
ختار نے اک دن دی یہ خبر، یہ کہہ دو ماڈر اصرت سے
مارا گیا قاتل اصرت کا، اب دھوپ سے شہزادی اٹھئے
سچاؤ نے آ کر ماں سے کہا، اے ماں اب بیٹھوں بیہاں
ابت ٹھنڈا پانی پی لو ماں، اب سائے میں آؤ ماں
سچاؤ! سچاؤ! سچاؤ!

ٹو خون روتا جو چھوڑ دے
میں سائے میں، آجائوں گی
سچاؤ! سچاؤ!

ٹو رت روڑا جے پھٹدا دیوے
میں یہی تھپ ٹوں پھٹ جاداں گی
سچاؤ! سچاؤ! سچاؤ!

سچاؤ ڈرا انصاف تے کر
اے حکم نہ دے اصرار نہ کر
ایکھو سوچ کے ہے پھٹ ویندا جگر
میدا ابڑ گیا ہے وسدا گھر

مک جا بولے اؤدؤں شاں میرے
جذوں نھاویں پر میں جاداں گی
سچاؤ! سچاؤ! سچاؤ!

شیواں کو بھی ذبح ہوتے ہوئے
تو دیکھ نہیں سکا پیٹا
قشتب ذیگوں پر اپنے
بھے دیکھ کے ذاتے ہیں پروہ
غش کھا کر گرنا چھوڑ دے
میں شائے میں آجائوں گی
سچاؤ! سچاؤ! سچاؤ!

تمھیں تھپ پھوں انھی جے کر میں
تیرا دی روزا تمھیں ملکا
ان تینک میر سچاؤ تیرا
انکھیاں دا پائزی نہیں سکھیا

تیرے وگدے اخڑو جے تھل گئے
میں دی چھاں میں ہے جاداں گی
سچاؤ! سچاؤ! سچاؤ!

سیرے والی شم غاید رہنا
مफسوط ابھی تک وعدہ ہے
شائے کی طرف جو لے کے چلا
سچاؤ وہ میرا لاشہ ہے
نہتہ میرا شانہ چھوڑ دے

میں شائے میں آجائوں گی
سچاؤ! سچاؤ!

کر دفن ربان کو سیڑھا آکھے
اودا پکو میکوں کھول وختا
سچاؤ نے کھول کے جد تکیا
گیا نہتہ یے سنگ اڈ غش کھا
پکو ویچ پولا اصغر دا
کالے راکھ حمولے دیاں لاواں دی
سچاؤ! سچاؤ! سچاؤ!

شورشید ریحان، ندمج یے اے
بت حرث دل ویچ رہندی اے
اڈوں پھر دی اے تو تو کے
رئی تھپ ویچ جیزی بیندی اے
لنجھے ٹوھے پڑھئے ٹوھے
ہے شائے جذوں تک شاداں دی
سچاؤ! سچاؤ! سچاؤ!

☆☆☆☆☆

جانے دے مجھے زندگی کی طرف
دینا یہ تجھے قربانی ہے
رہوار کے میرے پاؤں نہ پڑ
میری بچی تو سیدانی ہے

جینا ہے تجھے زندگی کی طرح
چاہے شام کا وہ زندگی ہوئے
میری سکینہ، اس طرح نہ رونا
آپ پونچھ لے آنٹو آنکھوں سے
تو دیکھ لے چہرہ بابا کا
کل ہو سکتا ہے آنے سکے
بیچان میں چہرہ بابا کا
ہم ساتھ تیرا نہ چھوڑیں گے
چاہے شام کا وہ زندگی ہوئے
میری سکینہ، اس طرح نہ رونا
بے رحم ہے لشکر شام کا ہے
ہر ظلم و ستم کو سہہ لینا
پچتا ہے عماضوں سے جو تمہیں
خود کان کے موٹی دے دینا
بس ناد علی پڑھتی رہتا
چاہے شام کا وہ زندگی ہوئے
میری سکینہ، اس طرح نہ رونا

میری سکینہ، اس طرح نہ رونا

(نديم سرور)

آخری سلام، آخری سلام
میری سکینہ، اس طرح نہ رونا
شمگی خاؤ کہاں اللہ جانے
مقفل میں رہیں کس خال میں ہم
اب خواب میں بہایا آئیں گے
چاہے شام کا وہ زندگی ہوئے
میری سکینہ، اس طرح نہ رونا
میری سکینہ، اس طرح نہ رونا
نہ میری بچی نہ اس طرح نہ رونا

ہم جاتے ہیں مٹے بابا سے
اب لوٹ کے ہم کو آنا نہیں
پکھ دیر لپٹ جائیں سے
پھر باپ کا سیہہ ملنا نہیں
سوچانا جہاں ہم ہمیاں کہہ دیں
چاہے شام کا وہ زندگی ہوئے
میری سکینہ، اس طرح نہ رونا

کارواں! کارواں! عباش! میر کارواں (ندیم مرور)

مکب سے نوئے کربلا
اک کارواں رہت ہوا
سر علم نایہ تھن
غازی کی آتی ہے صدا
پہلا سفر زیست کا ہے
شناسان کر دو راستہ
کارواں! کارواں! عباش! میر کارواں

کیا شان ہے کیا بدیہہ
کیا لوگ ہیں قراں نما
صلی علی، صلی علی
آیات کا ہے قافلہ
مشک و علم ان کا نشان

کارواں! کارواں! عباش! میر کارواں

اللہ کے پیارے ہیں یہ
آل نبی سارے ہیں یہ
قرآن کے پارے ہیں یہ
کونین کے تارے ہیں یہ
نبر قدم ہے آسمان

کارواں! کارواں! عباش! میر کارواں

عباس کا دل اکٹھ کی بہن
جس وقت بندھے گردن میں رن
تم پاپا پاپا مت کہنا
ترپے گا میرا بیگور بدن
اھڑ کی طرح سے چپ رہتا
چاہے شام کا وہ زندگی ہووے
میری سکینہ، اس طرح نہ روتا
رسکھا ہے ریحان و سرور نے
خود شام میں جا کر یہ منظر
سیلاب ہے پُرس داروں کا
مصروف بگا تا جذ نظر

ہے سارا علاقہ نبی کا
چاہے شام کا وہ زندگی ہووے
میری سکینہ، اس طرح نہ روتا
☆☆☆☆☆

بابت المخواج، بہر باں
کارواں! کارواں! عباش! میر کارواں

جب شام پنچا قافلہ
طہبی یہ نسبت نے دیا
سن لے یہ قوم اشیقا
ہم ہیں ہٹائے لا الہ
کشی ہے ویس ہم بادبان
کارواں! کارواں! عباش! میر کارواں

ہاں حشر میں مولا علی
یہ سرور و ریحان بھی
نظر کرم سے آپ کی
رکھتے ہیں امید قوی
کوکوں سے ویس گے یہ بیان
کارواں! کارواں! عباش! میر کارواں

☆☆☆☆☆

کوئی شہنشہ مصطفیٰ
کوئی حق کا دربار
ہے کوئی عکس سیدہ
وہیں کا یہ قافلہ
تحالے علم جو ہے جوان
کارواں! کارواں! عباش! میر کارواں

تیرب سے تابہ کربلا
ہر دم طوفی قافلہ
عجائب کرتا ہی رہا
پردے کا ذمہ دار تحا
یوں مطمئن تھیں بی بیان
کارواں! کارواں! عباش! میر کارواں

عجائب وہ کردار ہے
بعد علی سالار ہے
ایسا علبردار ہے
میداں میں بے توار ہے
پھر بھی علم کا پاساں
کارواں! کارواں! عباش! میر کارواں

لو آگیا اُس کا علم
غازی چھے کہتے ہیں ہم
کہتے چلو یہ دم یہ دم
اعباش میر لکرم

میں نوکِ سنان پر ہوں

(دمیم سرور)

جب خاتمہ پتھر ہوا، فوج شاہ کا
کوثر پہ قافلہ گیا، پیاسی سپاہ کا
گھر لٹک گیا، جناب رسالت پناہ کا
خاک اڑ رہی تھی، حال تھا یہ بارگاہ کا
مقتل میں آئیں، فاطمہ زہرا برہنہ سر
چلا کیمیں زیر تعمیق ہے، بابا میرا جگر

انیس سو^{۱۹۰} پیں رخم، تن چاک چاک پر
نستب نکل حسین ترپھا ہے، خاک پر
پیشی ہین جو بھائی کے مقتل میں، نوحہ گر
دیکھا سر حسین ہے، نیزے کی نوک پر
صدتے گئی لٹا گئے گھر، وعدہ گاہ میں
جنہش لیوں کو ہے ابھی، ذکر اللہ میں

میرا وعدہ ہوا پورا تانا
میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سنان پر ہوں

تانا دکھو تو اسے کہاں آگیا
میں نے کرب و بلا کو معلقی کیا

خون میرا آج خاکِ شفا بن گیا
میں نے بچپن کا وعدہ وفا کر دیا
میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سنان پر ہوں

میرا گھر میرے پتھے، میری زندگی
آپ کے دیں پہ سب میں نے قربان کی
میرے ماتھے پہ بوسے دا ب آخری
برسر نوک نیزہ سواری چلی
میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سنان پر ہوں

دین و قرار پتھے، تمرا کعبہ بچا
تا قیامت رہے گی اذان کی صدا
درسے بن گئی آج سے کربلا
ہے تانا گھر میرا گھر نہ رہا
میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سنان پر ہوں

چیلیاں پینے والی مان کی قسم
میری آغوش میں توڑا اکبر نے دم
کیے لاش جوں لایا سوئے حرم
اپنے وعدے پہ سہتا رہا غم پہ غم
میرا وعدہ ہوا پورا
میں نوکِ سنان پر ہوں

لکنے لائیں اٹھائے ہیں اک روز میں
لکنے آنو بھائے ہیں اک روز میں
سینکڑوں تیر کھائے ہیں اک روز میں
سارے وعدے بھائے ہیں اک روز میں

میرا وعدہ ہوا پورا
میں توک بناں نہ ہوں

بھائی بیٹیں^۲ برسوں سے ۔ ساتھ تھا
میں نے وعدہ بھانے میں وہ کھو دیا
کھا گئی اُس کے شانوں کو یہ عکھٹہ
وہ گیا اور درد کر دے گیا

میرا وعدہ ہوا پورا
میں توک بناں نہ ہوں

میرے نا یہ وُلھا یہ کسن جوان
ایسے رومندا گیا دشت میں الاماں
اپنے بیٹے کو بچان پائی نہ مان
اس کی دلخن نے خود توڑ دیں چھڑیاں

میرا وعدہ ہوا پورا
میں توک بناں نہ ہوں

ہاں وہ صفر جو صفر کی تھی زندگی
جس کی خاطر وہ بیمار بیجی میری
چھوٹے چھوٹے سے گرتے جو سیتی رہی
اس کا خون اپنے چہرے پہل کے ابھی

میرا وعدہ ہوا پورا
میں توک بناں نہ ہوں
میرے نا سکینہ کا غم دیکھیے
عمر آتی کی اتنے ستم دیکھیے
جلتی رتی پ اُس کے قدم دیکھیے
لکنے بھجوں ہیں آج ہم دیکھیے

میرا وعدہ ہوا پورا
میں توک بناں نہ ہوں
شام ریحان و سرور جو ڈھلنے لگی
سر سے شیر کے یہ صدا آتی تھی
اے بہن اب بیہاں سے قیادت تری
میرے وعدے کی خاطر ضروری ہوئی

میرا وعدہ ہوا پورا
میں توک بناں نہ ہوں
☆☆☆☆☆

جملہ حقوق بحق ناشر حفظ ہیں

ایک سویں کربلا

حصہ سوم

ندیم سرور

اور کراچی کی دیگر ماتحتی انجمنوں کے
مشہور و معروف نوح خانوں کے نوحوں کا مجموعہ

— شاعر اہل بیت —

ریحان اعظم

— ترتیب و تدوین —

اے ایچ رضوی

ناشر

محفوظ ایک احسانی  مادٹن روڈ
کارکوچھ

Tel: 4124286-4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk

محفوظ
MBA

پیارے نبی کی، پیاری نواسی
(علی شادار، علی جی فرزند ندیم سرور)

پیارے نبی کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
صریر کی ملکہ، زہرا کی پیاری
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
پیارے نبی کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

دیکھ رہی ہے، کوئی تو آئے
شانہ پکڑ کر، کاش بھائے
نہ ہے سواری، نہ ہے عماری
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

پیارے نبی کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
بھائی، بھتیجے، بھائجے، بیٹے
ساتھ وطن سے، آئی تھی لے کے
ہائے مقدر، آج اکیلی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
پیارے نبی کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

کچھ اپنے بارے میں

دنیا میں لا تعداد ایسے لوگ پائے جاتے ہیں جنہیں اپنے بارے میں کسی صفت یا خوبی کی وجہ سے خوش نہیں ہوتی ہے یا غلط نہیں۔ لیکن خال کچھ ایسے افراد بھی مل جاتے ہیں جو اپنی ذات میں عجیب و هر خود خلاش کرتے رہتے ہیں اور انہی عجیب و هر کسی روشنی میں اپنی منزل خلاش کرتے ہوئے اپنے ہف تک جا چکتے ہیں، تزکیہ اور تجویز یہ دو لفظ ایسے ہیں جن کے بطن میں انسان کی نشوونما کی جلیں موجود ہیں ترکیہ نفس کو قابو میں رکتا ہے اور تحریہ کروار کا مصف ہوتا ہے۔ انسان اپنی نفسانی خواہشات کا اسیروں کروار کی تجویز لگاری سے غافل ہو جاتا ہے اور پھر عزت کو ذلت میں تبدیل ہوتے کچھ دیرینگیں لگتی۔

محض یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ میرے والد اپنے وطن والوف میں کس حیثیت کے ماں کتھے۔ ان کا شمار امراء میں ہوتا تھا یا تھرا میں، وہ کتنی زمین اور جانیداد کے ماں کتھے، تہرات نے انہیں بھی ہزاروں لاکھوں مهاجرین کی طرح لاکھ سے خاک کرویا یا خاک سے لاکھ کرویا۔ میں نے تو جب آنکھ کھوئی تو اپنے قبلہ گاہی کو ہزار سلک ہاؤں پر ساختہ روپیہ ماہنہ پر سلسلہ میں کی حیثیت سے پایا، مگر میں فاقلوں کا ایک سمندر موخلیں مارتا ہوا لحمدہ لمحہ قدم پر قدم حیات کا سفر تھا البتہ عایا ستور بیانی نے قدم لڑ کھڑا نے نہیں دیئے، اور وہ محرومی اور غریبی جو کبھی بھی ایمان فردوی پر آمادہ کردیتی ہے اسی نے ہمیز کا کام دیا اور کچھ کر گزرنے کا حوصلہ دیا۔

ایسا جیب کبھی اتمہری اور یاداری کی وجہ سے ناخالی کا ٹوکرہ کر رہیتی بستر ہو گئے تو مال نے سلاسلی کڑھائی کے منزروں کو آزمانا شروع کر دیا اور ہم چھ بہن بھائیوں کی ستر پوچھی اور شکم یسری کے ساتھ ساتھ تھیں اخراجات کی ذمہ داری سنبھال لی بلآخر وہ بھی کہاں تک ملوقان عُمرت کا مقام لیا کر کر کشیں لہذا دو بڑے بھائیوں نے بہت ہی صفرتی میں لا لوکھیت کی کپڑا مارکیٹ میں والد کے سلسلے میں کے تجربہ سے استفادہ کرتے ہوئے ضعیف والدین اور مجھ سیست چھوٹے بھائی بہنوں کی کلفات کی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اپنی تلقینی مصروفیات کو بھی جاری رکھا، وقت تو پر لگا کر اڑنے کا عادی ہے اور اس برق رفتاری سے گھوپ رواز ہوتا ہے کہ بہت ساری ضروری چیزوں کو

رُخ سوئے دریا، کر کے پکاری
اے میرے بھیا، اے میرے عازی
بعد تھارے، بہنا تھاری
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
پیارے نبیٰ کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
بیٹوں کو صدقہ، بھائی پر کر کے
جس نے کیے تھے، شگر کے سجدے
چھوڑ کے تھا، لاش کو اُس کی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
پیارے نبیٰ کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
جس کی سکریں، لکھن نہ پاہر
بلوے میں لائے اُس کو سُمگر
ہائے یہ غربت، بیت علیٰ کی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
پیارے نبیٰ کی، پیاری نواسی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
کتنے ہی قیدی، جس نے چھڑائے
آج وہ بیبی، سر کو نخکائے
ایک ردا کی، بن کے سوالی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

پیارے نبی کی، پیاری نوازی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے
سوچو وہ منظر، سرور و ریحان
بھائی ہو جس کا، وارث قفار
کسے وہ بیانی، سر کو جھکاتے
پیارے نبی کی، پیاری نوازی
شام کو قیدی، بن کے چلی ہے

☆☆☆☆☆

نوجہات سال 2006

ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

(ندیم سرور)

لہجل، لہجل، لہجل، لہجل
یابن الزہرا، یابن الزہرا
یاسیتی، یا مرشدی، یا مولائی یا امام الزمان
شام و سحر، اے راہبر، اے تاجدار کون و مکان
ٹوڑ خدا، اے مُنْظَر، ہے مُنْظَر یہ ستارا جہاں
”یابن الزہرا، یابن الزہرا“

کہنے ہیں سب، جن و بشر، ارض و سماں و دشت و جبل
ہیں مُغکلیں لاکھوں گر، ہے مُغکلیں کا تو ہی خل
آنے لگی دیکھو صد، حتیٰ علیٰ غیر اعمل
”یابن الزہرا، یابن الزہرا“

وہ روز کہ جس کا وعدہ ہے
جو لوح ازل پہ لکھا ہے
جو نیڑا ہے جو میرا ہے
کوئین میں جس کا چرچا ہے

جب لوح و قلم کے چہرے سے
پڑے سرکائے جائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

کچھ رات گئی کچھ باقی ہے
پر دوں میں سحر کچھ کہتی ہے
دل پر جو یہ دلک ہوتی ہے
غیبت میں کوئی اک حادثی ہے

جو حاضر و ناظر و قائم ہے
وہ آئیں گے ہاں آئیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

ہاں دیکھ بدلے موسم کو
کیا ہو گیا نظم عالم کو
چین آتا نہیں ہے آخر کیوں
بے جنی نسل آدم کو

دینے دے صدا اُس قائم کو
ہر اجھن وہ شلجمانیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

یہ بھڑ صادق نے ہے کہا
وہ روز جمعہ ہے عاشورہ
جب اٹ کی سواری آئے گی
قطیم کرے گی کرب و بلا

کعبے سے اذال پھر ٹوٹے گی
وہ ایک علم لہرائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

وہ مسجد کوفہ میں آکر
 مجلس کا جایں گے منبر
وہ پرسہ لیں گے دُنیا سے
شیر کا ٹوڈ ذاکر بن کر
نشست کے نصاب کر کے بیان
پھر پھر چھپی غش کھا جائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے
پھر قائم و اکٹھ د اصرہ کو
عباس کے پیاسے لٹکر کو
جب یاد کریں گے روئیں گے
جلتے ہوئے زھرا کے گھر کو
لائیں گے تصور میں جس دم
پھر صبر نہ وہ کر پائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے
عبدہ کا وہ کامٹوں پر چلانا
نشست کا برہنہ سر ہوتا
وہ سامنے ماؤں بہنوں کے
نیزدیں پر سروں کا ٹوں رونا
خوبیت پر سکھنے کے جاکر
زندگی میں چراغ جلائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

کون قائل تھا سلامی کہ جہاں اور بھی ہے (ندیم سرور)

”کون قائل تھا سلامی کہ جہاں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے“

صدتے اُس دل کے جو ہو جلتے صلنی سے آباد
اس سے بہتر کوئی دنیا میں مکان اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ جہاں اور بھی ہے

نام فیز چ بے ساختہ گریاں ہونا
بعد لکھے کے یہ ایمان کا نشان اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ جہاں اور بھی ہے

برچھیاں مار کے اکٹر کو پکارے اعدا
”شہر سے پوچھو کوئی فرزید جوان اور بھی ہے“
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ جہاں اور بھی ہے

فلک پیر تجھے شہر کی ضعیتی کی قسم
علی اکٹر سازمانے میں جوان اور بھی ہے

آنکھوں میں امام زمانہ کی
رہتی ہے سدا اکشمہ (۲۱) مجری
کہتے ہیں زیارتِ نایمہ میں
میں بھول نہیں سکتا ہوں کبھی

مائین زمین و زین جو تھا
وہ لا شہ بھول نہ پائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

پیغام امام زمانہ ہے
گر جلد مجھے ہوا ہے
لقوے کے مظہر پر جا کر
پیغام اُن پھیلانا ہے

جب علم کے دیپ جلاوے گے
ہم غیبت سے آجائیں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے

تعیل ہو اب انہی زہرا
ہے ورد ریحان و سرور کا
دنیا کو ضرورت آپ کی ہے
دیتی ہے صدائیں کرب و بلا

وہ روز کہ جس کا وعدہ ہے
وہ وعدہ آپ نہماں گے
ہم دیکھیں گے، لازم ہے کہ ہم بھی دیکھیں گے



بُولے علَّه درم پا نہیں چلنے دیتا
میرے پاؤں میں یہ زنجیر گراں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ چاں اور بھی ہے
لاشے پاپاں سر شام جو ہوتے ہیں نظر
باٹ زھڑا پتھم بعد خداں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ چاں اور بھی ہے
مال کھولے ہوئے لاشے پ جو آئیں زھڑا
غصل گیا خرپہ دم نزع کہ ماں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ چاں اور بھی ہے
اپنے فرزندوں کے مرنے پہ بھی گریہ نہ کیا
دھر میں زینب مظلوم کی ماں اور بھی ہے؟
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ چاں اور بھی ہے
لاکے ششاہے کو ہاتھوں پہ پکارے شیر
نذر حق کے لئے اک غنچہ دھاں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ چاں اور بھی ہے
شہ سے زینب نے کہا تم جو ہو بخشاق قضا
میری لہاں کا کوئی قاتھ خواں اور بھی ہے؟
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ چاں اور بھی ہے

☆☆☆☆☆

واہ میرے لال عباش، کیا بات ہے (ندیم سرود)

غازی عباش کو دے کے دیں کا علم
بولے سبظ نہیں، میرا اک کام کر
میرے بازو، علم ہڈا، شاہ وفا
اے غنی و نجی، میرا اک کام کر
اے خدائے وفاء، سیدہ کی دعا
جراتوں کے ولی، میرا اک کام کر
دیکھ عکس ولی، اے میری زندگی
مثل نادِ علی، میرا اک کام کر

کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ چاں اور بھی ہے
ماں نے قاتم سے کہا صحیح کو تم ہو گے شہید
اس لئے بیاہ کی جلدی میری جاں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ چاں اور بھی ہے
مال کھولے ہوئے لاشے پ جو آئیں زھڑا
غصل گیا خرپہ دم نزع کہ ماں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ چاں اور بھی ہے
اپنے فرزندوں کے مرنے پہ بھی گریہ نہ کیا
دھر میں زینب مظلوم کی ماں اور بھی ہے؟
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ چاں اور بھی ہے
لاکے ششاہے کو ہاتھوں پہ پکارے شیر
نذر حق کے لئے اک غنچہ دھاں اور بھی ہے
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ چاں اور بھی ہے
شہ سے زینب نے کہا تم جو ہو بخشاق قضا
میری لہاں کا کوئی قاتھ خواں اور بھی ہے؟
کربلا دیکھی تو ہم سمجھے کہ ہاں اور بھی ہے
کون قائل تھا سلامی کہ چاں اور بھی ہے

چاہتا ہے یہ شیر، بھائی میرے
آج سب تیرا جاہ و حشم دیکھ لیں
اس طرح شامیوں سے تو کر گفتگو
لہجہ حیدری کا بھرم دیکھ لیں
اب یہ پرده اٹھا، ان کو جا کے بتا
عزم شیر، عزم حسینی ہے کیا
ہم محافظ ہیں قران و اسلام کے
کس نئے آئیں ہیں برس رکبلا
بول ایسے کہ خالق کو کہتا پڑے
ذاتِ حیدر کے عکاس، کیا بات ہے
آج نجع بلاغہ کا خالق کہے
واہ میرے لال عباش، کیا بات ہے
ذاتِ حیدر کے عکاس، کیا بات ہے
میرے غازی جوی تیری، کیا بات ہے

بات آقا کی غازی نے جس دم سنی
دفتہ شیر نے ایک اگرائی لی
شام کی فوج میں مج گنی کھلبی
لوگ کہنے لگے، آگے کیا علی؟

روندتا ہوا گزر جاتا ہے اُسی میں بھائیوں کی تعلیم بھی انڑا اور میڑک تک محدود رہ گئی تھیں وہ بیری
تعلیم کی جانب سے غافل نہ ہوئے۔

گھر میں سب بھائیوں میں چھوٹا ہونے کی وجہ سے بہت سارے معاملات میں
آزادی و خودختاری حاصل تھی لہذا کچھے ہی سے اپنے سے زیادہ صاحبان علم کی بیہک میں
بیٹھنا میرا خاص مشکلہ تھا۔ پھر بزرگوں سے سنا بھی تھا کہ اپنے سے زیادہ اعلیٰ علم میں بیٹھو
گے تو کچھ لے کر اٹھو گے۔ بڑے بھائی بعد میں کشم و مکہنیس میں ملازم ہو گئے اور ان سے
چھوٹے بھائی عوای آٹو زندہ انجینئرنگ میں ملازم ہوئے لیکن والد کے سکھائے ہوئے
سبت روزی حال کی وجہ سے کشم میں ہونے کے باوجود اپنی ذاتی سائیکل بھی ان کے پاس
نہیں ہے۔ دوسرے بھائی بارہ برس سے بے روزگار ہیں لیکن کسی کے قرض دار نہیں ہیں۔

میں نے میڑک کے بعد فرست ایسے ہی صحافت کا شعبہ اختیار کر لیا تھا لہذا پہلی
ملازمت ایک چھوٹے سے اخبار میں ۳ سورہ پے ماہانہ پر اختیار کی پھر مختلف جرائد و رسانی
میں قلمکاری کرتا رہا، کچھ عرصہ میں دیشن پر گیت نگاری کی۔ کائن اور یونیورسٹی کے زمانے
میں ہا کی کھیلتا رہا اور قوی شیم میں بیٹھ کر بھی نہ بیٹھ سکا کیونکہ سفارش کا سکے میرے پاس نہیں
تھا۔ اس کے بعد تھوڑے عرصہ طلبہ یا ساست کا شوق پورا کیا لیکن وہاں بھی دوڑہ شاہی کی
ترقی دیکھ کر اس سے بھی دوچار بار قید و بندی صعوبتیں برداشت کرنے کے بعد توبہ کر لی۔
اب مکمل طور پر شاعری کی جانب متوجہ ہو گیا۔

۱۹۸۲ء میں شعبہ تعلیم سے واپسی ہو کر گروپ آف علی اسکول میں پانچ سو روپے
ماہانہ پر ملازمت اختیار کی اور بحمد اللہ آج اُسی ادارے میں سربراہ شعبہ اردو کی حیثیت سے
اتی تجوہ پار ہا ہوں کہ گھر کا کچھ کچھ مشکل کچھ آسانی سے چل رہا ہے۔ **۱۹۸۳ء** میں گیت
اور غزل نگاری سے قوم کے لوگوں کی لحن طعن سن کر توبہ کر لی۔ میاں تو حد بھی لکھتے ہو اور
گیت بھی لکھ رہے ہو امام زادہ کو کیا من و کھاؤ گے۔ بعد میں قوم کے کسی فرد یا ملکہ دار نے
یہ نہیں پوچھا کہ ایک اچھی آمدی ہو ریڈی یوٹی وی پر نغمہ نگاری سے ملتی تھی وہ بندہ ہو گئی تو اب
گھر کے اخراجات کیسے چل رہے ہیں گھر میں آٹا ہے یا نہیں، بچوں کے اسکول کی فیس دی
گئی یا نہیں۔

اور روح علیؑ مسکانے لگی
واہ میرے لال عباش، کیا بات ہے
میرے غازتی جری، تیری کیا بات ہے
اسپ غازی، قدم جو بڑھانے لگا
تھم گیا وقت، یہ کون آنے لگا
ہر شتی بولا اب میں نہ کانے لگا
نعرہ حیدری یہ سنانے لگا
واہ میرے لال عباش کیا بات ہے
جب فناوں میں ان کا علم کھل گیا
آب افوار سے آسمان وصل گیا
جس کے پچھے میں سارا فلک مل گیا
پڑھ کے غازتی دعائے توسل گیا
اور نعرہ ہواؤں میں یہ گھل گیا
واہ میرے لال عباش کیا بات ہے
بولے عباش یہ لفکر شام سے
وہ جو واقف نہیں ہیں میرے نام سے
باخبر وہ نہیں اپنے انعام سے
منسلک میں بھی ہوں تم کے پیغام سے
یوں نوازا مجھے وہ نے انعام سے
واہ میرے لال عباش کیا بات ہے
میں بتاؤں تمہیں کون شہید ہے
اعلیٰ اسلام قروں کی تقدیر ہے

خلد باغِ ام اُس کی جاگیر ہے
اُس کے قدموں تلے خوکی تقدیر ہے
میرے بارے میں اس کی یہ تقدیر ہے
واہ میرے لال عباش کیا بات ہے
یہ غلابی شہ کا شرف ہے ملا
ملکہ خلد نے مجھ کو پیٹا کہا
نام عباش، زینت نے میرا رکھا
جھوکا شہزاد نے ہے خُلایا میرا
پھر صحن نے گلے سے لگا کر کہا
واہ میرے لال عباش کیا بات ہے
پیاس بچوں کی لائی بیہاں تک مجھے
مٹک اک بھر کے لے جاؤں کا نہر سے
میرے آقا نے روکا لڑائی سے ہے
ورنہ روکے مجھے حوصلہ ہے کے
میں ہوں بے تاب سن لوں یہی اک صدا
واہ میرے لال عباش کیا بات ہے
جب تکم ہو زندگی کا سفر
بولا شہزاد ہے باوفا نہر پر
اپنے پیروں ہے رکھ لیجھے میرا سر
خوش ہوں ام لشمن جب سنیں یہ خبر
میرے بیٹے سے شہزاد نے کہہ دیا
واہ میرے لال عباش کیا بات ہے

جال سے قریب تر میرے پروردگار دیکھ
عاشق کا اپنے ریگ ٹپاں پر قرار دیکھ
میرا یقین دیکھ، میرا اخبار دیکھ
میں کتنا مطمئن ہوں ادھر ایک بار دیکھ
خبر قریب زانوے قاتل قریب ہے
آج امتحان صبر حسین غریب ہے
پیاسہ ہوں تین روز کا زخموں سے چور ہوں
یارب گواہ رہیو کہ میں بے قصور ہوں
چھ ماہ ہو گئے کہ وطن سے بھی دور ہوں
اب تیری بارگاہ میں تیرے حضور ہوں
خبر قریب زانوے قاتل قریب ہے
آج امتحان صبر حسین غریب ہے
اک قلب ناتوان پہ بہتر (۲۷) کا داغ ہے
اٹھارہ سال کے علی اکبر کا داغ ہے
بازو بریدہ شیر کا اصرار کا داغ ہے
لگنا بھی لٹی ہوئی چادر کا داغ ہے
خبر قریب زانوے قاتل قریب ہے
آج امتحان صبر حسین غریب ہے
یہ کہہ کے جو خوش ہوئے سطح پیغمبر
دیکھا کہ سرہانے ہے کھڑی مادی مظفر
شہزادی کے سر پہ پڑی خاک کی چادر
کہتی ہیں دہ سر گود میں فیض کا لے کر

ہائے ریحان و سروہ عجب وقت تھا
ہو کے بے دست جب میرا غازی گرا
یادقا کا علم خون میں تر ہو گیا
روح زھڑا پکاری سر کربلا
تو نے سقائی کا حق ادا کر دیا
واہ میرے لال عباں کیا بات ہے
☆☆☆☆☆

خبر قریب زانوے قاتل قریب ہے

(ندیم سرود)

جب کٹ گیا زھڑا کا چین دشت بکا میں
شامل ہوا پیاسوں کا لہو خاک ٹھفا میں
کوئی نہ رہا فوج امام دوسرا میں
اور گھر گیا حیدر کا پیغمبر اہل جنا میں
اک خلک گلا اور کئی سو نیزہ و خبر
نو لاکھ کا ریلا اور اکیلا وہ دلاور
جب میرا حسین، قاطمة کا چین
پشت رہوار سے خاک پر گرا
خبر قریب زانوے قاتل قریب ہے
آج امتحان صبر حسین غریب ہے

اک ہوک اٹھی قلب میں رونے لگے مولا
زینب سے اشاروں سے کہا اے میری بہنا
خیبر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صرخیں غریب ہے
آوازِ غیب آئی پلٹ آخیں آ
اب امتحان تیرا مکمل بیہاں ہوا
خون پڑ سے تو ہے دسواب ٹوکرچا
یعنی کے شہ نے بجدے میں سرکھ کے یہ کہا
خیبر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صرخیں غریب ہے
جب پنچی بین بھائی کے لاشے پر کھلے سر
دیکھا کہ لعین پھیر چکا طلق یہ خیبر
اور شہر لیے جاتا ہے سرگیسو پکڑ کر
اے سرور و روحان کرو یاد وہ منظر
خیبر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صرخیں غریب ہے
☆☆☆☆☆

خیبر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صرخیں غریب ہے
مظلوم کی امداد کو آتا نہیں کوئی
پانی بھی دم مرگ پلاتا نہیں کوئی
زمیون میں گلی خاک چھڑاتا نہیں کوئی
ہے ہے میرے پچے کو بچاتا نہیں کوئی
خیبر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صرخیں غریب ہے
حیدر سے کہا زہر آنے خوف آتا ہے صاحب
مال ہوں میرا دل درد سے چھڑاتا ہے صاحب
یہ دیکھیے دنیا سے پس جاتا ہے صاحب
خیبر کو لیے شہر چلا آتا ہے صاحب
خیبر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صرخیں غریب ہے
فرمانے لگے مال سے بعد رنج نہیں مولا
کچھ دیر میں اب کوچ ہے دنیا سے ہمارا
اے انساں چلی خایی مقل سے خدارا
کس طرح سے دیکھو گی ترپا ہوا لاشہ
خیبر قریب زانوئے قاتل قریب ہے
آج امتحانِ صرخیں غریب ہے
اک بار جو خیموں کی طرف یاس سے دیکھا
دیکھا کہ درخیمہ پر روتی ہے سکنہ

سخت پریشان یاما، پورتہ شہ بایا
 سکینہ ناز دانہ دا، پورتہ شہ بایا
 بایا نہیں جانتی کتنا سفر ہے
 انھو سکینہ کی جان، خونی شہر ہے
 ہائے وہ نیزے پہ کیا آپ کا سر ہے؟
 سخت پریشان یاما، پورتہ شہ بایا
 سکینہ ناز دانہ دا، پورتہ شہ بایا
 رخچی بدن، بے کفن، پیاسے مسافر
 قفسہ و حمن، بے وطن، پیاسے مسافر
 سید و شاہ زمُن، پیاسے مسافر
 دشت میں پامال تن، پیاسے مسافر
 سخت پریشان یاما، پورتہ شہ بایا
 سکینہ ناز دانہ دا، پورتہ شہ بایا
 کشہ زخم جگر، وہ گلی لیلی
 خاک بسر خاک پر، وہ گلی لیلی
 آپ کا نور نظر، وہ گلی لیلی
 ٹورڈنال دد جگر، وہ گلی لیلی
 سخت پریشان یاما، پورتہ شہ بایا
 سکینہ ناز دانہ دا، پورتہ شہ بایا
 اف تن صد چاک را، قائم کسن
 اف سُم اسپاں گجھا، قائم کسن
 ٹکڑے بدن، بے خطا، قائم کسن
 کھیٹ راو خدا، قائم کسن

غزدہ کاروان دی پورتہ شہ بایا

(ندیم سرور)

غزدہ کاروان دی پورتہ شہ بایا
 شام تا روان دی، پورتہ شہ بایا
 سخت پریشان یاما، پورتہ شہ بایا
 سکینہ ناز دانہ دا، پورتہ شہ بایا
 تین سکینہ کا جنا الوداع بایا
 ہائے شہید جنا الوداع بایا
 غزدہ کاروان دی پورتہ شہ بایا
 شام تا روان دی، پورتہ شہ بایا

گیارہ محروم ہوئی دست بلا میں
 اور اضافہ ہوا ظلم و جفا میں
 کوئی بھی بی بی نہیں اب تو ردا میں
 ہائے حسیناً کا ہے شور فضا میں

سخت پریشان یاما، پورتہ شہ بایا
 سکینہ ناز دانہ دا، پورتہ شہ بایا
 محلیں بے سائبان و حبوب بایا کی
 بارہ گلے، اک رن ہد تھے جفا کی
 راس نہ آئی زمیں کرب و بلا کی
 خوب یہ تو قیر ہے آل عبا کی

ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینیہ

(ندیم سرور)

شہ کہتے تھے بی بی، ہمیں اب جانے دو گھر سے
وہ کہتی تھی، سایہ جو یہ اٹھ جائے گا سر سے
بہنے ہے میں جھیں ڈھونڈ کے لاڑیں گی کدھر سے
وہ کہتے تھے، مقلع ہی میں پاؤ گی سکینیہ
ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینیہ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینیہ

اچھا نہیں بی بی، کہ یہ دل توڑ کے جائیں
ہم اپنی سکینیہ سے، نہ منہ موڑ کے جائیں
مجبور ہیں ایسے، کہ تمہیں چھوڑ کے جائیں
کچھ بیں نہیں، یہ رخم بھی کھاؤ گی سکینیہ

ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینیہ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینیہ

پرسوں جوڑے ساتھ، وہ گھٹ جاتے ہیں بی بی
جگل میں بہت قائلے، لٹ جاتے ہیں بی بی
حضرت سے یہ دم، سینوں میں گھٹ جاتے ہیں بی بی
چھٹ جاؤ گی، بابا کو نہ پاؤ گی سکینیہ

ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینیہ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینیہ

خت پریشان یاما، پورتہ شہ بایا
سکینیہ ناز دانہ دا، پورتہ شہ بایا

اصر من بے زبان، کھیٹہ پیکاں
بایا تیرے ساتھ ہے، مرئر میداں
جان و دل ماقدا، شاہ شہیداں
میں تو ملی دیکھے، جاتپ زمان

خت پریشان یاما، پورتہ شہ بایا
سکینیہ ناز دانہ دا، پورتہ شہ بایا

بای سکینیہ کی جان، الوداع بایا
شام چلا کارواں، الوداع بایا
چلیں مجھے اب کہاں، الوداع بایا
کرتی رہوں گی فغاں، الوداع بایا

خت پریشان یاما، پورتہ شہ بایا
سکینیہ ناز دانہ دا، پورتہ شہ بایا

حافظ و ناصر خدا، اے بن زہرا
جائی ہے اس دشت سے بای سکینیہ
سرور و ریحان، تھا بیجی کا نوح
سکینیہ تنق جفا، الوداع بایا

خت پریشان یاما، پورتہ شہ بایا
سکینیہ ناز دانہ دا، پورتہ شہ بایا

☆☆☆☆☆

جب عمر تھی کم، ہم بھی مجھے تھے یونہی ماں سے
سوتے تھے لپٹ کر، یونہی خاتون جناب سے
کوچ ان کا ہوا سامنے آنکھوں کے چہار سے
صدے یہی اب، تم بھی اخھاؤ گی سکینہ
ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہ
ترپے بھی ہیں فرقت میں، اور آنسو بھی ہیں ہیں
یہ داغ یہ اندوہ والم، سب کے لئے ہیں
ماں پاپ زمانے میں، سدا کس کے جنیں ہیں
ترپو گی یونہی، اخک بھاؤ گی سکینہ
ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہ
مہماں ہیں تمہارے، ہمیں بی بی نہ رلاو
ہم پیار کریں گے تمہیں، لوگوں میں آؤ
عاشق جو ہماری ہو، تو آنسو نہ بھاؤ
کیا ہم کو یونہی، رو کے رلاو گی سکینہ
ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہ
چھوڑا نہ بھی، چار برس تک میرا پہلو
منہ سینے پر رکھ کر تمہیں، سو جانے کی تھی خو
اث جائیں گے اب، گرد تینی سے یہ گیسو
بابا کو بس اب، حشر میں پاؤ گی سکینہ

اب مولا کے فضل و کرم سے سوائے ذکر آلی محمد میرا قلم پکھنیں لکھتا اور اس ذکر کی
بدولت بغیر کوئی ہدایہ معادضہ لیے نہیں کی زندگی اپنے اہل و عیال کے ساتھ گزار رہا
ہوئی۔ آج پوری دنیا میں ریحان اعظمی کے لئے کوئی شخص غازی علمدار کے لئے پرہاڑ رکھ کر
نہیں کہہ سکتا کہ ریحان نے کبھی نوح لکھنے کا کسی سے معادضہ طلب کیا ہے کیونکہ مجھے یقین
ہے اور میرا ایمان ہے کہ مولا اپنے اوپر کسی کا ادھار نہیں رکھتے وہ کہاں سے کس ذریعے سے
میری مذکورتے ہیں مجھے خوبیں معلوم۔ خدا و رہا کی یہ ملازمت قائم رکھے۔

میں نے ۱۹۷۳ء سے ۲۰۰۰ء تک ۲۰ جلدیں پر مشتمل جمود توحید جات ”پوری کربلا“ کے
یہ قام نوئے عنقریب کتابی صورت میں ۲۰ جلدیں پر مشتمل جمود توحید جات ”پوری کربلا“ کے
نام سے آئندہ سال تک شائع ہو جائیں گے۔ اس جمود توحید جات میں میرے بھائی میرے
رفق دیرینہ سید ندیم رضا سرور کا وہ پورا کلام موجود ہے جو درسرے نوح خداونوں کے لئے تحریر کیے
لیے تحریر کیا جکہ وہ سارا کلام بھی موجود ہے جو درسرے نوح خداونوں کے لئے تحریر کیے۔

ندیم سرور میرا رادہ شاہ کار ہیں جس پر مجھے فخر بھی ہے ناز بھی ہے۔ وہ میرا قلم ہیں اور
میں اس کی آواز ہوں۔ میری شہرت، عزت، پذیرائی میں محمد و آل محمد اور شہزادی کوئین
جناب سیدہ سلام اللہ علیہا کے بعد میرے بھائی ندیم سرور کی بھی بڑی کاوش ہے اگر میں یہ
کچھ بولوں یہ تذکرہ نہ کروں تو بہت بڑی خیانت کا مرکب ہو جاؤں گا۔ آپ دعا کریں خدا
بحق ائمہ طاہرین میرا اور ندیم سرور کا یہ ساتھ تاریخ روز قیامت قائم رہے اور شہزادی کی نوکری کا
خالی دعویٰ نہیں اصل حق ادا ہو سکے۔

ایک آنسو میں کربلا حصہ سوم سید علیت حسین رضوی کی عنایات کے باعث آپ سے
محظیوں براو کرم جائز تقدیم سے مجھے سفر ادا کریں تاکہ بشری غلطیوں کی نشاندہی کو میں
درست کر سکوں۔ اللہ میرے قارئین اور مومنین کو ہر برا اور ہر آفت ناگہانی سے محفوظ رکھے
اور حاسدین کو حیاتی خفڑ عطا کرے کہ وہ میری فکر اور صلاحیت کو مر نے نہیں دیتے۔

آل طویلین طالب دعا و عاگل خاک پائے مومن
ڈاکٹر ریحان اعظمی

ہائے صُرًا بتا کیا لکھوں بتا کیا لکھوں

(ندیم سرور)

مولہ مقل میں سر کو جھکائے
لاش اکٹھ پڑھا کھڑے ہیں
دھنے دھنے بچتے ہیں آنسو
ہائے صُرًا کا خط پڑھ رہے ہیں
بولے کیا میں جواب اس کا دوں
ہائے صُرًا بتا کیا لکھوں
ہائے صُرًا بتا کیا لکھوں

میت تو پردیں میں لٹ گیا
اپنے لشکر کو میں رو چکا
میرا بابا غریب ہو گیا

اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُرًا بتا کیا لکھوں
حال پوچھا ہے تو نے میرا
چین میں تھا تھا بجا
دیکھ شیئے کی وہ خاک جا
اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صُرًا بتا کیا لکھوں

ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہ

دن بھر کے آپنے گے دل کے ایام
لکھا تھا بہت کم، تیری تقدیر میں آرام
وکھائے گی یہ صبح، تیبی کی تمہیں شام
کس طرح سے یہ داغ، اخاؤ گی سکینہ
ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہ

پوں کہنے لگی سینے پر مند رکھ کے، وہ ناداں
کہتے ہیں تیبی کے، میں آپ کے قربان
حضرت نے کہا، سخت مصیبت ہے میری جاں
چین اسی اوقیات میں، نہ پاؤ گی سکینہ

ہم ہوں گے کہیں، تم کہیں جاؤ گی سکینہ
ڈھونڈو گی تو ہم کو، نہیں پاؤ گی سکینہ



آنڈھیاں میرا گھر لے گئیں
میرے لخت جگر لے گئیں
میرا ٹوڑ نظر لے گئیں

اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صڑا بتا کیا لکھوں

خط تیرا اب سناؤں کے
کون میری صدا پر اٹھے
شب کو جاگے ہوئے سو گئے

اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صڑا بتا کیا لکھوں

دوپہر میں یہ کیا ہو گیا
جب سے پچھڑا ہے تیرا پچا
جیتے ہی ہائے میں مر گیا

اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صڑا بتا کیا لکھوں

ہائے وہ صڑا وہ بھائی تیرا
جس نے تجھ سے تھا وعدہ کیا
کھائی اس کو کرب ویلا

اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صڑا بتا کیا لکھوں

پیار سے تو نے ہے جس کو رکھا
لکھنیوں بھی جو نہ چل سکا
ہائے وہ صڑا بھی اب نہ رہا

اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صڑا بتا کیا لکھوں

شب کو دو لھا بنا یا جئے
راس آئی نہ مہندی جئے
روئیں سہرے کی لڑیاں جئے

اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صڑا بتا کیا لکھوں

اب سکینہ کا حافظ خدا
وقت زینت پر بھی ہے کڑا
مجھ کو گھیرے ہوئے ہے تھا

اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صڑا بتا کیا لکھوں

یہ تو اچھا ہوا لاڈلی
اپنے گھر میں ہی تو رہ گئی
بے روائی سے تو نج گئی

اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صڑا بتا کیا لکھوں

خط وہ ریحان و سرور تھا کیا
غاک سے میرا مولہ آٹھا
لاشِ اکبر پر خط رکھ دیا

اور اس کے سوا کیا لکھوں
ہائے صڑا بتا کیا لکھوں

☆☆☆☆☆

ہاں! مجھے پیدل چلنا آگیا

(ندیم سرور)

زندگی سے رہا ہو کر جس دم
جب کرب دبلا میں آئے حرم
تاق سے گری نسبت دکھیا
اور رخی رخی رکھتی قدم
رو کر غازی سے کہنے لگی
بلائے مجھے سمجھایا تھا

اے بیٹی گھر میں پیدل چل
چلتا ہے تجھے میلوں تھا

او میرے غازی غیرت والے
او میری چادر کے رکھوالے
مجھے گر کے سنجھنا آگیا
مجھے پیدل چلنا آگیا
ہاں! مجھے پیدل چلنا آگیا
عباش! میلوں پیدل فرنا آگیا

مشک و علم، والے میرے
شاہ وفا، آواز دے
ام لشمن، کے لاثتے
ہر غم سے گزرننا آگیا

عباش! میلوں پیدل فرنا آگیا

لے شام تے، میٹ آگئی	کیندی سی رو، پیچی سیڑا اے
غازی میں کیوں، زندہ رہی	محجور بوداں، تیری کھیڑا اے
سایہ نہ تھا، میلوں کوئی	نہ گل کے، دے پیڑا اے
مجھے دھپ میں چلنا آگیا	جویں خالم رسیاں پا گیا
عباش! میلوں پیدل فرنا آگیا	عباش! میلوں پیدل فرنا آگیا
دکھنی کھیڑا، غازی بھرا	کھنڈی کھیڑا دا، غازی بھرا
خرو کی کراں، میلوں ڈسائیں	خرو کی کراں، میلوں ڈسائیں
کھلی دیرے، میں بے ردا	کھلی دیرے، میں بے ردا
تیرا جہنڈاں مار، مکا گیا	تیرا جہنڈاں مار، مکا گیا
عباش! میلوں پیدل فرنا آگیا	عباش! میلوں پیدل فرنا آگیا
بازار تھا، دربار تھا	بازار تھا، دربار تھا
زنجیر تھی، پیار تھا	زنجیر تھی، پیار تھا
ڈشوار تھا، میرا جینا	ڈشوار تھا، میرا جینا
ہر درد کو سہنا آگیا	ہر درد کو سہنا آگیا
عباش! میلوں پیدل فرنا آگیا	عباش! میلوں پیدل فرنا آگیا
رو سیڑا، دیوے صدا	کھیڑا دے آ، پوڑے بنا
لوكاں دا ہے، مجھ کھلا	لوكاں دا ہے، مجھ کھلا
سجاو میرا غش کھا گیا	سجاو میرا غش کھا گیا
عباش! میلوں پیدل فرنا آگیا	عباش! میلوں پیدل فرنا آگیا

پا کزو میرے باندھے گئے
 چادر چھنی، نیچے جعلے
 بیچ میرے روتے رہے
 ہر غم سے ٹھورنا آگیا
 عباش! میکوں پیدل گرنا آگیا

 سویا ادھر، تو خاک پر
 چادر چھنی، میری ادھر
 پیاسی رہی بھٹک مگر
 مجھے پیاس میں جینا آگیا
 عباش! میکوں پیدل گرنا آگیا

 لالاں نوں اے، چاندراں تیرا
 وچ شام دے، جانثرا تیرا
 سگ ظلم دے، کھانثرا تیرا
 خورشید نوں نیر روا آگیا
 عباش! میکوں پیدل گرنا آگیا

 اے سرور و ریحان اب
 سوچ ذرا، کیا تھا غصب
 بیعت علی، کہتی تھی جب
 مجھے جینا مرنا آگیا
 عباش! میکوں پیدل گرنا آگیا

 ☆☆☆☆☆

نانا کے تو، ہدم ملے
 لیکن مجھے، تو غم ملے
 خوشیاں گئیں، ماتم ملے

 زینب گھلی، مجبور ہے
 کیتا غماں، نے پور ہے
 قیدی میرا، اج پور ہے
 ای خود گرنوں کھا گیا

 عباش! میکوں پیدل گرنا آگیا
 دیکھے سچ، ادا کے گھر
 نیزوں پتھے پیاروں کے سر
 کلڑے ہوا، میرا جگر
 مجھے یادِ مدینہ آگیا

 عباش! میکوں پیدل گرنا آگیا

 دیکھی ڈرد اے، دل چیر اے
 وچ ظلم یوں، زنجیر اے
 ڈکھی ڈرد اے، دل چیر اے

 عباش! میکوں پیدل گرنا آگیا

 پیدل چلا، جب کارواں
 بارا(۱۲) گلے، اک رسماں
 ہونے گی، جس دم اذان
 مجھے یادِ مدینہ آگیا
 عباش! میکوں پیدل گرنا آگیا

میری ماں نے مجھے زندگی برائے کر بلا پالا (اعمن وستہ پنجی)

میری ماں نے مجھے زندگی برائے کر بلا پالا
لقب میں نے غلامِ اہنِ زہرا خوب ہے پایا
دروزہ آپ سجدہ ہے ابھی عباس زندہ ہے
یہ مشکلہ امانت بھی ہے میری آبرو بھی ہے
ہے اس پر جان قربان نذر اس پر یہ بھی ہے
علم پرچ کے کہتا ہے ابھی عباس زندہ ہے
چلے جب جانب دریا تسلی دے کے پھول کو
کھاسی راب کر دیں گے ابھی ہم سوکے کوزوں کو
تمنائے سکتے ہے ابھی عباس زندہ ہے
یقین ریحان ہے مجھ کو امام عصر کی صورت
خدا کی مصلحت بن کر غازی بھی پس غیبت
لقب غازی جو پایا ہے ابھی عباس زندہ ہے

☆☆☆☆☆

من تورا حاجی گویم تو میرا ملّا بگو سفری عزاداریم رضا سرور

ساری تعریفیں اللہ کے لئے
ڈور دو سلام محمد وآل محمد کے لئے
خدا سلامت رکھے میرے بھائی ریحان عظیٰ کو ان کے الٰہ دعیال کے ساتھ، دائیٰ
محبت و ملائی کے ساتھ۔ ہماری برادرانہ رفاقت کو محدثین برس کا طویل عرصہ بیت گیا جو
کہ حادیین کے لئے جملے کا سامان دعا گو دعاؤں کے لیے قابلِ رجک و باعثِ فرج ہے،
ہماری دوستی کی بیان دعائی محبت، اخوت، اخلاص، مردوں، خوشی میں خوشی، ادائی
اور خصوصاً حسینیت کی مضبوط ری سے جڑی ہوئی ہے۔
مجھے یہ جان کے بلکہ سن کر بے حد سرت ہوتی ہے جب لوگ مجھے اور ریحان بھائی کو
ایک جان دو قلب اور لازم و ملزم جیسے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ ریحان بھائی کی خون
گسترانہ صلاحیتوں کا ایک زندگانی ہے۔ میں تو ان کی ادائے دوستانہ میں کمال شاعریہ کا
متلاشی رہتا ہوں، یادش بخیر ہم دونوں بھائی غربت کے ساتھی، عزت کے ہمروں، نہ کسی قسم کی
حرص و طمع، نہ شہرت عارضی کے طباگار نہ دولت دنیا سے سروکار چاہتے، مارکا و محمد وآل محمد سے
دولت کے طالب ہیں، درطم سے لاچی ہیں دعاوں کے اور آپ موسیٰ کی دعاوں سے یہ سب
میرے ہے۔

ریحان بھائی کو لوگ اخشن ٹالی، ریحان عزا، جلد خاصہ حسینی، حسینی کپیوڑ کے خطابات
سے نوازتے رہتے ہیں، لیکن خود ان کی انکساری کا عالم یہ ہے کہ وہ خود کو خاک پائے انہیں
کہتے ہوئے فخر گھومن کرتے ہیں۔ وہ جو زبان سے کہتے ہیں وہی تحریر بھی کردیتے ہیں تاکہ
سندر ہے اور بوقت ضرورت کام آئے وہ کہتے ہیں نوحہ نگاری، منقبت گواری میرے بس کی

اُجڑی ہوئی دلہیز پر صفرًا نہ انتظار کر

(شجن روقن دین اسلام)

اُجڑی ہوئی دلہیز پر صفرًا نہ انتظار کر
بھائی نہ آسکے گا گھر صفرًا نہ انتظار کر
کرب و بلا میں بس گئے اب کس کی منتظر ہے تو
آئیں گے اب نہ عمر بھر صفرًا نہ انتظار کر
تیرا بھرا ہوا یہ گھر اک دبپر میں لٹ گیا
مارا گیا تا پر صفرًا نہ انتظار کر
خالی ہیں ساری گودیاں نوحہ کتاب ہیں بیباں
قادم نے آکے دی خبر صفرًا نہ انتظار کر
شادی کا ذکر کیا کریں سہرے کا تذکرہ ہے کیا
بکھرا ہوا ہے خاک پر صفرًا نہ انتظار کر
قاسم شہید ہو گئے اصغر کا چحد گیا گل
اکبر کا چحد گیا جگر صفرًا نہ انتظار کر
عابد جگر خراش ہے غم سے کیجھ پاش ہے
کرتا ہے شام کا سفر صفرًا نہ انتظار کر
بالي سکینہ قید میں آنسو بھا کے سو گئی
اس کو بھی کھا گئی نظر صفرًا نہ انتظار کر
رسیحان کیا بیباں کروں جاری قلم سے جب ہو خول
لکھ کر قلم ہے نوحہ گر صفرًا نہ انتظار کر

جب علم خون میں تر نہر سے لے آئے حسین

(فراز حیدر)

جب علم خون میں تر نہر سے لے آئے حسین
یاد عباس میں خون روتے رہے ہائے حسین
بجک گئی شُ کی کر آس گئی زینب کی
لاش عباس کو تھیے میں نہیں لائے حسین
مشک عباس کے سینے پر رکھی ہے ایسے
چیسے عباس کو سینے سے ہیں لپٹائے حسین
پانی پانی کی صداوں سے لرزنے لگا بن
جب علم لاش کی صورت سے اٹھا لائے حسین
لکنی حضرت سے روا دیکھ رہی تھی زینب
نہر سے جبکہ اکیلے ہی چلے آئے حسین
خاک پر بیٹھ گئے تمام کے دل کو مولا
غم میں عباس کے گر کرنہ سنجل پائے حسین
جب کے ہوتے ہوئے تھا بھی تھے لٹکر شیز
جہا تھا پس عباس نظر آئے حسین
دو کشے بازو اٹھائے ہوئے دامن میں حسین
کہتے تھے عصر سے پہلے ہی تھے مر جائے حسین
یہ جو رسیحان ہے یہ بھی ہے غلام زہرہ
کاش عباس سے یوں حشر میں ملوائے حسین

☆☆☆☆☆

صرف جو نہیں آئی تو اچھا ہے سکینہ
 زخمی ترے رشاروں پر یہ قبر کی مٹی
 مظلومی سجائو کا نوحہ ہے سکینہ
 جس کا کوئی وارث نہ ہو ملتا ہے اُسے بھی
 تو نے تو کفن مر کے نہ پایا ہے سکینہ
 دربارِ ستم دیکھا تھا زندگان تو نہ دیکھا
 وکھ ترا تو زہرا سے زیادہ ہے سکینہ
 ہے دستِ عالمدار میں رسیحان ترا ہاتھ
 تو نے انہی ہاتھوں سے تو لکھا ہے سکینہ

☆☆☆☆☆

غازی کو یاد کر کے آنسو بھاڑ ہے ہیں
 (انجمنِ دستہ چنگی)

غازی کو یاد کر کے آنسو بھاڑ ہے ہیں
 تھا حسین لاٹی اکبر اٹھا رہے ہیں
 ٹوٹی ہوئی کمر ہے بے نور چشمِ مولانا
 جوادِ عاشق سے جاگو بیاً بلا رہے ہیں
 میت جواں پر کی تھا نہ اٹھ سکے گی
 برچھی نکال لی ہے اب لوکھڑا رہے ہیں

اب کوئی نہیں قید میں تنہا ہے سکینہ
 (انجمنِ محمدی قریم)

اب کوئی نہیں قید میں تنہا ہے سکینہ
 ٹو قید ہے قیدی ترا روضہ ہے سکینہ
 ارمانِ رہائی کا ترے دل میں بہت تھا
 یہ کہہ کر ترا بھائی تو پا ہے سکینہ
 اکبر کی شہادت کی خبر سن پچھی لیکن
 بے تاب تجھے ملنے کو صفر ہے سکینہ
 تو لوتی ریسی پیاس کی نکوار سے بی بی
 دریا تیری پیکان سے ہارا ہے سکینہ
 چادر نہیں لیکن ترے پردے کے لئے اب
 زندگان کی دیواروں کا پردہ ہے سکینہ
 زندگان میں اب شرستائے تجھے کیے
 عباس کے پرجم کا جو چہرا ہے سکینہ
 ہوتی ہے ہر اک قبر کو پانی کی ضرورت
 پانی سے تیرا اب کھاں رشتہ ہے سکینہ
 زندگان کی افیت سے ملنا نجوس سے پچھی ہے

میرے قاسم کی آئی ہے مہندی

(امین وستہ پختنی)

اُم فردا یہ رو رو کے بولی
میرے قاسم کی آئی ہے مہندی

ہو کہاں جلد آؤ سکینہ
چاہتی ہو اگر نیگ لینا
ہوئی اب تو پوری تمنا
دست قاسم میں باندھا ہے سکنا

پھول سہرے کے جاتے ہیں داری
میرے قاسم کی آئی ہے مہندی
سائبان ہیں جو بہنوں کے آنجل
چھا رہے ہیں محبت کے بارل
کیوں نہ حیران ہو آج مقتل
وہ جو پالاں ہو جائے گا کل
ماں یہ کہتی ہے کیوں خم کی ماری
میرے قاسم کی آئی ہے مہندی
پھول انکوں کے آہوں کی کلیاں
وانگ ہے یا ستاروں کی گلیاں
کہہ رہی ہیں یہ دہن کی سکھیاں
خون کے آنسو چہاں روئیں انکھیاں

نادعی ہے لب پر آنکھوں سے خون جاری
آیا خیال زینب آنسو بہا رہے ہیں
خیسے سے لطیف کی آواز آرہی ہے
سب کے فرات غم میں دل ڈوبے جا رہے ہیں
زینب ضعیف بھائی اس غم سے مرنا جائے
اکبر کی لاش مولا مقتل سے لا رہے ہیں
اخبارہ سال جس کو گھر سے نہیں کالا
جلتی ہوئی ریں پر اُس کو سلا رہے ہیں
برپا ہوئی قیامت کانپی زمین مقتل
تصویر مصطفیٰ کے رنگ اڑتے جا رہے ہیں
انکوں کے پھول ٹھن کر سہرا بنا کے مادر
بیٹھی ہوئی ہے، اعدا نیزے بجا رہے ہیں
جب لاش آئی گھر میں زینب نے روکے پوچھا
یہ کس کے خون میں اکبر ہیتا نہا رہے ہیں
اک بے وطن سافر ریحان رو رہا ہے
وٹن نبی کے دیں کے خوشیاں منا رہے ہیں

☆☆☆☆☆

مٹ گئے کس کے ارمان لکھو
کس کو رویا تھا میدان لکھو
لاش پر کس کی ماں کی تھی زاری
مرے قاسم کی آئی ہے مہندی

☆☆☆☆☆

بایا مرا مارا گیا کرب و بلا روتی رہی

(ابنمن و میرناخجی)

جب شام ہوئی آئی اندر ہیروں کی سواری
زمیون سے زیادہ تھا لہو آنکھوں سے جاری
کانوں پر رکھے ہاتھ سکینہ یہ پکاری
یا مر قصیٰ گھر جب لٹا کرب و بلا روتی رہی
بایا مرا مارا گیا کرب و بلا روتی رہی
وطن سے دور ہمیں شامیوں نے لوٹا ہے
زمینِ گرم پر اک اک شہید پیاسا ہے
تمہارے لعل کو لاکھوں نے مل کے مارا ہے
لاشہ ابھی رومندا گیا کرب و بلا روتی رہی
تمہارے چانے والوں پر چل گیا نجتی
سروں پر الی حرم کے ٹہیں رہی چادر
شہید ہو گئے عباس و قاسم و اکبر
اصل فر کا بھی جھولा جلا کرب و بلا روتی رہی
ہمارے کانوں سے یہ جو لہو پکتا ہے

پھر بھی کہتا بصد بے قراری
میرے قاسم کی آئی ہے مہندی
سر پر شیر کا ہے عمامہ
ذھل کے جنت سے آیا ہے سہرا
ریگ پوشک کا ہے سہرا
ہے شہادت کا باقی سورا
سوئے عقل روں ہے سواری
میرے قاسم کی آئی ہے مہندی
سر پر سایا قلن جو علم ہے
یہ کسی باوفا کا کرم ہے
پھر بھی اس باوفا کو یہ غم ہے
عمر نوشۂ کی اب تو کم ہے
آؤ مل لو گلے باری باری
میرے قاسم کی آئی ہے مہندی
ہاں یہ خواہش تھی مولا حسن کی
جس کی شیر نے لاج رکھی
کب شب قلن ہوتی ہے شادی
کس کی وقت قضا آئی مہندی
پوری کرتے ہیں ہٹہ نمد داری
میرے قاسم کی آئی ہے مہندی
اب وہ مظہر بھی ریحان لکھو
کیا ہوئے غم کے سامان لکھو

ظہورِ صحیتِ والا بہت ضروری ہے

(عامر بلستانی)

کہ اب جوابِ عریضہ بہت ضروری ہے
ظہورِ صحیتِ والا بہت ضروری ہے

بلا جواز تو شب میں نہیں اٹھایا گیا
یہ کہہ رہا ہے جنازہ رسول زادی کا
ہر ایک حال میں پرده بہت ضروری ہے

گلے پر تنے زمیں گرم پیاس کی شدت
حسینؑ کہتے تھے لازم اسی کی ہے بیعت
کہ جس کے نام پر سجدہ بہت ضروری ہے

سجا کے منبر پالان کہہ رہے تھے نبی
خبر یہ عرش سے پہنچی ہے میرے پاس ابھی
علیؑ کو مان لو مولا بہت ضروری ہے

چچا بھٹجی کا رشتہ بحال رکھنا ہے
ہر ایک دور میں اس کا خیال رکھنا ہے
علم پر مٹک سکینہ بہت ضروری ہے

شق کی حدِ شقاوت کا یہ نتیجہ ہے
طمہانی کھائے ہیں رخسار میرا نیلا ہے
اڑتے گے دامن جلا کرب و بلا روئی رہی

کپھاں تلک میں سناؤں گی داستانِ ستم
کنارے نہر کے بازو ہوئے چچا کے قلم
لہو میں تر ہوا جو آپ نے دیا تھا علم
خیموں میں تھا محشر پا کرب و بلا روئی رہی

مقامِ صبر سے آگے نکل گئے عابد
ذراسی دیر میں اشکوں میں ڈھلن گئے عابد
گرے کبھی کبھی گر کر سنجھل گئے عابد
چلتے رہے سہہ کر جفا کرب و بلا روئی رہی

ستم شعار جو نیزوں پر سر اٹھا کے چلتے
بندھے ہوئے تھے ہمارے بھی اس رن میں گئے
ہمارے اشکوں سے پردیں میں چڑاغ جلے
ستا نہ تھا کوئی صدا کرب و بلا روئی رہی

سن ایاز سکینہ کے میں جاری تھے
رسیحانَ عظیٰ مولا علیؑ یہ کہنے لگے
میری سکینہ تری پیاس پر علیؑ صدقے
کہتے رہے مشکل کشاء کرب و بلا روئی رہی

☆☆☆☆☆

بات نہیں ہے یہ تو باسی شہر علم کی عطا اور شہزادی کوئین کی توکری کا معاوضہ ہے جو حروف مقتی کی محل میں ملتا رہتا ہے بقول ریحان بھائی کہ

مدحت آں نبیؐ میں تو لکھتے جاتا ہوں

اور املا مجھے ریحانؑ، علیؑ بولتے ہیں

وہ کہتے ہیں کہ میری کیا مجال کہ بغیر تائید و علم کے میں ایک حروف بھی پرقدرت طاس کر سکوں انہی کے ایک مخفی سلام کے یہ چار مصیرے ان کی حق کالای اور میری بات کی دلیل ہیں

دیتا ہے بدعا مجھے میرے بدن کا خون

ہاتم اگر حسینؑ کا زنجیر سے نہ ہو

غالبؑ کی اس زمین میں ریحانؑ منقبت

تائید مرتضیؑ کے بنا میر سے نہ ہو

ریحان بھائی کوئی نے محسوں کیا ہے کہ وہ متفاقت نہ تقریر میں کرتے ہیں شجیرہ میں۔ انہیں جوبات کہنا ہوتی ہے برلا اور پانگیوں دھل کہتے ہیں چاہے اس محن میں انہیں لکھاںی نقصان اٹھانا پڑے۔ دوسری بُری بات ضد لیکن ثبت کاموں کے لئے اُس کی مثال ”عالمی طرح جشنِ مرضیؑ“ کا انعقاد جس کی دھوم اب تمام دنیا میں محسوں کی جا رہی ہے اتنا بڑا میں اقوامی جشن جس میں دنیا بھر سے مدح گزاران علی شریک ہوتے ہیں ریحان بھائی کو خود اپنی ذات میں ایمن اور تھاٹکری سندھے تو ازتا ہے۔

میرے بھائی سے اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں جیسے تو ہے آپ بھائی نہ کم سرور کو کہہ کر دیتے ہیں ایسے دورے تو حنفی حضرات کو کیوں نہیں دیتے اس کا جواب خود ریحان بھائی دیں گے تو بہتر رہے گا میں اگر اس سلسلے میں بات کروں گا تو مجاہرے کے زمرے میں آئے گی۔

”من تورا حاجی گویم تو میر املا گو“

کسی بھی بزم میں جب یہ مقام آجائے
زبان پر حضرت نجتؑ کا نام آجائے
دہان پر سر کو ٹھنکانا بہت ضروری ہے

اذان سن کے کبھی میں یہ بات آئی ہے
وہ جس نے شکل و شبہت نبیؐ کی پائی ہے
اذان میں اس کا ہی لہجہ بہت ضروری ہے

حسینؑ و کرب و بلا کا محاذ جست گئے
شان کی فوک پر آئے بہن سے کہنے لگے
دیا تو شام پر قبضہ بہت ضروری ہے
رگوں میں ساقی کوڑ کا خون دوڑتا ہے
زمین پیاسی ہے سچا اب یہ سوچتا ہے
رگوں سے خون پیکنا بہت ضروری ہے

امام عصرؑ کی خدمت میں استفادہ ہے
ترپ کے قبلہ اول صدائیں دیتا ہے
حضور آپؑ کا آتا بہت ضروری ہے

ریحانؑ کیسے ہو تعیل کی دعا میں اثر
ہماری اپنے عمل پر ذرا نہیں ہے نظر
یہاں پر اٹک بہانا بہت ضروری ہے

☆☆☆☆

زمین گریہ کناں ہے فلکِ نوحہ کناں

(اقبال بلستانی، اسکرو)

زمین گریہ کناں ہے فلکِ نوحہ کناں
خیام شاہ شہیداں سے الٹھ رہا ہے دھواں
نجف سے بھرِ مداب تو آئے حیدر
حسین سینہ اکبر سے چھپتے ہیں شان
یہ بولیں شام کی مستور قتل اکبر پر
خداد کرے کہ نہ زندہ رہی ہو اس کی ماں
وضودہ کرتی تھی ایکوں سے بعد اکبر کے
پیے نماز جو صفرًا اُبھی ہے بعدِ اذان
عجیب حال تھا زabit کا جبیر اکبر میں
جبگر کا خون رہا چشم غزدہ سے روائی
لجامِ تمام کے رخصت کرد ہمیں بیٹھا
حسین کہتے تھے اکبر چلے گئے ہو کہاں
ہماری لاش کو پامال اب تو ہونا ہے
تمہارے ہوتے نہ ہوتا تم یہ میری چان
حسین کہتے تھے پھٹ جائے گا جگرغم سے
خدارا ہم کو نہ دکھلاؤ اپنی خلکِ زبان
نظر کے سامنے تم ایڑیاں رگڑتے ہو
ہمارے سینے میں ہر سانس ہو رہی ہے گران
ریحانِ عظیمی لکھ کر شہادتِ اکبر
قلم کی نوک ہے کاغذ کے دل میں نوک سنان

اُٹھ لعل میرے اصر، اُٹھ چاند میرے اصر

(ابن نداء محمدی جعفر طیار)

ترہت پ تیری مادر کرتی ہے بھی نوحہ
اُٹھ لعل میرے اصر، اُٹھ چاند میرے اصر
شام آگئی دن ڈوبا ویراں ہے تیرا جھولا
اُٹھ لعل میرے اصر، اُٹھ چاند میرے اصر
زخمی ہے گلا تیرا سوکھی ہے زبان تیری
سائے میں نجاتے گی بنا تیرے یہ ماں تیری
اس دشتِ بیباں میں کرتی ہے بھی وعدہ
اُٹھ لعل میرے اصر، اُٹھ چاند میرے اصر
کیوں روٹھ کے اماں سے تم سو گئے جنگل میں
ڈر جاؤ گے چاند میرے سناٹا ہے مقتل میں
آ بال سنواروں میں پتدیل کروں گرتا
اُٹھ لعل میرے اصر، اُٹھ چاند میرے اصر
تم کتنے بہادر ہو بے تھی لڑے رن میں
اے لعل یہ دن وہ تھے تم کھلیتے آگمن میں
جی پائے گی ماں کیسے اتنا بھی نہیں سوچا
اُٹھ لعل میرے اصر، اُٹھ چاند میرے اصر
پانی کا بہانہ تھا میدان میں جانا تھا
ہس کر تمہیں اعدا کے لشکر کو زلانا تھا

اب فرض ہوا پورا جل ساتھ میرے بیٹا
 اُنھل میرے اصر، اُنھ چاند میرے اصر
 اب شام غریباں ہے، بے تاب سکینہ ہے
 کل صحیح ہمیں بیٹا زدن میں جانا ہے
 کس طرح تجھے چھوڑوں، اے چاند میرے تبا
 اُنھل میرے اصر، اُنھ چاند میرے اصر
 جاگے ہو کئی دن کے، گودی میں سلاوں گی
 لوری بھی سناوں گی، پانی بھی پلاوں گی
 عباس پچا کا اب ساحل پر ہوا قبضہ
 اُنھل میرے اصر، اُنھ چاند میرے اصر
 جنگل میں نہیں سوتے حیوانوں کا خطرہ ہے
 تا حد نظر بیٹا دیکھو تو اندر ہرا ہے
 اس دشت مصیبت میں، جگنو بھی نہیں اڑتا
 اُنھل میرے اصر، اُنھ چاند میرے اصر
 ماں اصر ناداں کی، ریحان بہت روئی
 عدنان وہ شہزادی، تا عمر نہیں سوئی
 سو (۱۰۰) بار جگانے پر، اصر جونہیں جاگا
 اُنھل میرے اصر، اُنھ چاند میرے اصر

☆☆☆☆☆

بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

(ابن فداء محمدی جعفر طیار)

حسین کہتے تھے ہم کونہ بھول جانا تم
 بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

تمہیں خبر ہے کہ بے آب ہم شہید ہوئے
 ہمارے بعد جو پانی کوئی تمہیں دے دے
 جو ہو سکے تو میری فاتحہ دلانا تم
 بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

میری سکینہ کا ہر دم خیال رکھنا ہے
 بہن ہماری امانت سنپھال رکھنا ہے
 خدارا سینے پر ہرشب اُسے سلانا تم
 بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

ہمارے بعد یہ کنہہ تیرے حوالے ہے
 علم ہمارے جری کا تیرے حوالے ہے
 علم کے سائے میں علیہ کوئے کے جانا تم
 بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

بہت طویل سفر ہوگا شام و کوفہ کا
 قدم قدم پر اذیت قدم قدم پر جما
 ستم کے سامنے سر کو نہیں جھکانا تم
 بہن رہائی ملے تو ضرور آنا تم

ردا بغیر جو دربارِ ظلم میں جاؤ
جو تازیانے کبھی پشت پاک پہ کھاؤ
ہمارے صبر کی تعلیم آزمانا تم
بین رہائی ملے تو ضرور آنا تم

جناب فاطمہ زہرا کی یادگار ہو تم
علی کا عزم ہو عباس کا وقار ہو تم
ہماری فرش عزا جا بجا بچانا تم
بین رہائی ملے تو ضرور آنا تم

سکینہ قید میں جب جب صدائیں دے ہم کو
اسے گلے سے لگا کر سنپھالا دیکھو
ستگروں کے تم سے اسے بچانا تم
بین رہائی ملے تو ضرور آنا تم

ہمارے دن دکن کا اگر ملے موقع
بان کے قبر پی گریہ د بکا بہنا
سرہانے قبر کے کچھ دیر بیٹھ جانا تم
بین رہائی ملے تو ضرور آنا تم

رسخانِ عظیٰ مولا حسین کہتے رہے
اُدھر جواب میں زینب کے اشک بہتے رہے
یہ بات نوئے میں عدنان اب سنانا تم
بین رہائی ملے تو ضرور آنا تم

☆☆☆☆☆

دم بدم ہے وظیفہ میرا، یاعلیٰ، یاعلیٰ، یاعلیٰ

(ابن رونق دین اسلام)

دم بدم ہے وظیفہ میرا، یاعلیٰ، یاعلیٰ، یاعلیٰ
ہے لقب ترا شیر خدا یاعلیٰ، یاعلیٰ، یاعلیٰ

عو در علم ہے عو کے نفس نبی
ترا ہنام رب علی یاعلیٰ
تجھ کو من گنت مولا نبی نے کہا
ہے لقب ترا شیر خدا، یاعلیٰ، یاعلیٰ
تجھ کو کوثر کی صورت میں زہرا ملی
جس کے صدقے میں نسلِ محمد چلی
تری شب کی نمازوں کا غازی صد
ہے لقب ترا شیر خدا، یاعلیٰ، یاعلیٰ
تفیق قائل چلی کیا قیامت ہوئی
آسمان رو دیا اور زمیں هل گئی
ترے ہیر پر ببر کربلا
ہے لقب ترا شیر خدا، یاعلیٰ، یاعلیٰ
تیری زخت کی چادر عدو لے گئے
تیرے الٰل حرم قید ہو کر گئے
بنت خیر النساء ہو گئی بے ردا
ہے لقب ترا شیر خدا، یاعلیٰ، یاعلیٰ، یاعلیٰ

تو ارادہ خداوند قدوس کا
میں حق، دست رب، مرتضی
تو در علم ہے مرضی کبریا
ہے لقب تراشیر خدا، یاعلیٰ، یاعلیٰ

کُنِ ایمان ہے آل عمران ہے
لب ٹھا تیرے ہوتوں سے قران ہے
مشکلین مل گئیں جس نے جب بھی کہا
ہے لقب تراشیر خدا، یاعلیٰ، یاعلیٰ

خیری خندقی مرجی عسری
سورا کوئی ہو چاہے کوئی جری
تری توار کو سب نے سجدہ کیا
ہے لقب تراشیر خدا، یاعلیٰ، یاعلیٰ

سویا بھرت کی شبِ مصطفیٰ بن کے تو
کی حمد سے معراج میں گنتگو
رب کی آواز کا جس پر دھوکا ہوا
ہے لقب تراشیر خدا، یاعلیٰ، یاعلیٰ

کیوں شریحان و عاصم کی آنکھیں ہوں نم
تیرے پتوں پر ہوتے رہے جو تم
ہم بچاتے ہیں اُس غم میں فرش عزا
ہے لقب تراشیر خدا، یاعلیٰ، یاعلیٰ

☆☆☆☆☆

بعد قتل شاہ نوحہ علیہ مُضطہر کا تھا

(نجمن رونق دین اسلام)

بعد قتل شاہ نوحہ علیہ مُضطہر کا تھا
کس قدر مشکل سفر ہے کربلا سے شام کا

طوق، بیڑی، گھڑی، بے وارثی نہن لبی
سر کھلے الی حرم کرتے ہوئے نوحہ گری
ہے تیموں کے لئے یہ کس قدر مشکل گھڑی
رو رہے ہیں پڑھ رہے ہیں دم بدم ناد علیٰ

راہ کامتوں سے بھری آپلے بیرون میں ہیں
غم بہتر (۲۷) کے اسیروں کے نہال سینوں میں ہیں
آنسوں کے کتنے دریا آج ان آنکھوں میں ہیں
اشقیاء ہمراہ جن کے شام کے رستوں میں ہیں

دور تک سایہ نہیں ہے کیا کریں الی حرم
ہر نفس تازہ مصیبت ہر قدم تازہ تم
خون میں ڈوبا ہوا عباس غازی کا علم
بڑھتا جاتا ہے سفر میں اور بھی رنج والم

گر رہے ہیں اونٹ سے پتے جو راہ شام میں
ضرب کاری لگ رہی ہے سینہ اسلام میں

بہر حال ریحان بھائی کی صلاحیتوں اور ان کی انگلی محنت، احترام، دوستی، رواداری، مردت، خدا ترسی اور درودیں کے دلکشی کی بخشش کی عادت سے ایک دنیا واقف ہے۔
 جانے نہ جانے مگل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے
 لکھتا تو بہت کچھ چاہتا ہوں لیکن الزام اقرباً پروری کی چھاپ لگ جانے سے ڈرتا ہوں۔ زیر نظر مجموعہ توحید جات ”ایک آنسو میں کربلا حصہ سوم“ ریحان بھائی کے خالیہ غم اثر کی مجرنمائی ہے و گرنہ کربلا کی دعوت کو صدیاں اپنے بازوں میں قید نہ کر سکیں لیکن ریحان بھائی کی چشم خامہ نے دیکھ لیا کہ کربلا کے کرداروں میں جاتب زینب سلام اللہ علیہ ایک ایسی حیر صفت خاتون ہیں جو یہ کارہ نمایاں انجام دے گئیں اور پھر ریحان بھائی نے اس کو یوں بیان کیا۔

تو نے رکھ دی سیٹ کر کیے
 ایک آنسو میں کربلا زینب
 ایک آنسو میں کربلا حصہ اذل و دُرم کے بعد حصہ سوم آپ مولیں کی نظر فوازی اور
 عدالت فکری کے رو بڑھے۔ دعا میرے بھائی کے لئے، دعا میری آواز غم فواز کربلا اساس
 کے لئے۔

طالب دعا ناشر کربلا، نسخہ عزما

سید ندیم رضا سرور

بڑھ رہی ہے اور شدت دین کے پیغام میں
 صبر ہے بیمار کا اس درد کے ہنگام میں
 غش پر غش آتے ہیں گریہ کر نہیں سکتا مگر
 دیکھ کر منظر لہو رونے لگے نیزوں پر سر
 اس ستم پر ہو گیا تھا آسمان بھی نوحہ گر
 سنگ کی بارش میں جاری تھا اسیروں کا سفر

آگیا دربار عابد ہو گئے محو بنا
 المدد یا حیدر کرار بھر کر بیا
 بے ردا ہے آپ کی دختر جناب سیدہ
 سید بجا گا یہ کہہ کے سند پھٹ گیا

پوچھتا تھا نام زینب کا زینب ہے جیا
 آئنے والا تھا زمین شام میں اب زرزلہ
 تھام کر زنجیر کو بیمار یہ کہہ کر اٹھا
 اب کسی لمحے بھی نازل ہو گا یاں قبر خدا

کس طرح ریحان و عاصم درد وہ تحریر ہو
 جس کے لکھنے سے قلم خود درد کی تصویر ہو
 طوق ماتم کر رہا ہو نوحہ خواں زنجیر ہو
 یاد کر کے جس کو عابد عمر بھر دلیل ہو

☆☆☆☆☆

یہ سچا تھا بہت جلدی ڈین لے آؤں گی گھر میں
نظر آتا ہے سر تیرا سر توک سنان اکبر

سر شام غریباں بے ردائی کا بھی صدمہ ہے
نہ اب اصر کا جھولا ہے نہ باقی کوئی خیسہ ہے
نظر آتا ہے تاحد نظر ہم کو دھوان اکبر

یہاں سے قید ہو کر جانبی زندان جاتا ہے
بڑی مشکل گھڑی ہے کس قدر خالم زمانہ ہے
وہ ماں زندان میں جائے جس کا ہو بینا جواں اکبر

لکھوں ریحان کیسے مادر اکبر کا وہ نوحہ
وہ جس کوئں کے کرتے تھے زمین و آسمان گریے
وہ کہتی تھی رہوں گی عمر بھرا ب تو حمد خواں اکبر

☆☆☆☆☆

ہے فاطمہ زہرا کی دعا ماتم شبیر

(ابن رونق دین اسلام)

ہے فاطمہ زہرا کی دعا ماتم شبیر
زندہ رہے جس نے بھی کیا ماتم شبیر

زینب کی تمنا ہے تو زہرا کی امانت
ہر دور میں ہے الی عزا کی یہ ضرورت
ہم کو بھی مقدر سے ملا ماتم شبیر

کہاں نے ترپ کر کھو گئے ہوتم کہاں اکبر

(ابن رونق دین اسلام)

کہاں نے ترپ کر کھو گئے ہوتم کہاں اکبر
ہبھیو مصطفیٰ اکبر میرے کڑیل جوان اکبر

وہ لہجہ اور وہ قامت وہ صورتِ مصطفیٰ والی
جو انی کی بہاریں لٹ کیں دامن ہوا خالی
خوشی رخصت ہوئی باقی ہے اب آہ و فخار اکبر

وہ راس آیا برس اخباروں تم کو علی اکبر
سوئے جنت سدھارے تم تو سینے پر سنان کھا کر
یہاں ایکھوں کا سہرا گوندھ کر بیٹھی ہے ماں اکبر

گئے تم کیا کہ بینائی پدر کی لے گئے بینا
کہاں تک ٹھوکریں کھائیں نظر آتا نہیں رستہ
چکر کا خون آنکھوں سے ہوا میری رو فال اکبر

مدینے میں بہن پیار کب تک راستہ دیکھے
کئی خط لکھ چکی صفر اُتھیے رورو کے ایکھوں سے
تری فرقت میں رو رو کر بہن دیدے گی جاں اکبر

تری شادی کا ارمان رہ گیا ہے قلب مادر میں

یہ بات بزرگوں سے صداقتے ہیں
جو ہاتھ بھی شیر کے اتم میں اٹھتے ہیں
ہے خون کی شرافت کا چلنہ ماتم شیر

ہر اک کو میر نہیں یہ کار شرافت
اللہ کی مرضی سے میر ہے یہ دولت
یعنی ہے محمد کی عطا ماتم شیر

یہ فرض ہے اور فرض تھا ہو نہیں سکتا
بے حب علیٰ پھر بھی ادا ہو نہیں سکتا
ہے مثل نماز شہدا ماتم شیر

زنجیر کا اتم کہیں تکوار کا اتم
تاریخ میں ہے شام کے دربار کا اتم
جب زینب و عابد نے کیا ماتم شیر

باند تھے رن بستہ تو رسی تھی گلے میں
اُس وقت بھی جب سانس انکنی تھی گلے میں
ایسے میں بھی ہوتا ہی رہا ماتم شیر

مرجائے کوئی اپنا تو روتے ہو ترپ کر
کیوں یاد نہیں آتا ہے زہرا کا بھرا گمرا
جب کرتے تھے محبوب خدا ماتم شیر

زندان میں دربار میں بازارِ ستم میں

وہر کن کی طرح تھا یہ دلِ الہی حرم میں
ہوتا نہ تھا اک پل کو جدا ماتم شیر

نوئے سے محمد علیٰ ظاہر تو یہی ہے
ریحان نے اس نوئے میں کیا بات لکھی ہے
جنت میں بھی کرنا ہے پا ماتم شیر

☆☆☆☆☆

حیدر کرب و بلا عباس میر کارواں

حیدر کرب و بلا عباس میر کارواں
معنی لفظ وفا عباس میر کارواں

حیدری جاہ و چشم
لشکر دیں کا بھرم
ہے ابوطالب کی وہر کن اور دعائے فاطمہ

حیدر کرب و بلا عباس میر کارواں
یہ علمدار وفا

جب علم لے کر چلا
دم بدم شہر بجھ سے مر لپھی گی تھی صدا

حیدر کرب و بلا عباس میر کارواں
منصب سقائی پر

جان دے کر بھائی پر
ہو گیا بازو بریدہ لکھ کے قرآن وفا

حیدر کرب و بلا عباس میر کارواں

بین کرتی تھی سر کرب و بلا اصغر کی ماں

(ابن روق دین اسلام)

بین کرتی تھی سر کرب و بلا اصغر کی ماں
اے میرے مخصوص تجھ کو ڈھونڈنے جاؤں کہاں

چل رہے ہیں دل پہ خبر خالی جھولا دیکھ کر
اب ساؤں گی کے جھولا جھلا کر لوریاں

سو گئے تم بھی گلے پر کھا کے اک تیر تم
بھائی تو پہلے ہی سویا دل پہ کھا کے برچھاں

آگئی شامِ غریبان لٹ گئی چادر میری
جل گیا جھولا تھارا رہ گیا باقی دھواں

نہ کوئی وارث رہا نہ پوچھنے والا کوئی
سرکشائے سور ہے ہیں دشت میں پیر و جواں

اے علی اصغر ترے غم میں نہیں دل کو سکون
دھوپ میں بیٹھی رہے عمر بھرا ب تیری ماں

اُن تیرا نخا گلا اور تیر قاقد سے بڑا
فرش پر تھا زلزلہ رونے لگا تھا آسمان

تم اگر ہوتے تو شاید ترس کھا لیتے لعین
قید کر کے بازوؤں میں باندھتے نہ رسیاں

ذر گئے الہ تم
جب رکھا اس نے قدم

قلب پر فوجِ تم کے کہہ کہ یا مشکل تھا
حیدر کرب و بلا عباں میر کارواں

جنگ کرنے کو چلا
کیا حوصلہ

تنق نہ توار پھر بھی ہو گیا محو وفا
حیدر کرب و بلا عباں میر کارواں

ہو گئے بازو قلم
تر لہو میں میں ہے علم

پیاسے پنج رو ہے ہیں مشکل کرتی ہے بنا
حیدر کرب و بلا عباں میر کارواں

مقصد شہید تعبیر ہے
خواب کی تعبیر ہے

ہے محافظ چادریں کا درمیان نیوا
حیدر کرب و بلا عباں میر کارواں

جب تملک زندہ رہا
من کے زہرا کی دعا

پیاسے بچوں کے لئے وہ کر رہا تھا خود دعا
حیدر کرب و بلا عباں میر کارواں

میں ہوں ریحان عزا
خاک پائے با وفا

ہے قلم میرا مسافر راہیں اور رہتا
حیدر کرب و بلا عباں میر کارواں

خون میں تر محرب و منبر
 اشک فشاں ہے موچ کوشش
 چشم نلک میں آئی نبی، ہائے علیٰ
 کس نے روزے دار کو مارا
 کون رہا بے کس کا سہارا
 بیت خدا میں خاک اُڑی ہائے علیٰ
 روتے ہیں شیر و شہر
 گریہ کنال ہیں زینتِ مفتر
 غازیٰ کی تو جان گئی، ہائے علیٰ
 اے ان مجرمِ ظلم یہ ذھایا
 ہلنے لگا ہے عرش کا پایا
 تنخ تری قراں پر چل، ہائے علیٰ
 فرشت بالرب کعبہ کی
 آئی صدا جب خون میں ڈوبی
 سب پر کھلا بندہ ہے، علی ہائے علیٰ
 گھر سے گئے تھے بھرِ عبادت
 سجدے میں پائی ہے شہادت
 شانِ امامت اور بڑھی، ہائے علیٰ
 زندہ رہے گا نفرہ حیدری
 ڈرتے رہیں گے وقت کے عذر
 وقت کوئی ہو دور کوئی، ہائے علیٰ

کیا کروں ترے بنا دشوار ہے جینا میرا
 سوگ میں تیرے ہے بیٹا بلوں پر میری جاں
 ہائے اک قطرہ نہ پانی مرتے دم تم کو ملا
 خون دریا ای غم میں اب ہے آنکھوں سے روائ
 کیا آنکھوں ریحان رودادِ ستم عاشور کی
 داستانِ غم کی قلم لکھتا ہے لے کر بچکیاں
 ☆☆☆☆☆

ہائے علیٰ، ہائے علیٰ

(جمن رونقِ دینِ اسلام)

ہائے علیٰ، ہائے علیٰ
ہائے علیٰ، ہائے علیٰ

آتی ہے آوازِ بکا، عرش و زمیں سے شورِ انحا
قتل ہوا داماً تبی، ہائے علیٰ، ہائے علیٰ، ہائے علیٰ

توحد ہے یا صوتِ اذال
مسجد میں ہے شورِ نقاش
کعبے کی دیوارِ گری، ہائے علیٰ

خبر د خندق جنگِ محل
ہر مشکل کا ایک تھا حل
ناد علیٰ ہے، ناد علیٰ، ہائے علیٰ
سوگ کا عالم غم کا سار ہے
قبیر نبی بھی نوحہ کنال ہے
جنت کی قدیل بھی، ہائے علیٰ
فرش عزا رسیحان بچاؤ
نوحہ پڑھو اور اٹک بھاؤ
کہتے رہو رو کے یہی، ہائے علیٰ
☆☆☆☆☆

رو رو کے بکا کرتی تھی معصوم سکینہ

(امجن رونق دین اسلام)

رو رو کے بکا کرتی تھی معصوم سکینہ
نیند آتی ہے کب لوث کے گھر آؤ گے بابا

بابا میرے کافلوں سے گھر لے گئے اصراء
مارنے ہیں طماقچے میرا دامن بھی جلایا
روتی ہوں تو ظالم مجھے رونے نہیں دیتا

میں شامِ غریباں میں کہاں ڈھونڈنے جاؤں
یہ تسلی طماقچوں کے بھلا کس کو دکھاؤں
بابا مجھے کوئی بھی تسلی نہیں دیتا

پانی کا تو اب ذکر بھی اچھا نہیں گلتا
غم ایسا ملا ہے مجھے عباس بھا کا
اس غم کے سب سے میرا دشوار ہے جیسا
جلتے ہوئے نہیں میں ہے بے شیر کا جھولا
خوشیوں میں نظر آتا ہے قائم کا بھی سہرا
یہ سوچ کے آتا ہے میرا منہ کو کلیجہ
بابا میری گروں میں رن باندھی گئی ہے
پابند رن ماں ہے برادر ہے پھوپھی ہے
کس طرح کہوں آپ سے کیا حال ہے میرا
زندان کی جانب ہے سفر کرب و بلا سے
محروم ہوں اماں کی طرح میں بھی روانے
ستی ہوں کہ ہے کاتھوں بھرا شام کا رستہ
مر جاؤں گی زندان کے اندر ہرے میں ترپ کر
اے امِن علیٰ بابا مرے سب سط پیغمبر
دیتی ہوں صدا کوئی مدد کو نہیں آتا
رسیحان محمد اور علیٰ گریہ کنال تھے
جو سر تھے سر نوک سنانِ محظوظاں تھے
جب راہ میں کرتی وہ مظلوم یہ نوحہ
☆☆☆☆☆

جہاں جہاں خدا، وہاں حسینٰ ہی حسینٰ ہے

(شمسن علامان ابن حسن، لاذہی)

زمیں سے تاہم آسمان، حسینٰ ہی حسینٰ ہے
جہاں جہاں خدا، وہاں حسینٰ ہی حسینٰ ہے

اذان کا سوال ہے، نماز کا جواب ہے
گواہ اس بیان پر، قرآن کی کتاب ہے
عبادتوں کا پاسباں، حسینٰ ہی حسینٰ ہے

وقایٰ لا اللہ ہے، یہی تو دین پناہ ہے
مُبالہ ہو یا فِدْک، بتوں کا گواہ ہے
نگاہ صدق و صادقاں، حسینٰ ہی حسینٰ ہے

نصیب میں نہیں تھا جو انھائی اس نے جب نظر
کیا سوال ایک کا، عطا کیے کئی پر
مثال رب جو میریاں، حسینٰ ہی حسینٰ ہے

رسولؐ کی نماز کو اسی سبب سے طول ہے
جو اس کا کھیل کو دے ہے، خدا کو وہ قبول ہے
صدائے گن کا راز داں، حسینٰ ہی حسینٰ ہے



Member

Cell #: 0300-8909090
Email : haider@mqmpakistan.org

Syed Haider Abbas Rizvi

Deputy Parliamentary Leader MQM
Deputy Leader of Opposition to
National Assembly of Pakistan

جناب زہرا کا لاڈلہ پوتا

ایک بار پھر حسب معمول ریحان نے مجھے نصف شب یعنی تقریباً صبح دن بجے مجھے نیڈ سے جنہوں کر انھا دیا یہ صرف ریحان ہی کا خاصہ ہے کہ وہ یا تو وہی کی طرح آتا ہے یا عزرا نیل کی طرح آتا ہے یعنی کوئی وقت مقررہ کے معنی انہیں پچھے میری زندگی میں اس کے ہوتے ہوئے اور ابھی میں پوری طرح بیدار بھی نہیں ہو پایا کہ مجھ سے ایک بار پھر ایک آنسو میں کربلا حصہ سمجھ کی اشاعت کے لئے تیرہ لکھنے کی خدمت کر رہا ہے۔

آخر ریحان اپنی ہر کتاب کی تقریبیں رومنائی اور اشاعت کے موقعہ پر صرف اپنے دوستوں ہی سے کیوں تمہرے لکھواتا ہے اس کی نیازداری طور پر دو دو جو بات ہیں جملی وجہ یہ ہے کہ اس کے اکثر دوست صرف ریحان کو جانتے ہیں۔ شاعری کے فن کو نہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ ریحان اپنی کتاب پر روایتی اور سکے بند تجھرے جمع کرنے اور چھاپنے کا قائل کبھی سے بھی نہیں رہا۔

حقیقت حال یہ ہے کہ ریحان کی شاعری اب تقید کے وشت امکاں سے بہت ما درا ہے اس نے جس قدر نوحہ لکھ دیا ہے شاید وہ دوبارہ نہ ہو سکے۔ بقول قبلہ علامہ آغا رودھی (بھارت) ریحان اس دور کا نوحہ گو شاعر ایں مریج تقید ہے۔ لہذا اگر ناقد نے ریحان کے فقی حاکن پر قلم اٹھانے کی جرأت کی تو سب کو حرفی تقید نہ ہتا پائے گا۔ قرین قیاس یہ ہے کہ ہر ناقد ریحان سے کترے کے گزر جائے گا۔ ریحان کی سب سے بڑی بُرائی یہ ہے کہ اس کا اپنے اشعار کی طرف سے لاڈ بائی یعنی کاش وہ ان معاملات میں بھی اتنا ہی خصیں ہوتا جتنا شعر سنانے کے معاملے میں ہے۔

ہائے عالیٰ بیمار

(ابن غلام ان حسن، لاذھی)

ہائے عالیٰ بیمار
لکھا گیا تقدیر میں
کیوں شام کا بازار

زمروں سے بھرا دل ہے
اور شام کی منزل ہے
سر نیزے پہ بھائی کا
اور ساتھ میں قائل ہے
کوئی نہیں غم خوار

بیمار ہائے عالیٰ
قرآن مصائب ہے
عباس کا نائب ہے
زنجیر کی کڑیوں میں
پوشک مصائب ہے

سوتے میں ہے بیدار
جگا ہے کئی شب کا
کام ہے منصب کا

غم بھول گیا اپنے
بیمار ہائے عالیٰ

یقین کر گماں نہیں، یہاں نہیں وہاں نہیں
رسول قبلہ زمیں، علی ہیں کعبہ یقین
انھیں حدود کے درمیان، حسین ہی حسین ہے

یہ کائناتِ رنگ دیو، یہ طاریٰ خوش گلو
نماز کے لیے وضو، وضو کے واسطے سبو
کمیں لکھیں مکاں مکاں، حسین ہی حسین ہے

ضیائے مہر و ماہ بھی، رسول کی نگاہ بھی
اکیلا رہ گیا کہیں کہیں، ہے خود سپاہ بھی
سمی بحال بے کسان، حسین ہی حسین ہے

گلے پہ جب تھری چلی، پکارتی تھی تلکی
سلام تری ذات پر، قرارِ درج بندگی
بقائے لہجہ اذال، حسین ہی حسین ہے

لنا کے گھر کٹا کے سر، کرے جو سجدہ خاک پر
رسول کے بیان کو، کیا ہے جس نے معتبر
کوئی تھا کوئی کہاں، حسین ہی حسین ہے

خنوری کی جان ہوں، ریحانی خوش بیاں ہوں
زمین نوحہ گوئی کا، بلند آسمان ہوں
میرے قلم پہ مہریان، حسین ہی حسین ہے



لگتا ہے کسی دم بھی
مرنے کی ہے تیاری
ہے کتنا جیا دار
بیار علیہ ہائے

صرف بلا ہر دم
ہر ایک قدم ماتم
چھایا ہوا آنکھوں پر
برسات کا ہے موسم
جیئے سے ہے بیزار

دروں کی سزا میں ہیں
اور گرم ہوا میں ہیں
جب غش کبھی آتا ہے
اعدا کی جفا میں ہیں
رجائے نہ بیار

رسیان میرا مولا
ہر گام پہ کہتا تھا
ہر ظلم رو روا لیکن
کیون لوٹا گیا پروا
کہتا تھا یہ ہر بار

ہائے علیہ
☆☆☆☆☆

غم خوار مگر سب کا
ہر سانس ہے تکوار
ہائے لئے خبر علیہ
سینے کے لئے بیشنیں
ماں بہنیں بہنہ سر
پھرائی ہوئی آنکھیں
شیشوں کی طرح منظر
اور سنگ کی بوچار

ہائے علیہ سر جھک گیا تیروں کا
روٹے لگا ہر تیڑا
چلتے ہوئے کانٹوں پر
جس وقت نظر آیا
وقتہ سالار

ہائے علیہ ماتم
خود اپنی ایسی پر
کہتا تھا پھوپھی اماں
جب آنے لگے چکر
ہم کیوں ہیں گرفتار
ہائے علیہ آنکھوں سے لہو
کیا زخم سے لگے جاری
کاری

غم کے ہیں دو سند رعباں اور سکینہ

(ابن حبان، ابن حسین، لاثمی)

مظلومیت کے محور عباں اور سکینہ
غم کے ہیں دو سند رعباں اور سکینہ

اک موچ چنگی ہے اک چنگی کا دریا
اک پیاس کی علامت اک روح نک ہے پیاسا
احسان کربلا پر عباں اور سکینہ
غم کے ہیں دو سند رعباں اور سکینہ

اک وارث علم ہے اک ہے الم رسیدہ
اک دوسرے کے غم میں دونوں ہیں آبدیدہ
صرہ و دقا کا پیکر عباں اور سکینہ
غم کے ہیں دو سند رعباں اور سکینہ

پیاری ہے یہ چچا کی اس پر چچا ہے قربان
یہ آیت سکون ہے وہ ہے وفا کا قربان
دونوں قربان حیدر عباں اور سکینہ
غم کے ہیں دو سند رعباں اور سکینہ

اک سفر نشان پر کامنوں پر یہ چلی ہے
نیزے سے وہ گرا ہے یہ اونٹ سے گری ہے
رخموں میں ہیں برا بر عباں اور سکینہ
غم کے ہیں دو سند رعباں اور سکینہ

اس کے بندھے ہیں بازو اس کے جدا ہیں بازو

اس کے لگے طماخے وہ رویا خوں کے آنسو
کنبے کے غم میں نظر عباں اور سکینہ
غم کے ہیں دو سند رعباں اور سکینہ
وہ کربلا کا فازی یہ شام کی ہے قیدی
تموار اس کی پیاسی اس کی تھی ملک پیاسی
پیاسے ہیں تاپہ محشر عباں اور سکینہ
غم کے ہیں دو سند رعباں اور سکینہ
اک سیدہ کا ہے اک حیدر کا پیختا ہے
اک عکس فاطمہ ہے اک عکس مرتضیٰ ہے
زندہ ہیں دونوں مرکر رعباں اور سکینہ
غم کے ہیں دو سند رعباں اور سکینہ
لئی ہیں اب سبیلیں دونوں کا نام لے کر
اک شام کی ہے زہرا اک کربلا کا حیدر
حشیم کا رکور عباں اور سکینہ
غم کے ہیں دو سند رعباں اور سکینہ
رشتوں کی جاسداری ان سے زمانہ سکھے
ایسے چچا بیجی پہلے بھی نہ دیکھے
رشتوں کے ہیں تجیر عباں اور سکینہ
غم کے ہیں دو سند رعباں اور سکینہ
رسحان کیوں نہ لکھوں انکھوں سے اپنے نوح
یہ واقعہ عجیب ہے تاریخ کربلا کا
تھا تھے مثل لفڑ عباں اور سکینہ
غم کے ہیں دو سند رعباں اور سکینہ

☆☆☆☆☆

چہلم غریب بھائی کا زینت منائے گی

(ابن علام ابن حسین، لاذہمی)

جب قید سے رہائی ملی جیتن پائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینت منائے گی

پہلے وطن نہ جائے گی زہرا کی لاڈی
ماتم کرے گی قریہ بہ قربہ گلی گلی
فرش عزا حسین کی پہلے بچائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینت منائے گی
وعددہ کیا تھا بھائی سے زندگی سے مخطوط کر
آؤں گی کربلا تیرا گودی میں لے کے سر
تن سے سر بریدہ کو آکر ملائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینت منائے گی

تعیر قبر کے لیے پانی بھی چاہیے
جو سو گیا ہے نہر پہ اکھٹک کو لیے
پہلے تو جائے نہر پہ اس کو جگائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینت منائے گی

قبوں پہ پھول کیسے چڑھائے گی غمزدہ
کیا رہ گیا ہے پاس گل اٹک کے سوا
اشکوں کے پھول پلکوں پہ رکھ کر سجائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینت منائے گی

کتبوں پہ نام لکھے گی اک اک شہید کا
خون جگر سے لکھے گی روادا کربلا
پھول پہ پہلی بار وہ آنسو بھائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینت منائے گی
اصغر کی لاش پر سمجھی اکبر کی لاش پر
پال ایک دلہا کے ٹکڑوں کو ڈھونڈ کر
نوہ کرے گی سید زینی کرتی جائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینت منائے گی
قبوں پہ فاتحہ جو پڑھے گی بصد بکا
دیکھے گی بازوں کو سمجھی اور سمجھی ردا
داغی رن کو اپنی ردا سے چھپائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینت منائے گی
رسیحان جب وطن کی طرف ہو گا یہ سفر
کیا کیا نہ یاد آئے گا بے بھائیوں کا گھر
کس طرح ہائے قبرِ محمد پہ جائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینت منائے گی
☆☆☆☆☆

یاد زینب کو وطن میں جب بھی آئے حسین

یاد زینب کو وطن میں جب بھی آئے حسین
شدت غم سے ترپ اٹھی کہا ہائے حسین

تم نے جو سونپی تھی بھیا وہ امانت کھو گئی
شام کے زندگی میں وہ نازول کی پالی سو گئی
فالمولوں نے اس قدر اس پشم ڈھانے حسین

غم اٹھانے کے لئے دنیا میں تنہا رہ گئی
ہائے یہ دن دیکھنے کو کیوں میں زندہ رہ گئی
کاش میں بھی ساتھ ہی مر جاتی ماجاۓ حسین

رات دن آنسو بھاتی ہے وہ تیری یاد میں
آرزو ہے موت کی ہر دم دل ناشاد میں
تیری فرقت میں کہیں صفرًا نہ مر جائے حسین

شام غربت کے حافظ کو بھلانے کیے
داغ جو دل چلے گئے ہیں وہ مٹائے کیے
تیرا سجاد لہو آنکھوں سے برسائے حسین

☆☆☆☆☆

اللہ اللہ کر کے اب کچھ خبر آنا شروع ہوئی ہے کہ انہوں نے اپنے کام کی تدوین کے
بارے میں سوچنا شروع کر دیا ہے اللہ کرے یہ سوچ ہماری زندگی تک محيط نہ ہونے پائے
اللہ ان کی سوچ کی عربی ہمیں لگا دے تاکہ تدوین کام کا بھاری بار بیجان ناتوان کے
کاندھوں سے جلد از جلد کھل ہو کر پہلے کتابت اور پھر طباعت کے مرطع عبور کرتا ہوا ناقہ
کے سر پر جاگرے۔

آخر میں ریحان کے قد و قامت (شتری) کی بلندی اور توانائی کے لئے دعا گو ہوں
اور چاہتا ہوں کہ تو نوئے میں ریحان کم از کم عالم چنانجاہا جو جائے اور آپس کی بات یہ ہے
کہ ریحان تو نے کام چنانچہ ہو گئی چکا ہے یہ بات ساری دنیا جانتی اور ماں تی اور
صرف تین طرح کے لوگ ایسے ہیں جو اس حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے یا کرنا نہیں
چاہیج یا پھر کریں نہیں سکتے۔

پہلی قسم توریحان کے ایسے کرم فرماؤں کی ہے جو ریحان کے لئے ناتوان چھا سوچے
ہیں اور نہ ہی سوچنا چاہتے ہیں دوسرا یہ کچھ ایسے دوست ہیں جو ریحان سے بھیت دوست
ملنا چاہتے ہیں ان کی بلا سے ریحان کچھ بھی ہو جائے تیرا خود ریحان ہے جو یہ حقیقت
مانے کو چاہدے ہیں ہے مگر ان تینوں اقسام کے نہ مانے سے فرق ہی کیا پڑتا ہے کیونکہ ریحان
عالیم چنان ہو یا نہ ہو یہ طے ہے کہ جناب نہر اسلام اللہ علیہما کا لائلہ پوتا ضرور ہے۔ ورنہ اتنا
لکھتا اور ایسا باکمال لکھتا ریحان کے بس کی بات نہیں تھی آخر میں میری دعا ہے کہ ریحان
نے جو بھی لکھا ہے وہ ان کے اس شتری چھائی پر منطبق ہو۔

ریحان کا قلم ہے کہ کوثر کی موج ہے
ہوتی نہیں بھی بھی قلم کی روائی بند

دعا گو ہیش سے ہمیشہ تک

سید حیدر عباس رضوی
مبرتوی اسبلی پاکستان

یہ ہے قرآن وفا، یہ ہے حدیث کربلا
ہیں علی شیر خدا، یہ شیم شیر خدا
فارغ کرب و بلا، عباش ہے عباش ہے

دیدہ جاہ و حشم حیدر نما اک اک قدم
کھانہیں سکتا ہے کوئی آج بھی جھوٹی قسم
منفرد سب سے جدا، عباش ہے عباش ہے

انما اور حلائق کی بولتی تصور ہے
کعبہ الہ وفا ہے حیدری شمشیر ہے
قبلہ الہ عزاء، عباش ہے عباش ہے

ہائے نسبت کس طرح سبھے پائے گی، غازی کاغم
خون رلائے گا صدا، یہ خون میں ڈو با علم
بے دلن کا آسراء، عباش ہے عباش ہے

اس لیے رکتا نہیں نیزے پر سر عباش کا
کس طرح بازار میں نسبت کو دیکھے بے ردا
باوفا اور با جیل، عباش ہے عباش ہے

دیکھ کر ریحان ہر گھر پر علم عباش کا
کربلا سے آری ہے شاہ والا کی صدا
آج بھی زندہ مراء، عباش ہے عباش ہے

☆☆☆☆☆

قلب زہرا کی دعا، عباش ہے عباش ہے

(نجم غلامان ابن حسن، لاذھی)

اے وفا تیرا خدا، عباش ہے عباش ہے
قلب زہرا کی دعا، عباش ہے عباش ہے

ایک حملے میں اٹھا لے جائے گا یہ علقہ
دیکھتی رہ جائے گی حرث سے فوج اشتباہ
یہ علی کا لاؤلہ، عباش ہے عباش ہے

سُنگ سے پانی نچوڑے، گاڑے پانی پر عزم
آنکھ بھر کے دکھ لے جس کو، نکل جائے گا دم
صورت شیر خدا، عباش ہے عباش ہے

صریبھی ایثار بھی، جرات و قادری بھی ہے
عزم بھی کردار بھی، منصب علمداری بھی ہے
برسے پاٹکے مرقصی، عباش ہے عباش ہے

دیکھنا ہو آسمان دھرتی پر جس کو دیکھ لے
اے نصیری دیکھنا ہے رب تو اس کو دیکھ لے
ترے رب کا آئینہ، عباش ہے عباش ہے

کھلا باب زندان چلو گھر سکینہ، بہت سوچکیں،
(امین علامان ابن حنفی، لاذھی)

کہاں ماں نے شاہ ہلاکر سکینہ، بہت سوچکیں، تم بہت سوچکیں
کھلا باب زندان چلو گھر سکینہ، بہت سوچکیں، تم بہت سوچکیں
زندانِ مصیبت میں گرفتار سکینہ، قیدی ہے ابھی تک
مرقد میں بھی غازی کی عزادار سکینہ، قیدی ہے ابھی تک

جو عمر کا قیدی ہو رہا ہوتا ہے اک دن
اس پنجی کے حصے میں رہائی نہیں ممکن
کتنی تھی رہائی کی طلبگار سکینہ، قیدی ہے ابھی تک

حد ہو گئی اس پنجی کی تربت بھی ہے قیدی
تاریخ میں دیکھی نہ سنی اسکی اسیری
کیا اتنی جھاؤں کی تھی حددار سکینہ قیدی ہے ابھی تک

جب کنجھے وطن جاپکا یہ رہ گئی تھا
لپٹا ہوا دن سے ہے قسمت کا اندر ہرا
کب سے تھی وطن جانے کو تیار سکینہ قیدی ہے ابھی تک

زینبؓ نے کہا جاتی ہوں میں صفرؓ سے ملنے
بتلاؤں گی کس طرح سے جب وہ حسین پوچھے

مرجائے گی یہ سنتے ہی یہار سکینہ قیدی ہے ابھی تک
نه عسل و کفن پایا نہ پانی پے تربت
اللہ کوئی قیدی نہ دیکھے یہ مصیبت
زندان کے بوئے درود یہار سکینہ قیدی ہے ابھی تک
دن میں بھی جہاں رات کا ماحول بنا ہے
یہ شام کا زندان ہے کہ زندان جما ہے
کس سے کہے بن باب کی لاچار سکینہ قیدی ہے ابھی تک
ہم سے کے لیے آتے ہیں اب کتنے عزادار
کل پوچھتے والا نہ تھا کوئی سر دربار
رو دیتے ہیں یہ دیکھ کے زدوار سکینہ قیدی ہے ابھی تک
بابا نہ کسی تیری پھوپھی ہے یہاں موجود
مادر نہیں مان جیسی کوئی ہے یہاں موجود
جو کہتی ہے رو رو کر یہ ہر بار سکینہ قیدی ہے ابھی تک
رسیحان بھی رضوان بھی ہیں مُفطرد گریاں
اس بات پے دل کلتا ہے وہ کیسے تھے انساں
ہے جن کی جھاؤں کی سرزدار سکینہ قیدی ہے ابھی تک
☆☆☆☆☆

معلوم نہ تھا سہرا خود موت ہی لائی تھی
پامال ہوا لاشہ میں لٹ گئی اے بابا

تیروں کے سمندر میں چھ ماہ کا اصر تھا
قاتل میرے پچ کا نو لاکھ کا لشکر تھا
جھولوں بھی جلا اس کا میں لٹ گئی اے بابا

دولل میرے رن میں مارے گئے غربت میں
ماموں پہ فدا ہو کر وہ جا چکے جنت میں
جلادوں میں کیا کیا میں لٹ گئی اے بابا

اب شام غریبیاں ہے اور گھور اندر ہر ہے
بے سر میرے بھائی کا میدان میں لاشہ ہے
گھوڑوں نے جسے روندا میں لٹ گئی اے بابا

اکبر کو صدائیں دیں بھائی کو دہائی دی
علیٰ کو میں شعلوں سے پھر خود ہی بچا لائی
کوئی بھی نہیں آیا میں لٹ گئی اے بابا

تم ہوتے تو نجی جاتی چادر تو میرے سر کی
باندھی تو نہیں جاتی شانوں میں مرے رہی
لگتا نہ مجھے دڑا میں لٹ گئی اے بابا

اب قید میں جانا یہ زخم بھی کھانا ہے
دڑوں کی اذیت سے زخمی میرا شانہ ہے

میں لٹ گئی اے بابا

(خجمن غلامان ابن حسین، لانڈھی)

جب رات ہوئی بن میں
مقتل میں تھا سننا
پھرے پہ تھی جب زینب
تب آک سوار آیا
پیچان کے بی بی نے
رو رو کے یہ فرمایا
میں لٹ گئی اے بابا
میں لٹ گئی اے بابا

بھائی پہ چلا خیبر غازی کے کٹے بازو
میرے علی اکبر کے ترخوں میں ہوئے گیو
قائم بھی گیا مارا میں لٹ گئی اے بابا
سہ روز کے پیاسے کی گردن پہ چلا خیبر
اب آئے میرے بابا مارا گیا جب اکبر
سینے پہ لگا نیزا میں لٹ گئی اے بابا
ہندی میرے قائم کے بھوں نے لگائی تھی

خوابوں کی عدالت میں جو تعبیر کھڑی ہے
کس جرم کی آنکھوں کو یہ تغیر ملی ہے
اتر انہیں اُک خواب بھی تعبیر میں ڈھل کر

وہ وصہ بھی تعبیر سے خالی ہی رہا ہے
جاتے ہوئے بھائی نے بہن سے جو کیا ہے
آئے نہیں آنا تھا وہیں رہ گئے اکبر

کیا دن تھے کہ یہ گھر میرا آباد تھا کیا
خوبصورتی کی طرح رہتا تھا احمد کا نواسا
جو پہلے تھا بستا ہوا وہ خواب ہوا گھر

جمولا تھا یہاں جھولنے والا بھی یہاں تھا
ہر بات حقیقت تھی ہر اُک خواب تھا سچا
اب الکی ہے دیرانی کہ نوح ہے لبوں پر

اُک خواب نے کل رات میری نیند اڑا دی
سر نگھے نظر آئی ترتیقی نبی زادی
عُزُون میں اماں کی نظر آئی ہے چادر

دیکھا ہے بچپانک بڑا کل رات یہ منظر
سب بھائی سچنچے نظر آئے مجھے بے سر
میں سوئی نہیں خواب کی تعبیر سے ڈر کر

ریحان ہر اُک خواب نے تعبیر وہی دی
رکھی تھی جو شیئے میں لو ہو گئی مٹی
غش ہو گئی ببار کلیج کو پکڑ کر

مرہم ہی نہیں جس کا میں لٹ گئی اے بابا

تم دیکھ نہیں سکتے رخار سکینہ کے
چینے ہیں لعینوں نے کافنوں سے گھر اُس کے
تراؤں میں ہوا گرتا میں لٹ گئی اے بابا

ریحان سر مقل کیا درد کا تھا منظر
بیٹی کو کلیج سے لپٹائے ہوئے حیدر
سکتے تھے نہ کہہ ڈکھیا میں لٹ گئی اے بابا
☆☆☆☆☆

یارب میرے اس خواب کو تعبیر عطا کر

(اجمن غلامان امن حسن، لانڈھی)

یارب میرے اس خواب کو تعبیر عطا کر
کل خواب میں اکبر کی دہن لائی ہوں گھر پر

حالانکہ کوئی خواب بھی سچا نہیں تکلا
جو گھر سے گیا لوٹ کے واپس نہیں آیا
برسانی ہے تھائی میرے قلب پر پھر

خط انکوں سے لکھ لکھ کے روانہ کیے اتنے
اے عرش تری گود میں تارے نہیں جتنے
کب جانے جواب آئے کھڑی راتی ہوں در پر

اکبر کھاں گیا، واویلا! واویلا!
(امین غلامان ابن حسن، لائلی)

نیزا الجھ گیا دل میں یہ کیا ہوا
نوحہ لیلی کا تھا واویلا واویلا
اکبر کھاں گیا واویلا واویلا

بیاہ کے دن تھے رن کو سیدھارے
خاک ہوئے ارمان ہمارے
ڈوب گئے پروپس میں تارے
سہرا نہیں بندھا واویلا واویلا

دور وطن میں اک دھیاری
دیکھ رہی ہے راہ تمہاری
کرتی ہے صفا آہ و زاری
 وعدہ وہ کیا ہوا واویلا واویلا

پالنے والی زینب دکھیا
گوندھ چکی جب تیرا سہرا
شوق شہادت دل میں جاگا
اکبر یہ کیا کیا واویلا واویلا
لے گئے تم بیٹائی پدر کی

آس ہے مظلوم کی ٹوٹی
ہائے قیامت آئی کیسی
روتی ہے کربلا واویلا واویلا

پیاس کی شدت قلب میں نیزا
دل میں بی ہے یا صغا
ڈوب رہا ہے دل مادر کا
کیوں نہ کرے بکا واویلا واویلا

ہائے جوانی راس نہ آئی
چوت کچی پر ہے کھائی
دیتی رہ گئی موت دہائی
کیا ستم ہوا واویلا واویلا

کیسے وطن جائے گی مادر
چھوڑ کے تجھ کو دشت میں اکبر
جن ملے گا ہم کو کیونکر
تو ہی بتا ذرا واویلا واویلا

روک قلم ریحان سینہ پر
اہل عزا میں ہو گیا محشر
تم بھی کبو رضوان یہ رو کر
ہمشکلِ مصطفیٰ واویلا واویلا

☆☆☆☆☆

کربلا! اے کربلا! یہ ستم کیا ہوا

(انجمن غلامان ابن حنف، لانڈھی)

کربلا اے کربلا یہ ستم کیا ہوا
کٹ گیا شہر کا گلہ، آسمان روتا رہا
اے شہر کربلا

بے وطن بے خطہ مسافر تھا
پیاس روئی ہے الیسا پیاسا تھا
لکھتی لاشیں اٹھائی تھیں اس نے
دھوپ میں اس کا رہ گیا لاشہ

وہ پامال بدن
اوں نے پایا نہ کفن
کربلا اے کربلا
علمکہ خوب کی یہ مہمانی
خون سید کا کر دیا پانی
کیوں نہ پہنچی لبِ حسین تک
تو بھی کیا ہو گئی تھی زندگی
لکھ گئے آل نبی
کچھ بھی تو کرنہ سکی
کربلا اے کربلا

رمیحان اور میں!

(پروفیسر سید جعفر زیدی (ایڈوکیٹ)

یہ حقیقت حتیٰچہ ثبوت نہیں ہے کہ میں نے جتنا رمیحان عظیٰ کے لیے لکھا ہے کسی اور کے لیے نہیں لکھا اور نہ ہی کسی اور نے رمیحان عظیٰ کے لیے اتنا لکھا ہو گا جتنا میں نے ان کے لیے لکھا یہ میرا حق بھی تھا اور فرض بھی۔ اس لیے کہ ایک معلم اور اسکوں میں مرہنے اور پڑھنے کے علاوہ نہ صرف یہ کہ میرا موصوف سے دیرینہ تعلق دیا رہا ہے بلکہ میری اور ان کی دوستی اور تعلقات میں بھی کوئی فرق یا خلاف نہیں آیا متواری مسلسل پا رکھنے والی دوستی کا یہ تعلق شاید ان کا کسی اور سے نہ ہو میری ان کی قدر مشترک عزاداری ہی رہی ہے۔

مجھے یہ اعزاز و فخر بھی حاصل ہے کہ رمیحان عباس ہائی شرائفی حکلندڑے لڑکے کو شاعری کی طرف لانے اور پھر رنگ ترکی اور شورہ اگارخانوں یعنی تختہ نگاری و گیت ٹنگیت سے نکال کر ذہبی شاعری تک محدود کرنے کا سہرا بھی میرے سر ہے۔ ورنہ حقیقت امر یہ ہے کہ یہ شخص یہ مشہد ماتھار و عزادار اور یاروں کا یار تو تھا ہی جو یہ بیہسٹ ہی رہتا۔ تاہم اس ذہبن فطیں شخص کے لیے کسی بھی حوالہ سے شہرت و عزت اور دولت و تقبیلت حاصل کرنا کوئی مسئلہ نہ تھا۔

یہ زمانہ طالب علمی میں ہا کی کا بہترین (قارورڈ) کھلاڑی تھا، اداکاری و فنالی کا بھی ماہر تھا سیاست اور سماجی خدمت میں بھی نوجوانی میں علاقائی سٹل پر نام و مقام حاصل کر چکا تھا پھر صحافت و کالم نگاری اور گیت نگاری میں تقدیم ہیا ہی چکا تھا پھر بھی اس نے ان تمام شعبوں پر اس خدمت و عمارت کو ترجیح دی کہ جو مخصوصیت کا پسندیدہ شعبہ تھا یعنی منظوم مذاہی اعلیٰ بیت۔ ظاہر ہے کہ جب رمیحان نے خود کو اس خدمت و سعادت کے لیے وقف کر دیا تو وہ اللہ تعالیٰ جو عدل و احسان کا حکم دیتا ہے تکوں کاروں کا اجر ضائع نہیں کرتا اس کے محبوب و مقطلي بندے جو اپنے مذاہین و مختین کو دونوں چہالوں میں خوب خوب نوازتے

جس کا بیٹا جوان مر جائے
کیوں نہ مقتل میں ٹھوکریں کھائے
کر کے خون پر سے ہائے وضو
وہ جو سب کو نماز سکھلائے

تو نے دیکھا ہے کبھی
ایسا دنیا میں جری
کربلا اے کربلا

چکیاں جس کو پیس کر پالا
اس کے لاشے پہ فاطمہ زہرا
میں کرتی ہیں خاک اڑاتی ہیں
ہائے مظلوم میرا شہزادہ
قتل بے آب ہوا
اور کفن بھی نہ ملا
کربلا اے کربلا

اب ہے نوک سنل پہ سر اس کا
وہ جو لختِ دل بیکبر تھا
لب پہ قران کی تلاوت ہے
عرش دیتا ہے ارجمنی کی صدا

تو نے کچھ قدر نہ کی
چل گئی اس پہ چھری
کربلا اے کربلا

اس کے خیسے جلائے جاتے ہیں
اس کے بچے رلائے جاتے ہیں

قید کر کے اُس کے ال حرم
بے ردا اب پھرائے جاتے ہیں
ہائے کیا کیا نہ ہوا
تو نے کچھ بھی نہ کہا

کربلا اے کربلا
قلبِ رضوان نوحہ گر ہو کر
ساری دنیا سے بے خبر ہو کر
فرشِ غم پر جو محبو مقام ہے
پائے گا سیدہ سے اس کا ثغر

تم بھی ریحان کھو
جب تک زندہ رہو
کربلا اے کربلا
☆☆☆☆☆

شام کی گلیوں میں کیسا تھا سفرِ زینت کا

(انجمان غلامان امِنِ حصن، لاذہمی)

شام کی گلیوں میں کیسا تھا سفرِ زینت کا
جس سفر نے کیا صد چاک جگرِ زینت کا

مختصر فاصلہ بازار سے دربار کا تھا
تیس (۳۰) گھنٹوں میں وہاں پہنچی ہے بنت زہرا
بارشِ سگ سے رُخی ہوا سرِ زینت کا

شیر کی مجلس ہے یہاں ذکرِ خدا ہے

(انجمن غلامان ائمہ حسن، لاہوری)

شیر کی مجلس ہے یہاں ذکرِ خدا ہے
اس مجلس شیر پر زہرا کی دعا ہے

اس مجلس شیر کی بنیاد ہے زینب
ہر ذکرِ شیر کی استاد ہے زینب
یہ فرشِ عزا علی زہرا کی عطا ہے

آتے ہیں یہاں عرش سے سروڑ کے عزادار
زہرا و علی زینب و عباش علمدار
محبوب خدا آتے ہیں یہ سب کو پتا ہے

زہرا یہاں سرکھو لے ہوئے کرتی ہیں گریہ
پڑھتے ہیں حسن ائمہ علی بھی یہاں نوح
نصراف بکا فرشِ نیما شیر خدا ہے

برپا یہاں فرشہ کی کنیزوں کا ہے ماتم
قبر کے غلاموں کا بھی ہے گریہ ہیم
جریلی ایں نالہ کنائ محو بکا ہے
آلی ابوطالب کی شجاعت کا بیان ہے

بابِ ساعت پر سیئ سات اذانیں جس نے
یاد کیا کیا نہ کیا ہوگا علی کو اُس نے
بھائی نیزے پر ترپتا تھا اُدھر زینب کا

باب کے لجھ میں خطبوں کی چلا کر شمشیر
سات سو کری نشینوں کو کیا بے توقیر
آج تک سید بابل میں ہے ذریعت کا

پاؤں رخی تھے بدن رخی تھا سر رخی تھا
آنکھ رخی تھی کمر رخی جگر رخی تھا
حوالہ رخی نہ ہو پایا مگر زینب کا

ڈھال بچوں کی سپر سید سجاد کی تھیں
موت دربار میں گویا ستم ایجاد کی تھیں
جبکہ مقتول ہوا تھا بھرا گھر زینب کا

ہاتھ ری میں پس پشت بندھے تھے پھر بھی
باب کے لجھ میں کہتی تھی علی کی بیٹی
قلم سے جک نہیں سکتا کبھی سر زینب کا

آنکھ سے خون پلتا رہا لب پر تھی فخار
کہتی تھی ہائے میرے بھائی میں ترے قربان
قتل ہو جاتی میں بس چلتا اگر زینب کا

شام کے دشت میں ریحان وہ زینب پر ستم
لکھنے پڑھوں تو کسی طور نہ لکھ پائے قلم
گو کہ خود فرشِ عزا ہے میرا گھر زینب کا
☆☆☆☆☆

جرات کی نمازیں ہیں سخاوت کی اذان ہے
یہ فرش عزا فرش عزا فرش عزا ہے

اک بار عزا خاک شبیر میں آؤ
موتی غم شبیر میں اشکوں کو بناو
ان اشکوں کی دامانِ محمد میں جگہ ہے

یہ مجلسیں رخم دلی زہرا کا ہیں مرہم
یوں فرض مسلمانوں پر ہے مجلس و ماتم
یہ فرش عزا خاک نہیں خاکِ شفا ہے

بایا کے لیے روتی ہے مجلس میں سکینڈ
روتا ہے نجم میں فلک پیٹ کے نیند
یہ غم تو لیے قلب میں اک کرب دبلا ہے

رسیحان یہ مجلس نہیں مکتب ہے عمل کا
آجاؤ یہاں کیونکہ بھروسہ نہیں کل کا
ایمان کی اسلام کی مجلس میں بقا ہے

☆☆☆☆☆

ماں کو کیوں تکتا تھا بے شیر کا سر نیزے سے

(جمن غلامان ابن حسن، لاذہ گی)

کوئی چلائے سر راہ گزر نیزے سے
ماں کو کیوں تکتا تھا بے شیر کا سر نیزے سے

اشک آنکھوں میں نظر آتے تھے اور سر پر تھی خاک
بے روائی کے سبب دل بھی جگر بھی تھا چاک
جب تو خوں روتنی تھی اصغر کی نظر نیزے سے
ماں کو حضرت بھری نظروں سے علی اصغر نے
دیکھا جب شام کی راہوں میں ہبوروتے ہوئے
کہتے تھے کوئی اتنا وہ میرا سر نیزے سے

سر عباش ٹھہرتا تو ٹھہرتا کیونکر
سر کھلا ٹانی زہرا کا جو آتا تھا نظر
گر پڑا خاک پر حیدر کا جگر نیزے سے

بعد میں کاٹ کے شبیر کے سر کو رکھا
کوئی دیکھے تو لعینوں کا یہ انداز جا
پہلے زخی کیا اکبر کا جگر نیزے سے

آتی جب شام غریبان تو عجب نظر تھا

ہائے اکبر کہہ کے بن میں ام لیا رہ گئی

(ابن غلامان ابن حسین، لانڈھی)

ٹوٹ کر برجھی میاں قلب و سینہ رہ گئی
ہائے اکبر کہہ کے بن میں ام لیا رہ گئی

بعد اکبر گھر میں تھا رہ گئی بیار جب
کہتی تھی تاریک ہوا میری دنیا رہ گئی

کیا کریں شیری مضر میں نہیں ہے اُس کا نام
اس بنا پر کربلا جانے سے صفر رہ گئی

اُس طرف لائے بہتر (۲۷) بے کفن تھے خاک پر
اس طرف بیار بھی خود بن کے لاش رہ گئی

یہ نہ تھا معلوم اصرار تیر کھا کر سو گیا
یہ تصور میں جلاتی اُس کو جھولا رہ گئی

جب سن اکبر کو راس آیا تھیں عہد شاپ
رو کے زینت نے کہا کیونکہ میں زندہ رہ گئی

چھین گئی سر سے ردا زینت کو پردے کے لیے
ایک فضٹ رہ گئی یا خاک صمرا رہ گئی

سر نبی زادی کا بے مقنہ و بے چادر تھا
زخمی تھا زینب و کشمکش کا سر نیزے سے

بازو مادر کے سکینیہ کا تھا رسی میں گلا
بھائی زنجروں میں جکڑا ہوا کرتا تھا بکا
سر بھی زخمی ہوا زخمی تھی کمر نیزے سے

وہ سفر جس میں اذیت تھی پریشانی تھی
جس میں زینب کے لئے غم کی فراوانی تھی
دیکھا شیری نے وہ سارا سفر نیزے سے

زمخ سب سینے کے اندر رہے غنواروں کے
زمخ جو قلب میں تھے شام کے بازاروں کے
تھے بدن پر بھی کئی زخم مگر نیزے سے

شام کی راہوں میں زینب کو کھلے سر دیکھا
جونہ دیکھا تھا وہ اس حال میں مظر دیکھا
رودیا قاطلہ زہرا کا جگر نیزے سے

ہائے ریحان وہ روادوں کیسے بیال
بیال روتی تھیں سجاد بھی تھے محظوظ
چشم سردوڑ سے جو گرتے تھے گمرا نیزے سے



شام کے دربار میں عابد تو تھے پا بہ رن
ڈھال بن کے زینبِ مضطرب کی فہر رہ گئی
اعلش کہتے ہوئے پچھی سکیتہ قید میں
سر پکتی خون روئی موج دریا رہ گئی
آگے اہل حرم زندان سے چھٹ کر مگر
جس کو حضرت تھی رہائی کی سکیتہ رہ گئی
یاد بن کر کربلا میں سجدہ آخر تملک
وامن سروڑ سے لپٹی اک مریضہ رہ گئی
روک لو اپنا قلم ریحان اب قرطاس پر
پشم گریاں آہ سوزاں بن کے نوحہ رہ گئی

☆☆☆☆☆

نہ انھونہ چلو یار سن کھول دو میری فریاد سنو (انجمان غلامان ابن حمی، لانڈھی)

سکیتہ کہتی تھی بیٹھی رہو چھوپھی اماں
تمہارے اٹھنے سے زخموں سے خون پکلتا ہے
رن ہے بخت سکیتہ کا سانس رکتا ہے
نہ انھونہ چلو یار سن کھول دو میری فریاد سنو

ہیں اور کسی کا احسان نہیں رکھتے وہ اپنے اس سرگرم و فعال مذاہ و خادم کو کوکر محروم و نظر
انداز کر سکتے تھے چنانچہ دنیا جانتی ہے کہ جہاں اردو بولی اور سمجھی جاتی ہے بلا تفرقی
ذمہ بہ و ملت ریحانِ اعظمی کو سنا جاتا ہے اور دنیا کا ہر عزادار جو فعال و باخبر ہو خواہ اردو سے
واقفیت نہ رکھتا ہو یقیناً ریحانِ اعظمی و ذمہ بہ سرور سے نادافت تھا ہو گا۔ یہ دنیاوی و ظاہری
انعام ہے بشرط تو فیض و استطاعت اور بقدر طlus و محبت آخری انعام اس کے علاوہ ہے۔
تقریباً تیس سال پہلے کی بات ہے کہ چار باملاحت نوجوان دوستوں کا گردہ توں و
قومیات میں بہت فعال و سرگرم تھا یہ چاروں اچھا بولنا لکھنا پڑھنا تو جانتے ہی تھے منتظم بھی
بہت اچھے تھے۔ اس قسم کا فعال و سرگرم خلاصہ و باصلاحت گردہ نہ اس سے پہلے منتظر عام پر
آیا اور نہ ہی اب ہے اور بدستی سے شاید آئندہ بھی نہ ہو سکے۔ ان میں ایک ریحانِ اعظمی
تھا جو اس وقت ریحان عباس کے نام سے جانا پہچانا جاتا تھا۔ دوسرا اندرودن سندھ سے
کراچی آئے والا سید آل محمد تھا جو ایک یاروں کا یار و بیدار عزادار جو ان تھا لیکن اندرودن
سندھ اور پھر کراچی کے مضافات میں سکوت پذیر ہونے کی وجہ سے بھی منتظر عام پر نہ آسکا
تھا۔ تیسرا فرد اس وقت کا شغل بیان مقرر و غزل گوش اس فرماز شہنشاہ تھا۔ یاروں کی یاری
اور عزاداری ان تینوں کی قدر مشترک تھی سفرماز شہنشاہ کو تقریر اور جمازی شاعری سے مایا
بلدیت کی طرف لانے اور سینیں روک لینے (بھیرنے) کا کام بھی اس اختر راقم الحروف
نے کیا تھا اگرچہ سفرماز کے والد ایک فعال و سرگرم ادبی و مذہبی انسان عالم و خطیب و شاعر
بلکہ مکمل مجلسِ عزا (حدیث کسما سوزخوانی شاعری ذاکری توحید خوانی) یعنی فرش پچانے سے
اٹھانے تک ایک بہترین منتظم و فرماز عزا انسان تھے لیکن اس کے باوجود سفرماز ان کے
ساتھ رہنے کے باوجود فعال نہ تھے اور دور دور سے انہیں ویکھتے اور تھوڑا بہت ہاتھ بٹا دیتے
تھے اپنی کپڑائی نہیں دیتے تھے۔

اس اختر نے ان تینوں کو سمجھا اور فعال ہیا ایا اور ریحان عباس، ریحانِ اعظمی، سفرماز
شہنشاہ، سفرماز آبد اور آل محمد، آل محمد رزی، بکر علم و ادب اور قوم و ذمہ بہ کے افق پر جگہانے

اک رن بار اگلے جس میں سب چھوٹے بڑے
اس طرح باندھے گئے کوئی بھی سانس نہ لے
سانس لئتی ہوں تو آنکھوں سے خون الہاتا ہے
نہ اٹھونہ چلو یا رن کھول دو میری فریاد سنو
تم جو اٹھتی ہو تو پیروں سے لٹکتی ہے زمیں
آپ کے قد کے برابر یہ میرا قد تو نہیں
تم جو اٹھتی ہو تو ری سے گلا چلتا ہے
نہ اٹھونہ چلو یا رن کھول دو میری فریاد سنو
آپ چلتی ہیں تو سچھ جاتی ہیں گردن کی رگیں
اس اذیت کو میری آپ تو محسوں کریں
زخم مر جھایا ہوا صورت گل کھلتا ہے
نہ اٹھونہ چلو یا رن کھول دو میری فریاد سنو
آپ جب سر کو اٹھاتی ہیں تو ڈر جاتی ہوں
چند لمحوں کے لیے درد سے مر جاتی ہوں
دل دھڑکتا ہوا خاموش مجھے گلتا ہے
نہ اٹھونہ چلو یا رن کھول دو میری فریاد سنو
آپ مڑتی ہیں تو مژ جاتی ہے گردن میری
گند خجھ کی طرح لکتی ہے مجھ کو ری
رنِ ظلم کی سختی سے گلا کلتا ہے
نہ اٹھونہ چلو یا رن کھول دو میری فریاد سنو
اور آہستہ چلو تیز بڑھاؤ نہ قدم
تیز چلنے سے میرا ہونٹوں پر آ جاتا ہے دم

آبلہ پاؤں کا فریاد بہت کرتا ہے
نہ اٹھونہ چلو یا رن کھول دو میری فریاد سنو
ہم کو معلوم ہے کتنی ہے اذیت تم کو
منزل شام تک رہنے دو زندہ ہم کو
سنتی ہوں قید میں مرنے پر کفن ملتا ہے
نہ اٹھونہ چلو یا رن کھول دو میری فریاد سنو
پیاس ہے بھوک ہے گری ہے رن بستہ ہوں
دش محرم سے غم شاہ سے داستہ ہوں
دیکھیں کس شہر میں خورشیدِ الٰم ڈھلتا ہے
نہ اٹھونہ چلو یا رن کھول دو میری فریاد سنو
ئُن کے فریادِ سکینہ یہ پکاری زینب
میری بچی ترے اس حال پر داری زینب
میں جو رکتی ہوں تو علیہ یہ ستم ہوتا ہے
نہ اٹھونہ چلو یا رن کھول دو میری فریاد سنو
فکرِ رسخان نے رضوان وہ منظر لکھا
ایسا لگتا ہے دیں جا کے لکھا یہ نوحہ
جس جگہ کہتی تھی مخصوص گلا دکھتا ہے
نہ اٹھونہ چلو یا رن کھول دو میری فریاد سنو
☆☆☆☆☆

بین صفر کے تھے کیا ہوئے کیا ہوئے
ہم شہیہ نبی بھائی اکبر میرے
جس نے وعدہ کیا کیوں وہ آنہ سکا قافلہ آگیا

قبر زہرا پر ہے شودہ ماتم بپا
کھل کے روئی ہے اب ٹالی سیدہ
بولی سونقات غم اماں لائے ہیں ہم قافلہ آگیا

مرقدِ مصطفیٰ کیوں لرزنے لگا
خون میں ڈوبنا ہوا جب وہ کرتا رکھا
تھا جو شیر کا تن سے اترنا ہوا قافلہ آگیا

نوح ریحان یہ لہنِ رضوان میں
کربلا میں پڑھو یا خراسان میں
آئی گی یہ صدای بیت کے کربلا قافلہ آگیا

☆☆☆☆☆

جب ہو گئے ماموں پہ فدا عون و محمد

(ابن حبان ابن حثی، لاذھی)

جب ہو گئے ماموں پہ فدا عون و محمد
ماں کہنے لگی صلی علی عون و محمد
پیاسے تھے مگر جانبی دریا نہیں دیکھا
اجداد کا سر اونچا کیا عون و محمد

قافلہ آگیا، قافلہ آگیا

(ابن حبان ابن حثی، لاذھی)

قافلہ آگیا قافلہ آگیا
لٹ کے پردیں سے قافلہ آگیا

ندہ وہ سچ وحی اور نہ وہ شان ہے
غمزدہ غمزدہ روح قران ہے
خاک آڑاتا ہوا غم مناتا ہوا قافلہ آگیا

خاک بالوں میں ہے نیل شانوں میں ہیں
آبلے پاؤں میں اشک آنکھوں میں ہیں
نوح گر نگے سر قافلہ آگیا

ماںگ ابڑی ہوئی خالی سب گودیاں
خاک و خون میں اٹی ساری شہزادیاں
لائے الہی حرم خون میں ڈوبا علم قافلہ آگیا

جوہلے والی نہیں ملک والی نہیں
کوئی دارث نہیں کوئی والی نہیں
علیہ خستہ تن لے کے زخمی بدن قافلہ آگیا

ماں اور تو پکھ کہہ نہ سکی بس یہ پکاری
بے سر ہوئے سہرا نہ بندھا عون و محمد
جب گھر سے چلے جانب مقتل کہا ماں نے
صدقہ علی اکبر یہ کیا عون و محمد
تم ہوتے تو بن جاتے سر شام غربیاں
درو دل زینت کی دوا عون و محمد
اس نوحے کا انعام کوئی دے تو نہ لوں گا
ریحان کو تم دو گے صد عون و محمد
☆☆☆☆☆

مہندی لگا کے قاسم مقتل کو جارہے ہیں

(ابن حیثیم الحیدری، انچولی)

مہندی لگا کے قاسم، مقتل کو جا رہے ہیں
ارمان ماں پھوپھی کے، آنسو بہارہے ہیں
ماں کیسے دل سنجا لے، وہ ہاتھ مہندی والے
میدان کرbla میں اعدا نے روند ڈالے
مول حسین جس کو داں میں لا رہے ہیں

آن دونوں نے پڑھنی تھیں شہادت نمازیں
کرتے تھے شہادت کی دعا عون و محمد
تحا جعفر طیار کا خون آن کی رگوں میں
کفار سے کیا ڈرتے بھلا عون و محمد
تاكید تھی مادر کی سوئے نہر نہ جانا
مادر کا بھرم خوب رکھا عون و محمد
ضد کرتے تھے مادر سے پہلے ہیں مرنا ہے
ماں کے یہ کہہ رضا عون و محمد
ماں کی سہی مرضی تھی ہوں ساتھ فدا دونوں
سمجھیں نہ یہ سوچلا سگا عون و محمد
ڈوبے ہوئے جب خول میں میدان سے گھر آئے
ماں نے کہا لو داؤ وفا عون و محمد
پیاسے نہ چلے جانا میں تو ابھی زندہ ہوں
منہ چوم کے نازی نے کہا عون و محمد
شیر جگر تھاے نوحہ ہی کرتے تھے
کیوں چھوڑ گے ساتھ میرا عون و محمد
شیر کی نصرت میں تم جامِ اجل پی کر
حق کر گے جیئے کا ادا عون و محمد

گھولی گئی تھی مہندی، بہنوں کے آنسوؤں سے
پانی نہ تھا میسر، ہے ہے کئی دنوں سے
سوکھے ہوئے بیوں کے، چہرے بتارہے ہیں

رگت ہے خون جیسی، مہندی لگی یہ کبی
ترخواں میں ہو گئی ہے، سہرے کی ہر کلی بھی
سہرے کے پھول سارے، مر جا کے جا رہے ہیں

اکبر نے سہرا باندھا، عباس نے سجا یا
شادی کے گھر میں، یارب یہ کیسا وقت آیا
بادرات والے سارے، سر کوکٹا رہے ہیں

پوشک ہے عروی، نوشاد کے بدن پر
لیکن یہ سرخ وہی، کل تھے کسی کنف پر
مظہر وہ کربلا میں، دہراتے جا رہے ہیں

روح حق نے آکر، کیا یہ حال دیکھا
گلکوں میں ہائے کیسے، خود اپنا لعل دیکھا
اپنے جگر کے گلکڑے، پھر یاد آرہے ہیں

یہوہ جو ہو گئی ہے، این حق کی دین
اشکوں سے شاہ والا، اپنا بھگو کے دامن
دہن کے سر پر، مثل چادر اڑھا رہے ہیں

سجادش سے اٹھ کر، اک اک سے پوچھتے تھے

شادی کے گھر میں سب کے اترے ہوئے ہیں چہرے
کیا چیزیں رن سے بیا، دامن میں لا رہے ہیں
خوبصورتی کی اب تک موجود ہے، فضا میں
دہن تو بے خبر ہے، مصروف ہے دعا میں
داماد کا جنازہ، شیخ لا رہے ہیں

رسیحان اور رضا، یہ غم شاہ نینو کا
اک ایسا سانحہ ہے، میدان کربلا کا
ہر سال الٰی ماتم، جس کو منا رہے ہیں

☆☆☆☆☆

زینبؓ نے کہا ہائے علمدار، برادر میں لٹکنی بن میں
(ابن جاثر ان حیدری)

زینبؓ نے کہا ہائے علمدار برادر، میں لٹکنی بن میں
یہ الٰی جنے لے گئے سر سے میری چادر، میں لٹکنی بن میں
تم تو بڑے آرام سے سوئے لب دریا پیارے مرے بھیا
شیخ کی گردن پہ چلا ظلم کا خیز، میں لٹکنی بن میں
خیموں میں گلی آگ بھلا کیسے بھاتی، میں کس کو نما تی
نہ عومن و محنت تھے نہ تھے قاتم داکبر، میں لٹکنی بن میں

عباس ترے بعد ہے جینا میرا دشوار، ہائے علمدار
 خرتوں میں علم دیکھ کے بولے شیرزاد، ہائے علمدار
 عباس ترے بعد ہے جینا میرا دشوار، ہائے علمدار

کیا مشکل و علم اس لئے تم لائے تھے ہم سے
 پر دلیں میں جھک جائے کمر بھائی کی غم سے
 اب سوچ رہا ہوں تمہیں کیوں نہ دی تکوار
 بے بازو کہاں قم ہوئے، بے دست ہوئے ہم
 اب غم میں ترے کیسے کریں ہم تیرا اتم
 بے نور نگاہوں سے ہوئی انکوں کی بوچھاڑ
 کیا کہہ کے تسلی دل زینت کو میں دوں گا
 بخواہنے کے بھلا کیا میں کروں گا
 تم جلتی ہوئی دھوپ میں تھے سایہ دیوار
 چادر کے نگہبان تھے دھارس تھے حرم کی
 اس دور ضعیفی میں جو ان لگتے تھے ہم بھی
 اب کوئی نہیں کوئی نہیں ہے میرا محکما
 کیا خوب نہایا ہے یہ سقالی کا منصب
 کہتے ہیں سکینہ کے بھی سوکھے ہوئے لب
 وہ کہتے ہیں من آپ کے پانی نہیں درکار
 اب انکوں کا مہمان ہوں میں بھی میرے بھیا
 کرنا ہے ترے تھے ہمیں آخری سجدہ

پیاسوں کے مقدار میں لکھی تشنہ بی ہے، تقدیر بھی ہے
 سوکھے ہوئے لب رہ گئے نوٹے ہوئے سافر، میں لٹ گئی بن میں
 اب شام غریباں کا اندر ہیرا ہے حرم ہیں، اعدا کے ستم ہیں
 روٹے کے لئے رہ گیا میں علیہ مضر، میں لٹ گئی بن میں
 ہے ایک رن بارلا گلے جلتی زمیں ہے، کوئی بھی نہیں ہے
 امداد کرے کون بلاۓ کے خواہر، میں لٹ گئی بن میں
 قاتل علی اکبر کا بھی ساتھی ہے سفر میں، ہے درد جگر میں
 دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے یہ مظہر، میں لٹ گئی بن میں
 آئی تھی وطن سے میں بیہاں ترے سہارے، اور آج ہمازے
 خیموں میں در آیا ہے ستگاروں کا لشکر، میں لٹ گئی بن میں
 اچھا میرے بھیا میں چلی جانب زندان، اللہ نگہبان
 چلپم پر بیہاں آؤں گی میں قید سے بھٹک کر، میں لٹ گئی بن میں
 رسیحان ترپ جاتا تھا عباس کا لاش، جب کہتی تھی ذکھیا
 پر دلیں میں پرباد ہوا ہائے میرا مگر، میں لٹ گئی بن میں

☆☆☆☆☆

لگے (جبکہ یہ احرar وہی سیط جعفر کا سیط جعفر ہی رہا۔) لیکن اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا غواست میں نے انہیں بنا یا بڑھایا۔ انہیں ایسا نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان تینوں میں بلکہ ہم چاروں میں لکھنے پڑتے ہوئے اور لوگوں کو متوجہ و مجتمع کرنے کی صلاحیت موجود تھی اور عزاداری و یاروں کی یاری قدر مشترک تھی علاوہ ازیں ہم لوگوں میں ایک اور عادت و قدر تھی مشارک تھی یعنی باصلاحیت افراد کو دوست بنانا اور دوستوں کو آگے بڑھا کر خوش ہونا۔

میں نے یہ بات محسوس کی اور ان کا اظہار بھی کیا کہ اگر ہم اسی طرح محنت کرتے رہیں اور کسی خفی سرگرمی و نامناسب طرز عمل میں ملوث نہ ہوئے تو کسی غیر معنوی اضافی محنت کے بغیر بھی بھن "بڑوں کے آٹھ جانے" اور قحط الرجال کے سبب ہی خود بخود بہت جلد بڑے ہو جائیں گے یا بڑے نظر آنے لگیں گے کہ ہمارے بعد والے اسی محنت نہیں کر رہے ہیں کہ ہم لوگ کر رہے ہیں تو دارдан کو نہ اتنے موقع ملے نہ تو پیش۔ نہ ہی انہوں نے دستیاب وسائل سے استقادہ کی کوشش کی ہے لہذا مختلف شعبوں میں خالی ہونے والی اسامیوں / جگہوں کو پورا کرنے کے لیے ہمیں ہی خصوصی توجہ اور محنت کی ضرورت ہے اگر ہم بھن شاعری ہی کرتے رہے تو ایک ہی شعبہ اور حلقہ میں بیک وقت چار بڑے آدمی ایک دوسرے کے جویف و حلیف ہوں گے دوسرے شجہ خالی یا کمزور رہ جائیں گے۔

چنانچہ اگرچہ تم تینوں لکھنا بولنا پڑھنا اور لوگوں کو جمع کرنا جانتے تھے یعنی منتظم بھی اپنے تھے لیکن ہم نے اپنے لیے جدا گانہ شعبہ ہائے خدمت کا انتخاب کیا اور اپنے اپنے فنطری و طبی ریحان کے مطابق انفرادی و انتیازی شعبوں پر توجہ دی۔

سرفراز ابدی صاحب نے اپنے والد گرامی قدر کے شعبہ فروغی مرثیہ کو ترجیح دی اور بلاشبہ وہ ایسے شاعر و معلم و ناظم ہونے کے بھی سرخیل رہے۔

سید آل محمد رزی صاحب نے نظامت خطابت و شاعری کو مدد دکر کے نثاری کو ترجیح دی اور اس شعبہ میں بڑا کام کر کے نام و مقام بنایا۔

ریحان اعظمی نے فوج گوئی میں نین الاقوای شہرت و مقبولیت حاصل کی جبکہ ان احرar

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

کتاب "ایک آنسو میں کربلا (حصہ سوم)" کا پی راکٹ ایکٹ ۱۹۶۲ء، گورنمنٹ آف پاکستان کے تحت رجسٹر ہے لہذا اس کتاب کے کسی حصے کی طباعت و اشاعت، اندراخیری، تحریب و طریقہ، جو یا کل کسی سائز میں نقل کرنا بالآخری اجازت طالع و ناشر غیر قانونی ہوگا۔

نام کتاب:	ایک آنسو میں کربلا (حصہ سوم)
شاعر:	ڈاکٹر ریحان اعظمی
تصویج:	سید فضیاب علی
ترجمہ و مدونہ:	اے ایچ روڈی
اسن اشاعت:	اپریل ۱۹۹۴ء
تعداد:	ایک ہزار
کپوزنگ:	احمد گرانکس، کراچی، ۰۶۰۱۷۲۱، ۶۸۰۱۷۲۱
سروری:	رضا عباس، ۰۳۳۳-۳۲۰۶۵۳۱
ناشر:	محفوظ ایک ایجنسی کراچی
بurchاون:	ریحان اکیڈمی ایٹریشنز
پریس:	۳۵۰/- روپے

محفوظ ایک ایجنسی
مکاری ندوہ
کے ذریحے
Tel: 4124286-4917823 Fax: 4312882
E-mail: anisco@cyber.net.pk



خود آئے نہ خط بھیجا، کیا بھول گئے بابا

(ابن حمیع عزاء حسین جعفر طیار)

چھ ماہ جو گزرے سرروز کو، پردیں گئے گھر سے
صغراً سہی کہتی تھی، دیوار سے، اور در سے
خود آئے نہ خط بھیجا، کیا بھول گئے بابا

دن رات توپی ہوں، یاد علی اکبر میں
منظراً ہے لحد جیسا، بن بھائی کے اس گھر میں
دل ڈوتا ہے میرا، کیا بھول گئے بابا
تم کہتے تھے اے صغراً، آئے گا ترا بھیتا
اے بابا کبھی تم نے، جھوٹا نہ کیا وعدہ
کیوں یاد نہیں وعدہ، کیا بھول گئے بابا
ویرانی چلتی ہے، اے بابا مدینے میں
شکل ہے اذیت ہے، بابا مجھے جیسے میں
مر جاؤں گی میں تھا، کیا بھول گئے بابا
امال نے کیتھے نے، امید بندھائی تھی
تم غم نہ کرو صغراً الوٹ آئیں گے ہم جلدی
میں دیکھتی ہوں رستہ، کیا بھول گئے بابا
بھولا علی اعشر کا، بستر علی اکبر کا
مسند میرے قاسم کی، عباش کا بھی مجرما
کب سے پڑا سونا ہے کیا بھول گئے بابا

کیا ہو گا تھیوں کا کہ علیہ بھی ہے بیار

کس طرح سے بھلے گی میری لاڈی دختر
سوئے کے لئے پائے گی جب خاک کا بستر
ہونی ہے میرے سینے پہ اب تیروں کی یخار

کچھ دیر میں ہو جائے گی یاں شامِ غریبان
انکوں سے اسیروں کے بیہاں ہو گا چراغان
بے پرده نظر آئے گی زینبؓ کی حیا دار

بھیا میں تری جرأت و ایثار کے قربان
اک لاش ہوں میں بعد تیرے برس مریداں
نو لاکھ لعینوں سے کروں کس طرح پیکار
ریحان شہزادا نے حل من کی صدا دی
لرزے میں تلک آگیا بلنے گی دھرتی
جھولے سے اچانک یہ صدا آئی جواک بار
ہائے علمدار! ہائے علمدار!



مقتل سے شہادا نے کہا، عباس سنجالوزینب کو انجمن گروہ حسین (ملیر برف خانہ)

مقتل سے شہادا نے کہا، عباس سنجالوزینب کو
سر تن سے میرا ہوتا ہے جدا، عباس سنجالوزینب کو
اب نیند سے جاگو اے بھائی
بچوں پر قیامت ہے آئی
کچھ دیر کو چھوڑو تم دریا، عباس سنجالوزینب کو
ہم سجدہ آخر کرتے ہیں
 وعدے کو نجانے والے ہیں
وہ تیخ لیے قاتل ہے چلا، عباس سنجالوزینب کو
دیکھے نہ ہمیں خیز کے تلتے
مظلوم بہن یہ دھیان رہے
خیزے کا نہ اٹھنے دو پردہ، عباس سنجالوزینب کو
پامال بدن ہو جائے گا
تاراج چن ہو جائے گا
روئیں گی یہاں اماں زہرا، عباس سنجالوزینب کو
مانا کہ ہوئے تم بے بازو
آنکھوں میں بہن کی ہیں آنسو
نیزے پرندے دیکھے سر دہ میرا، عباس سنجالوزینب کو
ہے رب کی طرف اب میرا سفر

وہ ضعف و نقاہت ہے، بستر سے نہیں اٹھتی
دادی کی لحد پر، اب رونے کو نہیں جاتی
یہ حال ہے اب میرا، کیا بھول گئے بابا
جو نکا بھی ہوا کا، جب دروازے سے گکرائے
لگتا ہے مجھے ایسا، پر دیکھ سے تم آئے
پھر دل ہے میرا کہتا، کیا بھول گئے بابا
کس کس کے لئے روؤں، کس کس کا کروں شکوہ
اماں نے بھی، تم نے بھی، سب گھرنے کیا وعدہ
کوئی بھی نہیں آیا، کیا بھول گئے بابا
خط خون کے انکوں سے، لکھ لکھ کے کئی بھیجے
دن گئی رہی میں تو، شاید کہ جواب آئے
ہر خواب میرا ٹوٹا، کیا بھول گئے بابا
ریحان یہ صفر کو، ہتلائے کوئی کیسے
جس کے لئے بھیتی ہے، وہ سب ہی گئے مارے
کیوں کہتی ہے اے صفر، کیا بھول گئے بابا
☆☆☆☆☆

میری بچی کا رکھنا خیال

(امن حظیم الحیدری، اپچی کراچی)

جب چلے گر سے مقل کو مولا

بولے زینب سے سن میری بہنا

بعد میرے نہ ہونا نڑھاں

میری بچی کا رکھنا خیال

یہ سکینہ جو ہے میرے دل کا سکون

بعد میرے بہانے گی آنکھوں سے خون

خاک پر سوئے گی اس قدر روئے گی

مل نہ پائے گی اب ہم سے مر کر کبھی

میری بچی کا رکھنا خیال

کسی بے کسی اور یہ تھی

اور اس پر اذیت طماقچوں کی بھی

سمہ نہ پائے گی یہ غم اٹھائے گی یہ

ہم سے مقل میں لٹے کو آئے گی یہ

میری بچی کا رکھنا خیال

خون پیکے گا کافوں سے بھی اس قدر

ہوگا دامن میری شاہزادی کا تر

زخم دل میں لیے اٹک کب تک پچے

اے بہن اے بہن تم خدا کے لئے

رہ جائیں گی تھا اب خواہر
گرہم نے تھیں اپنا سونپا، عباس سنجالوزینب کو

جب شام غرباں آئے گی
مجدور بہن گھرائے گی

وہ جانے نہ کھواں کی ردا، عباس سنجالوزینب کو

جب لوٹ پڑے گی خیوں میں
زنجیر بندھے گی ہاتھوں میں

کوئی بھی نہ ہو گا ترے سوا، عباس سنجالوزینب کو

کیا سوتے ہو تم ساحل پر
تلکی ہے بہن اب بے چادر

علیہ بھی اڈھر ہے غش میں پڑا، عباس سنجالوزینب کو

ریحان ساحل غازی
گرتا تھا سبھی اُنھا تھا کبھی

جب آتی تھی سرد کی صدا، عباس سنجالوزینب کو

☆☆☆☆☆

مائل لیا اجائے سوریوں سے تم
ہر نفس ہر گھڑی تیرگی سے ڈری
اس کے نزدیک آئے نہ اب تیرگی
میری بچی کا رکھنا خیال

اس کو مانگے کنیتی میں کوئی اگر
تھج خطبوں کی دربار میں سکھنچ کر
ہوتا سینہ پر غیض کی ہو نظر
گرنا تھر خدا بن کے دربار پر

میری بچی کا رکھنا خیال

غم سے ریحان ہوتا ہے ٹکڑے جگر
اے رضا گزری کیا ہوگی عباش پر
ہائے زندان میں غم کے طوفان میں
آئی ہوگی صدائہ کی جب کان میں

میری بچی کا رکھنا خیال

☆☆☆☆☆

میری بچی کا رکھنا خیال
اپنے پہلو میں شب کو شلانا اسے
خود نہ جاگے تو تم نہ جگانا اسے
ہے میری الجا میں تو مرنے چلا
بندھنے دینا نہ رسی میں اس کا گلا

میری بچی کا رکھنا خیال

بعد عباش پانی یہ مانگے اگر
اپنے سینے سے لپٹا کے تم اس کا سر
اے بہن فوحہ گر کر کے آچل کو تر
رکھنا پیاسی سکینہ کے رخار پر

میری بچی کا رکھنا خیال

پیادہ سفر کی یہ عادی نہیں
شام کی راہ میں ہوگی جلتی زمیں
جب یہ پیدل چلے پاؤں جلنے لگے
اپنی گودی میں لے کر لگانا گلے

میری بچی کا رکھنا خیال

شہر نزدیک آئے نہ اس کے کبھی
اُس سے ڈرتی بہت ہے میری لاڈلی
وہ ہے اتنا شقق کم تین حیوان بھی
ظلم ڈھائے نہ وہ، دیکھو اس پر کبھی

میری بچی کا رکھنا خیال

اس کو رکھنا بچا کر اندرھروں سے تم

گھوڑے پہ سنھلنے نہ دیا الٰلِ جفا کو
لھوں میں لبو رنگ کیا کرب و بala کو
کام آگئی زینب کی دعا، عون و محمد
کس تھے کئی روز سے پانی نہ پیا تھا
جیرانی سے دریا بھی انہیں دیکھ رہا تھا
موجوں نے کئی بار کہا، عون و محمد
منہ پھیر کے دریا سے جو مصروف دغا تھے
دو شیر سر دشت یہ پیغام تھا تھے
کر سکتے تھے دنیا کو فنا، عون و محمد

ناگاہ کیا پیاس نے ان دونوں پہ جملہ
تلواریں لیے نوٹ پڑا لفکر انداء
مارے گئے غازی نے کہا، عون و محمد
دو بجلیاں ریحان چمکتی تھیں زمیں پر
عدنان سر کرب و بala ہو گیا محشر
دی رو کے جو سرود نے صدا، عون و محمد

☆☆☆☆☆

درودی زینب کی دوا، عون و محمد

(امین فدائے محمدی، جعفر طیار)

درودی زینب کی دوا، عون و محمد
جال دے کے ہوئے خاکِ شفاف، عون و محمد
عباس نے سکھلائے تھے آداب و دعا کے
جنہے نہ دیئے پیر کی الٰلِ جفا کے
اس شان سے کرتے تھے دعا، عون و محمد

پیاسے تھے مگر جانب دریا نہ سیدھا رے
دکھلا دیئے دن میں صرفِ کفار کو تارے
یہ طفل تھے یا قبرِ خدا، عون و محمد

ماموں نے بھایا تھا سواری پہ سجا کے
رخصت کیا عباس نے چھاتی سے لگا کے
میداں میں گئے مثل ہوا عون و محمد

چھوٹے سے یہ کہتا تھا بڑا خوف نہ کھانا
تیور ہیں اہمیں حمزہ و جعفر کے دکھانا
یہ کہہ کے ہوئے تھے لگھا، عون و محمد

پاچل تھی، دھائی تھی، لڑائی تھی غصب کی
دستار گری جاتی تھی میداں میں سب کی
دکھلا گئے خبر کا مزا، عون و محمد

پیاسوں کا آسرا تھا، علمدائر کربلا

پیاسوں کا آسرا تھا، علمدائر کربلا
مظلوم کی صدا تھا، علمدائر کربلا

عکس ابو تراب تھا، قامت حسین کی
وہ سوگیا تو گھٹ گئی، طاقت حسین کی
بے دست ہو گیا تھا، علمدائر کربلا
کاندھے پہ مشک، مشک میں پانی نہ رہا
کرب و بلا کا حیر، پانی نہیں رہا
زینب تری دعا تھا، علمدائر کربلا
قدموں پر جس کے سجدہ کیا تھا فرات نے
بہر طواف جس کو پچنا تھا فرات نے
کعبہ بنا ہوا تھا، علمدائر کربلا
بے شق ان میں آیا تھا اتنا دلیر تھا
شیروں کے گھر میں رہتا تھا وہ خود بھی شیر تھا
صورت گیر دفا تھا، علمدائر کربلا
ٹوٹی کر حسین کی، زینب ترپ گئی
سینہ زنی کا شور تھا، مجلس پا ہوئی
جب زین سے گرا تھا، علمدائر کربلا
پانی کا نام بھی نہ سکیت نے پھر لیا
قشہ بی کو دامن غربت میں بھر لیا

نے تحریر و تقریر ظامت و شاعری پر فروغ سوز خوانی کو ترجیح دی جس کے اثرات و شرات آپ کے سامنے ہیں۔

بہرحال پھر نہ جانے اس مغلست کو کس کی نظر لگ گئی؟ سب کچھ کھر گیا۔ برادر سرفراز ابد صاحب اپنے الہ خانہ کی خود اختیاری جلاوطنی و قتل مکانی کا شکار ہو گئے مولانا انہیں خوش اور شادو آپا درکھیں اگرچہ وہ وہاں بھی سرگرم عمل ہیں مگر ان کا مشن اور شبہ خدمت پسمندگی و دست روی کا شکار ہو گیا۔ برادرم سید آل محمد رزی صاحب کو قدراتی اجل نے ہم سے چھین لیا۔ مدد تو ابد صاحب ہی اپنے شعبہ میں اب تک کوئی اچھا نائب و جائشیں اور مناسب و متبادل نعم البدل تیار اور بیش کر سکے اور دم رزقی ہی کوئی شتر نگار شاگرد چھوڑ سکے اگرچہ انہوں نے لکھ کر بہت سوں کو دیا۔ اب رہ گئے ہم باقی دو دوست۔ میں اور ریحان عظیٰ

ریحان عظیٰ نے ہمیشہ محبیں پاٹیں لوگوں کو آگے بڑھایا خود اس اختر کو اس وقت کے اکتوتے پیٹی دی پر بطور سوز خوان متعارف کرانے والا بھی ریحان عظیٰ تھا لیکن کچھ اپنی مصروفیات و ترجیحات کچھ ڈھلتی عمر کے لفاظوں کے تحت کچھ غیر ضروری دباؤ کو از خود اپنے اوپر مسلط و طاری کر لیئے کی وجہ سے اس نے مختلف قسم کے امراض و مساکل اپنے لیے پیدا کر لیے ہیں جس سے اس کی طبیعت میں کسی قدر پر انگلی دبیز اری یا جھنجلاہٹ پیدا ہوئی جا رہی ہے جس سے بہت سی غلط فہمیاں اور مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور اس چوکھی لڑائی یا شن تھا تمام معاملات سے خود بہرداز ماہوتے رہنے کی وجہ سے یہ بھی نکت و درسوں کو آگے بڑھانے یا وقتوں فاکنے کے کام تو کرتا رہا ہے اپنے مجیے فی وحیکی نائب و جائشیں بنانے میں کامیاب نہیں ہوسکا؟

اب رہ گیا یہ رقم المعرف اور اس کا شبہ خدمت۔ تو کم از کم عزاداری و سوز خوانی سے والیگی رکھنے والا ہر شخص اس کی گواہی دے گا کہ مولा کے کرم اور موشن کی سرپرستی کے طفیل اس اختر نے اپنے سے بہتر بہت سے رضا کار تلاص و ہونہار باصلاحت نوجوان سوز

سُن کے بن میں تری فغال زینب

سُن کے بن میں تری فغال زینب
رو دیا ہوگا آسام زینب
کس طرح پنج تیری چادر تک
غم رہے گا ہمیں یہ محشر تک
دستِ قاتل کہاں کہاں زینب
تھے بھائی پ تیرے چلتی تھی
کس قدر ہائے تو اکلی تھی
آن درندوں کے درمیاں زینب
کیوں نہ جاں دیتا نہر پر غازی
دیکھتی کس طرح وفاداری
تیرے بازو میں رسیاں زینب
رن میں ہٹ تیری بندھانے کو
لاش اکبر لگے لگانے کو
آگئی ہوگی تیری ماں زینب
بعد عباں جلتے خیموں کی
شر کے ڈر سے سہے پھون کی
بن گئی رن میں پاسبان زینب
جا گو جا گو میرے علی اکبر
اللہ رہی ہے پھوپھی کی اب چادر
غم کی کھاتی ہے برچھیاں زینب

سُقہ نہیں چچا تھا، علمدار کربلا
زینب کی بے روائی گوارا اُسے کہاں
آنکھیں حیا سے بند کیے تھا سر شام
نیزے سے گر رہا تھا، علمدار کربلا
کس حال میں سکینہ ہے زندانی شام میں
علاء پ کیا گزری ہے یادِ امام میں
اک اک سے پوچھتا تھا، علمدار کربلا
رسخان آج بھی ہے وہی شیر کا بھرم
کھاتا نہیں ہے آج بھی جھوٹی کوئی قسم
رکھتا وہ دیبہ تھا، علمدار کربلا
☆☆☆☆☆

آؤ عباس جا رہی ہے بہن
بندھ چکی ہے میرے گلے میں رن
جانب قید ہے روں زینب
بے ردا شور و شین کرنے کو
لاش سروڑ ٹیکنے کرنے کو
من میں تھا تھی نوح خواں زینب
بھائی کے بے کفن جنازے پر
آئی ریحان جب وہ نگے سر
ہوئی غم سے نیم جاں زینب
☆☆☆☆☆

شیر کے لاشے پہ سکینہ کا تھا نالہ، ہئے ہئے میرے بابا

(انجمن عزاداری حسین جعفر طیار)

شیر کے لاشے پہ سکینہ کا تھا نالہ، ہئے ہئے میرے بابا
کیا ذکر غذا کا ابھی کھایا ہے طماںچہ، ہئے ہئے میرے بابا
بابا تیرے اس تیر بھرے سینے پہ قربان اللہ تکہیاں
بے گود کفن وہ پ میں کب تک رہے لاش، ہئے ہئے میرے بابا
مقتل میں چلی آئی ہوں خوشبو تیری پا کر اے سبط تکبر
پھیلا ہے بہاں چار طرف غم کا اندر ہیں، ہئے ہئے میرے بابا
دامن میں الگ آگ اتارے گئے گوہر، چھینی گئی چادر
دریا سے پلٹ کر نہیں آیا میرا سقہ ہئے ہئے میرے بابا
جو غم ہیں کافوں میں یہ کس کو دکھاؤں اب کس کو بلاوں

جو گھر سے گیا لوٹ کے واپس نہیں آیا، ہئے ہئے میرے بابا
بیکار برادر میرا بے ہوش پڑا ہے ہر خیس جلا ہے
جبھو علی اصغر کا بھی اخدا نے جلایا، ہئے ہئے میرے بابا
کیا تم کو خبر ہے پھوپھی اماں کی بھی چادر باتی نہیں سر پر
بازو میں رکن باندھنے لے آتے ہیں اخدا، ہئے ہئے میرے بابا
سلتی ہوں کہ اب یاں سے ہمیں جانا ہے زندگی باحال پر یہاں
جتنا ہوا صحراء ہے تو کامٹوں بھرارت، ہئے ہئے میرے بابا
دربار میں جاؤں گی تو میں بھی نہ سکوں گی فریاد کر دیں گی
کیا ہو گا کنیزی میں کسی نے مجھے مانگا، ہئے ہئے میرے بابا
رسیحان ترپنے لگا شیر کا لاشہ جب بولی سکینہ
بابا مجھے کوئی بھی نہیں دیتا دلسر، ہئے ہئے میرے بابا
☆☆☆☆☆

ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین

(ابن فداء محمدی جعفر طیار)

اہن زہرا ابن حیدر یا شار اللہ
یا مولا یا آقا یا ابا عبداللہ
گوئی تھی کربلا کے دشت میں پیغم صد، تیرے صدقے یا حسین
اے شہید بے خطاب تھلی نیوا، ترے صدقے یا حسین
امتحان پر امتحان دے کر نہ گھبرایا کبھی
اک ترے امتحان سے ظالم نہ ٹکرایا کبھی
ہے نجف جاگیر تری ترا مسکن کربلا
ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین

تحاروان خون ابو طالب تری شریان میں
تذکرہ قرآن میں جس کا سورہ عمران میں
بولتا قران ہے تو مرجا صد مرجا
ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین

تو ہے مجھ سے میں ہوں مجھ سے ہے یہی قولی نبی
مرتبہ سمجھے نہ تیرا مصطفیٰ کے انتی
ماں تری خیرالنساء، بابا تیرا خیر کشا
ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین

جوہلا جہانی تری کرتے تھے جریل امین
ترا ناق خود بنے، مولا امام المرسلین
رخک فرماتا ہے تجھ پر، آج تک ترا خدا
ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین

صابر و شاکر لقب ترے سوا کس کو ملا
اہنِ مریم ترے در پر مانگنے آئے شفا
دے دیئے بیٹے کسی کو اور کسی کو پر عطا
ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین

عرش والے ترے در سے روپیاں لیتے رہے
تجھ سے جینے کی ادا الہی جہاں لیتے رہے
ترے در سے جھولیاں بھر کر گئے گھل انہیاں
ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین

تو جو چاہے خلد سے پوشک آجائے تری
تیری خاطر طول دے دیتے ہیں سجدے کو نبی
پیشی تھیں تیری خاطر چکیاں خود فاطمہ
ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین

عصر عاشورہ تیرے دل پر قیامت آگئی
ہائے تھا رہ گیا تو، مر گئے یاد رکھی
تری جو ات پر ہر اک لاش سے آتی تھی صدا
ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین

زینب یہ بیکا کرتی تھی
ہائے شام نے مار دیا
دکھ شام غریبان کے سہ کر
زندہ رہی غازی کی خواہر
جب برسے اسیروں پر پھر
سر غازی کا نیزے سے گرا
ہائے شام نے مار دیا
اکبر کا جگر چلتی دیکھا
صابر کی بہن نے صبر کیا
ڈڑوں سے بدن تھی تھا میرا
میں پھپ تھی مگر محبوب خدا
ہائے شام نے مار دیا
شخوں میں ہوا اصغر کا گلا
تھا تیر بھی اس کے قد سے بڑا
بھانی کو دلاسر میں نے دیا
کرتی رہی میں بے تفع وغا
ہائے شام نے مار دیا
دامن کو اٹھا کر شاہ حدی
جب قائم کا لائے لاش
پھپ پھپ کے کیا میں نے گریہ
غم اپنا کبھی ظاہر نہ کیا
ہائے شام نے مار دیا

صحیح سے تا عصر لائے تو اٹھاتا ہی رہا
نور آنکھوں میں نہیں تھا دل غموں سے پورتا
گند نجف چلتے چلتے رُک گیا اور بول اٹھا
ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین

سرقا سجدے میں گلے پر ظلم کی تکوار تھی
اک بہن تھی غفردہ جو تری پُسا دار تھی
برسر نوک سنال دیکھا تو زینب نے کہا
ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین
علم، عزت، شان، شوکت، طرف اور زندہ ضمیر
دے دیئے ریحان کی غربت کو تونے اے امیر
ہم عزا داروں کو خوش ہو کر خدا نے جو دیا
ترے صدقے یا حسین، ترے صدقے یا حسین

☆☆☆☆☆

ہائے شام نے مار دیا

(امین تنظیم حیدری)

ہائے شام نے مار دیا

روضے پ نبی کے آکے
شانوں کے مل دکھا کے

جب عنٰ و محمد قتل ہوئے
شیرہ اٹھا لائے لاشے
میں شکر کے کرتی تھی سجدے
سر اونچا میرا بچوں نے کیا
ہائے شام نے مار دیا
کیوں مر نہ گئی اب سوتی ہوں
عبد کا بہا جب آنکھ سے خوں
زندہ رہی میں بے جھن دسکوں
شام آگیا جس دم میں نے سنا
ہائے شام نے مار دیا
اس شہر تم میں اے نانا
کیا تم سے کہوں کیا حال ہوا
فضہ کو کسی نے کچھ نہ کہا
درود کی ملی زینب کو سزا
ہائے شام نے مار دیا
معصوم سکینہ کو نانا
جس وقت کنیزی میں مالگا
منہ تکتی تھی میں اک اک کا
میں کیا کرتی کچھ بس نہ چلا
ہائے شام نے مار دیا
صغراء نے سکینہ کو پوچھا
میں کیا کہتی رہنے کے سوا

خواں تیار اور چیل کر دیئے ہیں جو وقت گزرنے کے ساتھ ہی فی وکیلی طور پر بھی پختہ
ہو جائیں گے کراچی دہروں کراچی اور اڑا کردیج سوز خوانی کے سلکروں سوز خواں کی ہدیہ
نذرانہ کرایے آمد و رفت مادی و غاہبری پنیرائی (حتیٰ کہ ناشت اور اشتہار میں نام) سے بے
پرودا باقاعدگی سے اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں اور آپ لیقین جانیں میری اس حقیر
کی کوشش و کاوش اور اب تک کی کامیابی میں میرے ان تینوں دوستوں کی سرپرستی و رہنمائی
اور اعانت و حوصلہ افزائی کا بہت بڑا حصہ ہے۔ گھی بات یہ ہے کہ تم چاروں نے تمام تر
نامساعد حالات اور مدد و دستائل کے باوجود حقیقتی محنت کی ہے ہمارے ساتھی نہیں کر رہے اب
ہر شخص بیک ڈور اور شارٹ کٹ کی کلاش میں ہے؟ جو ایک بڑا الیہ ہے۔
میں اپنے اس مضمون کو تو اپنے مددوں کے لیے مظلوم خراج عقیدت پر ختم کروں گا
لیکن اگر اس مضمون اور مجموعہ کلام کے توسط سے میرا ایک اور پیغام میرے نوجوان و نوآموز
اور اس شعبہ (توحید گوئی و توحید خوانی) کے نوادران تک پہنچ جائے تو میرا ایک قلمی فریضہ پورا
ہو جائے اور نہ صرف میرے بلکہ خود اس مجموعہ کے شاعر و ناشر کے لیے بھی ثواب چاریہ کا
باعث ہو جائے گا اور مجھے امید ہے کہ ریحان عظی اور محفوظ بک ابھنی والے عنایت حسین
رضوی صاحب ضرور بالحضر میرا حکمل مضمون شامل اشاعت فرمائیں گے کہ شاید اس
 موضوع و مددوں پر یہ میرا آخری مضمون ہے۔ میرے دوست ریحان میں اتنی ہمت اور وسیع
انظری ہے کہ وہ اپنے مجموعہ میں خود اپنے خلاف تھیڈ بھی چھاپ سکتا ہے اور چھاپتا رہا ہے۔
پچھلے دنوں اپنے شہر سے باہر ایک اجتماع اجھل میں گیا تو اپنی عادت کے مطابق اپنا
تعارف کرتے ہوئے عرض کیا کہ میں ایک چھوٹا سا شاعر و سوز خواں سے بعذر ہوں۔ ان
حضرات نے از راو بندہ پروری ذرہ نوازی گرم جوشی سے خیر مقدم کرتے ہوئے ایک
صاحب نے فرمایا ” ارے بھتی، کمال ہے! آپ کو کون نہیں جانتا؟ ” دوسرے صاحب نے
فرمایا ” ارے قوم کا تھپپہ ہے آپ کو جانتا ہے؟ ” میں نے عرض کیا کہ ” نہیں نہیں بھتی ہے
صرف نہیں سرور اور ریحان عظی کو جانتا ہے مجھے صرف اچھا سچھ جانتا ہے! ” اس لیے کہ

عزم شیری علیٰ کی قوت بازو لے
اسی راہوں پر رواں ہے آنکھ میں آنسو لے
سانس لینا پھرول کو بھی جہاں دشوار ہے

 ذوبنے لگتی ہیں بخشیں کانپنے لگتا ہے دل
اے ہوائے کربلا سماں سے آہستہ مل
رخم تازہ ہیں ابھی زخموں میں خون کی دھار ہے

 ہے ابو طالب کے خون کا دلوہ کروار میں
تنق خطبوں کی چلا سکتا ہے یہ دربار میں
اس کے قبضے میں ابھی بھی وقت کی رفتار ہے

 اس کے سجدے آبروئے سجدة معبدوں ہیں
اس کے سینے میں شریعت کے گھر موجود ہیں
اس کی لمحہ میں نہایا قرآن کی گفتار ہے

 دُن کرتا ہے سکینہ کو ہندھے ہاتھوں کے ساتھ
اک تو زندگی اندر ہیرا اور دن بھی مثلِ رات
یا علیٰ بیمار کو اس دم مید درکار ہے

 ہر عزا خانے میں ریحان عزا نوحہ گری
یہ سعادت تجھ کو اک بیمار کے دم سے ملی
ہر گھری لفظوں میں ترے کربلا بیدار ہے
☆☆☆☆☆

جب اُس نے بہت مجبور کیا
تب سر کو جھکا کے میں نے کہا
ہائے شام نے مار دیا

 جو شیرِ خدا کی بیٹی تھی
عباس کے تیور رکھتی تھی
جو موت سے بھی اک پل نہ ڈری
اُس بی بی کو ریحان و رضا
ہائے شام نے مار دیا
☆☆☆☆☆

بعدِ عباسِ دلاور یہ علمبردار ہے

آہنی پوشک پہنے قافلہ سالار ہے
بعدِ عباسِ دلاور یہ علمبردار ہے

بے روائی، بے گھری، بے وارثی، پیاروں کا غم
ہر قدم تازہ مصیبت، ہر گھری رنج و الم
نوحہ خواں بیمار پر زخمی کی جھنکار ہے
غش پُرش آتے ہیں جلتی ہے زمیں پیروں تک
راستے پُر خار ہیں یہ سارباں کیسے چلے
سانس کیا ہے قلب پر چلتی ہوئی توار ہے

آباد کربلا ہوئی تیرے پدر کے خون سے
تیرا تو گھر اجڑ گیا صفرانہ انتظار کر

مرقد پر فاطمہ کے جا ذکھرا بتوں کو سنا
آتی ہے کان میں صدا صفرانہ انتظار کر

رسیحان سانس رُک گئی صفرانی ہائے اُس گھری
قادس نے آکے جب کہا صفرانہ انتظار کر

☆☆☆☆☆

علم سے مانگو، توبہ ملے گا

(جمعن دستہ پنجتی)

نی ملے گا، علی ملے گا، علی ملے گا توبہ ملے گا
علم سے مانگو، توبہ ملے گا

علم کی عظمت رسول سے سن
ہوا کو دیتا ہے یہ تو ازن
علم یہ اسلام کا علم ہے
بلدیوں میں قلک بھی کم ہے

ای کے نیچے اب ملے گا
علم سے مانگو توبہ ملے گا
قرار قلب جناب زہرا
ای علم کا تو ہے پھريرا
جو اس کو بخو لے دی ہے غازی

بھائی ترانیں رہا صفرانہ انتظار کر

بھائی ترانیں رہا صفرانہ انتظار کر
بیبا شہید ہو گیا صفرانہ انتظار کر

خون بجھ سے خط کی، مانا کٹو نے لکھ دیئے
در پر کسی جواب کا صفرانہ انتظار کر

وعدہ کیا تھا بھائی نے ملے ضرور آئے گا
روکا اجل نے راست صفرانہ انتظار کر

گھر سے جو قافلہ گیا ماہ رب میں کربلا
کرب و بلا میں لٹ گیا صفرانہ انتظار کر

امان مل سے بھائی کی شادی کے اب نکال دے
سہرا لہو میں تر ہوا صفرانہ انتظار کر

بیٹی ہے تو امام کی اتنی تو ہے خبر تجھے
کہتی ہے تجھ سے کیا ہوا عذرانہ انتظار کر

دہ خاک خون ہو گی وقت سفر جوش نے دی
کر طاق پر نظر ذرا صفرانہ انتظار کر

اک خواب دردناک جو دیکھا تھا تو نے رات کو
تعییر اُس کی ہو گی کیا صفرانہ انتظار کر

ابو ترابی ہے شان اس کی
شان کروں کیا بیان اس کی
عجم سے تاہم ہے عرب ملے گا
علم سے مانگو تو سب ملے گا
لہو میں ڈوبا جو کربلا میں
مہک بڑھی اور بھی وفا میں
ردائے زینب بھی علم تھا
جناب سجاد کا حشم تھا
عجم سے دستِ مهدی میں اب ملے گا
علم سے مانگو تو سب ملے گا
ہے زندگی کا چدائی دہم
کہیں سے لا دو پچا کا پرچم
ملے جو زندان کے اندر ہے
لب کیتھے یہ کہ رہے تھے
سلوں اندر ہے میں تب ملے گا
علم سے مانگو تو سب ملے گا
خسن یہ خسن کام بھی ہے
عقیدتوں کا امام بھی ہے
عقیدہ ریحان اعلیٰ عظی کا
شور دیتا ہے زندگی کا
چہار میں اعلیٰ لقب ملے گا
علم سے مانگو تو سب ملے گا

یہ بے وفا کا نہیں ہے ساتھی
شراحتوں کے سب ملے گا
صدائے گن سن کہ یہ کھلا تھا
اسی کے نیچے نلک بنا تھا
فلک کے نیچے کھڑے فرشتے
ہجوم رہی یہ کہہ رہے تھے
چہار ملے گا یہ جب ملے گا
علم سے مانگو تو سب ملے گا
حسینت کا بہرم
غنم و محترم علم ہے
یوقوت مشکل سے علم بچائے
کام بھی کام آئے
بھی نہ سوچو کہ کب ملے گا
علم سے مانگو تو سب ملے گا
بنی ناد علی سمجھ کر
سجايا میان خیر
بنا دیا لافتی علی کو
تھا جس کا منصب دیا اسی کو
حکب ملے گا اُب ملے گا
علم سے مانگو تو سب ملے گا
ہے اس کا سایہ وفا کا سایہ
وفا کا سایہ خدا کا سایہ

اصغر کی قبر پر کبھی اکبر کی لاش پر
پامال ایک دلہا کے عکزوں کو ڈھونڈ کر
نوحہ کرے گی سینہ زنی کرتی جائے گی

قبوں پر فاتحہ جو پڑھے گی بعد نکا
دیکھے گی بازووں کو اور کبھی ردا
دار غریب رن کو اپنی ردا سے چھپائے گی

اریحان جب دلن کی طرف ہوگا یہ سفر
کیا کیا نہ یاد آئے گا بے بھائیوں کا مگر
کس طرح ہائے قبرِ محمد پر جائے گی
☆☆☆☆☆

ند آیا پھر نہ آیا گھر پلٹ کرنیو والا مسافر، کربلا والا مسافر
(اخجمن خدمہ کوئی)

کہاں تک صبر کرتا ہے دلن تھا بے خطا بھی تھا
وہ پیاسہ غالب دریا مگر وہ جانتا بھی تھا
اٹ سکتا ہے دشمن کا رسالہ یہ خدا والا مسافر

سفر کی سختیاں سہہ کر خدا کا شکر کرتا تھا
زمین گرم پر سجدہ سر مقل جو کرتا تھا
وہ کہتا تھا سر نیزا چلے گا شام تک روتا مسافر

مسافر کے لئے پانی بھی سایہ بھی ضروری ہے
پنا پانی سفر میں زندگی ہوتی ادھوری ہے

چہلم غریب بھائی کا زینب منائے گی

(اخجمن غلامان ابن حسین)

جب قید سے رہائی ملی جتن پائے گی
چہلم غریب بھائی کا زینب منائے گی
پہلے دلن نہ جائے گی زہرا کی لاڈی
ما تم کرے گی قریبہ پر قریہ گلی گلی
فرش عزا حسین کے غم میں بچائے گی

وعدہ کیا تھا بھائی سے زندان سے چھوٹ کر
آؤں گی کربلا ترا گودی میں لے کے سر
تن سے سر بریدہ کو آکر ملائے گی
تعمیر قبر کے لئے پانی بھی چاہئے
جو سو گیا ہے نہر پر اک ملک کو لیے
پہلے تو جا کے نہر پر اس کو جگائے گی

قبوں پر بھول کیسے چڑھائے گی غزہ
کیا رہ گیا ہے پاس گلی اٹک کے سوا
اشکوں کے پھول پیکوں پر رکھ کر سجائے گی
کتبوں پر نام لکھے گی اک اک شہید کا
خون جگر سے لکھے گی روادو کربلا
بچوں پر پہلی بار وہ آنسو بھائے گی

پر دلیں جانے والے بیانہ دل دکھانا، صفرًا کو ساتھ لے لو

پر دلیں جانے والے بیانہ دل دکھانا، صفرًا کو ساتھ لے لو
تم جانتے ہوتم بن کیا ہوگا حال میرا صفرًا کو ساتھ لے لو

بیمار ہوں تو کیا ہے، قسمت میں گرفشا ہے
عکوں کے اس علم کی جب ساتھ میں ہوا ہے
کچھ بھی نہ مجھ کو ہوگا، صفرًا کو ساتھ لے لو
میں کیسے جی سکوں گی بس اتنا پوچھتی ہوں
سب جا رہے ہیں گھر سے میں سب کو تک رسی ہوں
کوئی نہیں یہ کہتا، صفرًا کو ساتھ لے لو
گرمی کے دن ہیں بابا شاید ملے نہ سایہ
اصفر بہت ہے چھوٹا، آنچل کا اس پر صفرًا
کرتی چلتی گی سایہ، صفرًا کو ساتھ لے لو
نظریں چرا رہے ہیں جو ساتھ جا رہے ہیں
بیمار کی لذیت، یوں بھی بڑھا رہے ہیں
توڑو نہ دل ہمارا، صفرًا کو ساتھ لے لو
تھا اگر ہے جانا کر لیجیے ایک وعدہ
خط کا جواب دیں گے ملتے ہی خط ہمارا
اب نہ کہوں گی بیبا، صفرًا کو ساتھ لے لو
اکبر سے کیا شکایت اماں سے کیا گلہ ہے
تم کربلا چلتے ہو، دل میرا کربلا ہے

ڈنا پانی، ڈنا سایہ چلا ہے مصطفیٰ والا مسافر
کہیں جنگل کہیں صحرائیں لئے کا خطرہ ہے
سفر میں بیٹیاں بیٹیں ہیں اک چھوٹا سا پچھے ہے
روان ہے سوئے منزل سیدہ کی گود کا پالا مسافر

اے چلنا ہے کعبے کی حفاظت کا علم لے کر
جھکا سکتا نہیں اس کو کہیں بھی ظلم کا نظر
نبی والا، خدا والا، علیٰ والا بڑا سچا مسافر

اگر تو لاکھ کے لشکر سے تھا جنگ ہو جائے
کمر نوئی ہوئی ہو پھر بھی وہ اک پل نہ گھبراۓ
ضیغفی میں کلائی موت کی ہے موڑنے والا مسافر

اذانِ عصر سن کر سجدہ آخر کی تیاری
شہادت کی طلب میں جو مدنیت سے ہوا جاری
سفرِ مُستقل ہے تھک نہیں سکتا سر نیزا مسافر

سر نیزا ہو یا پیدل سفر تو ہے سفر آخر
پیں شام غربیاں کر گئے اہلِ حرم ظاہر
لہو میں ڈوب کر چلا رہے گا بیڑیوں والا مسافر

سفر کرتا ہوا رمحان یہ نوحہ مسافر کا
حضور ثانی زہرا سر محشر جو پہنچے گا
ئے گا خود بھی آکر خلد میں سہ روز کا پیاس مسافر

اُس کا سفر شاہ پر، کاتنوں پر یہ چلی ہے
تیز سے دہ گرا ہے، یہ اوٹ سے گردی ہے
رخموں میں ہیں برابر، عباس اور سکینہ
اس کے بندھے ہیں بازو، اُس کے جدایں بازو
اس کے لگے طماٹھے، وہ رویا خون کے آنسو
کنے کے غم میں، مفطر عباس اور سکینہ
وہ کربلا کا غازی، یہ شام کی ہے قیدی
تلوار اُس کی پیاسی، اُس کی بھی مفک پیاسی
پیاسے ہیں تابہ محشر، عباس اور سکینہ
اک سیدہ کا اور اک حیدر کا بچتا ہے
اک عکسِ فاطمہ اک عکسِ مرقصی ہے
زندہ ہیں دونوں مرکر، عباس اور سکینہ
لگتی ہیں اب سلسلیں، دونوں کا نام لے کر
اک شام کی ہے زبرد، اک کربلا کا حیدر
تشیم کا یہ کوش، عباس اور سکینہ
رشتوں کی پاسداری ان سے زمانہ سکھے
ایسے بچا تھیں پہلے کبھی نہ دیکھے
رشتوں کے ہیں تھیں، عباس اور سکینہ
ریحان کیوں نہ لکھوں اشکوں سے اپنے فوج
یہ واقعہ عجب ہے تاریخ کربلا کا
تحما تھے مثل لشکر عباس اور سکینہ

☆☆☆☆☆

ہے کربلا سے ملنا، صفرًا کو ساتھ لے لو
ریحان خواب دیکھا بیمار و غمزہ نے
حق کے نبی چلے ہیں کرب و بلا ترتیب
بولی وہ کر کے گریب، صفرًا کو ساتھ لے لو

☆☆☆☆☆

مظلومیت کے محور، عباس اور سکینہ

(انجمن غلامان اذن حسن، لاڈھی)

مظلومیت کے محور، عباس اور سکینہ
غم کے ہیں دو سمندر، عباس اور سکینہ

اک موچ تھنگی ہے، اک تھنگی کا دریا
اک پیاس کی علامت، اک روح تک ہے پیاسا
احسان کربلا پر، عباس اور سکینہ
اک داریت عالم ہے، اک ہے ائمہ رسیدہ
اک وہرے کے غم میں، دونوں ہیں آہنیہ
مبر و وفا کا عکر، عباس اور سکینہ

بیماری ہے یہ بچا کی، اس پر بچا ہے قربان
یہ آیت سکون ہے، وہ ہے وفا کا قربان
دونوں قرار حیدر، عباس اور سکینہ

ستائی، علمداری، خودداری، وفاداری
یا آپ کے منصب ہیں، میں آپ کی ہوں پیاری
دریا کی طرف جاؤ، اک بوند ہی لے آؤ
دو بوند کی ہی تشنہ لی ہے، عُمو مجھے پیاس لگی ہے

کب تم کو گوارا تھا، روتا جو ہمارا تھا
تم دوز کے آتے تھے، جب میں نے پکارا تھا
میں کب سے بلاتی ہوں، آنسو بھی بھانی ہوں
ہر سارس میری بدل رہی ہے، عُمو مجھے پیاس لگی ہے

تم حیدرِ ثانی ہو، دادا کی جوانی ہو
ساحل پر بھی قبضہ ہو، اور چٹو میں پانی ہو
پھر بھی نہ ملے پانی، بڑھنے لگی حیرانی
سینے میں مرے آگ لگی ہے، عُمو مجھے پیاس لگی ہے

میں نے تمہیں بایا سے بے چینی میں رورو کے
یہ مشک دلائی تھی، تم بھی یہی کہتے تھے
مشکیزہ ہمیں لا دو، اور اذن بھی دلو دو
تم کو جاذب بھی لی ہے، عُمو مجھے پیاس لگی ہے

یہ پیاس میں سہہ لوں گی، کچھ بھی نہیں بولوں گی
پانی جو نہیں آیا، میں اٹک ہی پی لوں گی
دل کئٹنے لگا میرا، اب غم نے مجھے گھرا
اصڑ کی صدا گونج رہی ہے، عُمو مجھے پیاس لگی ہے

عُمو مجھے پیاس لگی ہے

(انجمن دستہ پنجتی)

کہتی تھی رو کر بالی سکنہ
ہو گیا مشکل اب میرا جینا
عُمو مجھے پیاس لگی ہے

سر روز کی پیاسی ہوں اک اک کو بتاتی ہوں
کوئی بھی نہیں سنا رو رو کے ساتی ہوں
آیا ہے لبوں پر دم، کرتے ہیں حرم ماتم
چار طرف تشنہ لی ہے، عُمو مجھے پیاس لگی ہے

یہ کیسی ہے مہمانی، ہے بند جہاں پانی
پانی کے لئے ترسے، پردیس میں سیدانی
ہم مالک کوثر ہیں، ناموں پیغمبر ہیں
آنکھ بیرون نہ لگی ہے، عُمو مجھے پیاس لگی ہے

سوکھی ہے زبان میری، بے تاب ہے اصرّ بھی
وہ سانسے دریا ہے، پھر دیر ہے یہ کیسی
لو مشک و علم جلدی، فریاد سنو میری
لب سارس میری ٹوٹ رہی ہے، عُمو مجھے پیاس لگی ہے

اے عمرو جو اصغر کو بے شیر برادر کو
جلدی نہ ملا پانی، باوٰ کے گلِ تر کو
میں جان سے جاؤں گی، خود غیر پہ آؤں گی
اب آس میری چھٹ رہی ہے غم و مجھے پیاس گی ہے

رجحان و حسن ہرم، اک سرگ کا ہے عالم
زکتے ہی نہیں آنسو، تھبتا ہی نہیں اتم
دریا کی جواہر میں، نوئے کی صد اؤں میں
آواز نہیں گونج رہی ہے، غم و مجھے پیاس گی ہے

☆☆☆☆☆

عباس سدھارو، مرے غنخوار سدھارو

(اجمن لشکر عباس، حیدر آباد)

شہ پر عباس نے جب پیاس کی شدت دیکھی
سب عزیزوں کی رفقوں کی شہادت دیکھی
اور کملائی سکینہ کی جو صورت دیکھی
کبھی دریا تو کبھی مشک بہ حضرت دیکھی
کہتے تھے اب ہمیں مولا میرے عزت دیجئے
دو گھنٹی نہر پر جانے کی اجازت دیجئے

بولے حسین جاؤ علمدار سدھارو
لو مشک و علم اے میرے غنخوار سدھارو

دریا پر لڑائی کا قریبہ نہیں کرنا
تم بہر خدا بہر سکینہ نہیں لڑنا
پانی کے لئے ثہیک نہیں جان کو ہارو

عباس سدھارو، مرے غنخوار سدھارو
ہم جانتے ہیں لوٹ کے آنا نہیں تم کو
تحا اس کے سوا کوئی بہانہ نہیں تم کو

پانی کے بہانے ہمیں بے موت نہ مارو
عباس سدھارو، مرے غنخوار سدھارو

تموار لڑائی کے لئے ہوتی ہے بھائی
یہ نیزا حفاظت کے لئے کافی ہے بھائی

کہنے لگے دریا سے جگر آتا ہے میرا
پانی پہ لگا رکھا ہے کفار نے پہرا
غازی کو بچانا میرے اے نہر کے دھارو
عباس سدھارو، مرے غنوار سدھارو
ریحان علمدارِ دقا ہو گیا رخصت
شہر پر دس میں ٹوٹی وہ قیامت
کہنے لگے اب نام نہ لو پانی کا پیاسو
عباس سدھارو، مرے غنوار سدھارو

☆☆☆☆☆

پکاری زینب کہاں ہو بایا، حسین مرنے کو جا رہے ہیں

(ابن شکر عباس، حیدر آباد)

پکاری زینب کہاں ہو بایا، حسین مرنے کو جا رہے ہیں
خبر لو اپ جلد اماں زہرا، حسین مرنے کو جا رہے ہیں

لباس ٹھہر پہن چکے ہیں
سوار گھوڑے پہ ہو رہے ہیں
ترپ کے اکبر کو ہے پکارا
حسین مرنے کو جا رہے ہیں
بدن ہے رخی جگر ہے رخی
فگار سینہ کر ہے رخی

جب جنگ نہیں کرنی تو ہتھیار اتارو
عباس سدھارو، مرے غنوار سدھارو
ہے دھوپ کڑی سائے کی خاطر یہ علم لو
زینب تمہیں رخصت کرے کچھ دیر کوم لو
مجھ میں تو یہ ہمت نہیں تم خود ہی پکارو
عباس سدھارو، مرے غنوار سدھارو
سینے سے گلو ہاتھوں پہ مل لینے دو آنکھیں
ڈالے رہو کچھ دیر گلے میں میرے بانیں
ہم بھائی ہیں کہہ کر ہمیں تم بھائی پکارو
عباس سدھارو، مرے غنوار سدھارو

اچھا نہیں بھائی کی کمر توڑ کے جانا
پانی کے لئے دیکھو کہیں خون نہ بہانا
زینب ذرا عباس کا صدقہ تو اتارو
عباس سدھارو، مرے غنوار سدھارو

ہم کیسے جسیں گے یہ تلفر نہ کرو تم
مخجھ تلے ہم ہوں گے تصور نہ کرو تم
یہ وقت جداً ہے سر نہر گزارو
عباس سدھارو، مرے غنوار سدھارو

پھر سوئے فلک رُخ کیا درود کے پکارے
اے آسمان سب چھین گئے کس کے سہارے
مل کر میرے ہمراہ کھو تم بھی ستارو
عباس سدھارو، مرے غنوار سدھارو

ترپ ترپ کے اٹھے گا غازی
 فرات پر جو خبر یہ پہنچی
 بہن کو پیغام دے کے اپنا
 حسین مرنے کو جا رہے ہیں
 نہ کوئی سجادہ کو جگائے
 خدارا کوئی نہ یہ بتائے
 ترے حوالے ہے اب سکینہ
 حسین مرنے کو جا رہے ہیں
 ہے منتظر جو وطن میں صفرًا
 ہے انتظار اُس کو نامہ بر کا
 جواب خط میں لکھا ہوا تھا
 حسین مرنے کو جا رہے ہیں
 عجیب غم ہے ریحان و بھیر
 بچھا ہے فرش عزا زمیں پر
 ہے سور ماتم فلک پہ بربپا
 حسین مرنے کو جا رہے ہیں

☆☆☆☆☆

نجاتے کیوں اب وہ سوئے دریا
 حسین مرنے کو جا رہے ہیں
 پر کے خوں سے کیا وضو ہے
 خدا سے اپنے یہ گنگو ہے
 بس اب کروں گا طویل سجدہ
 حسین مرنے کو جا رہے ہیں
 سکینہ لپٹی ہوئی قدم سے
 یہ کہہ رہی ہے شری ام سے
 ابھی پھوپھی نے مجھے بتایا
 حسین مرنے کو جا رہے ہیں
 خوش ہے ذوالجناب سرود
 کھڑا ہوا ہے نظر جھکا کر
 یہ کہہ کر نسبت سے خوب رویا
 حسین مرنے کو جا رہے ہیں
 سلام کر کے بہن کو اپنی
 فضا میں کچھ دیر گنگو کی
 ہوا سیری مال سے یہ نہ کہتا
 حسین مرنے کو جا رہے ہیں
 وہ مال وہ جلی چلانے والی
 سنا کے توری سلانے والی
 یہ سن کے روئے گی بن میں تھا
 حسین مرنے کو جا رہے ہیں

اے چھوٹی سی زہرا، اے ننھی سی زہرا

(انجمن مخدومہ کوئین)

اے چھوٹی سی زہرا، اے ننھی سی زہرا
غزدہ زینب نب، تشنہ دہاں بے سائبان

اے بے نوازگی گلا، یہ کسی اور یہ جنا
ہے ہے تری بے چارگی، بے وارثی اور بے ردا
پاپا ترا مقل میں ہے مارا گیا ترا چا

اے چھوٹی سی زہرا، اے ننھی سی زہرا
پردیں ہے اور لفڑی غم سے بھری ہے زندگی
رخسار ہیں خون سے بھرے ننھی سی چادر چھنگی
پھولوں پہ چلتی بھی، کانٹوں پہ اب پیدل چلی

اے چھوٹی سی زہرا، اے ننھی سی زہرا
واسن جلا، دڑے لگے، کھائے طماقے شمر کے
غازی نہیں، اکبر نہیں، بی بی کے آواز دے
پرسا لمبہ کا کیوں نہ دیں، ہم ماتھی روکر بچتے

اے چھوٹی سی زہرا، اے ننھی سی زہرا
منظر بڑا غناک ہے اور وقت بھی سفاک ہے
بھائی ترا بیمار ہے غم سے کلیجہ چاک ہے
زندہ ہے الی رجس کا تو سیدہ ہے پاک

مالگے کنیزی میں تجھے جرأت تھی دنیا میں کے
لیکن اکیلا جان کے الی جنا کہنے لگے
اے لاڈی شیریکی یہ غم بھی سہنا ہے تجھے
اے چھوٹی سی زہرا، اے ننھی سی زہرا
شامِ غربیاں کی سحر ہوگی نہ بی بی عمر بھر
یہ کربلا سے شام تک کانٹوں بھرا جو ہے سفر
کرنا ہے طے ماتم کنان فوج کنان اور بے پدر
اے چھوٹی سی زہرا، اے ننھی سی زہرا
تیرے سوازندان سے ہو جائیں گے سب ہی رہا
نہ ختم ہوگی مر کے بھی اے بے وطن تری سزا
لے کر لحد میں جائے گی زخمی بدن زخمی گلا
اے چھوٹی سی زہرا، اے ننھی سی زہرا
محفوظ قتوں سے رہیں دنیا میں سب الی عزا
ہوتی رہے مجلس تری بربا رہے ماتم ترا
باب الحوانی کی بہن زخمی بلوں سے کر دعا
اے چھوٹی سی زہرا، اے ننھی سی زہرا
ریحان اور رضوان کا ہڈی یہ ایک و آہ کا
پہنچ ترے دربار میں نوچے کا ہوگا حق ادا
ہم کو نہیں درکار ہے کوئی صلہ اس کے سوا
اے چھوٹی سی زہرا، اے ننھی سی زہرا

☆☆☆☆☆

جلتے ہوئے خیموں سے اٹھتا ہے وہاں قیم
سہے ہوئے بچے ہیں کرتے ہیں حرم ماں
اب آکے نہ جاؤ گے زہرا کی قسم کھاؤ
عباس چلے آؤ، عباس چلے آؤ، اب اور نہ ترپاؤ

تصویر ہے زہرا کی بھائی کی نشانی ہے
آنسو ہیں آنکھوں میں دریا کی روائی ہے
پانی جو نہیں ملتا تم ملک ہی لے آؤ
عباس چلے آؤ، عباس چلے آؤ، اب اور نہ ترپاؤ

اب کل جو سحر ہوگی زندگا میں بسر ہوگی
پوشک اسیروں کی سب خون میں تر ہوگی
تم ساتھ چلو بھتی دریا پر نہ رہ جاؤ
عباس چلے آؤ، عباس چلے آؤ، اب اور نہ ترپاؤ

میں سگ کی بارش میں بازار سے گزرول گی
اے بھائی رکن بستہ دربار میں پہنچوں گی
کیا گزرے گی عابد پر اب کچھ تھی بتلاؤ
عباس چلے آؤ، عباس چلے آؤ، اب اور نہ ترپاؤ

مشکل ہے بہت نوحہ یہ میری اسی کا
رسیحان ہے مشکل میں لکھ سکتا نہیں نوحہ
تم بایبِ حوانگ ہو نوحہ تھی لکھواو
عباس چلے آؤ، عباس چلے آؤ، اب اور نہ ترپاؤ

☆☆☆☆☆

عباس چلے آؤ، عباس چلے آؤ، اب اور نہ ترپاؤ

(اکبر بھائی، گلستان جوہر)

عباس چلے آؤ، عباس چلے آؤ، اب اور نہ ترپاؤ
رو رو کے ہمیشہ نے کہا عباس چلے آؤ

پیاسوں کے لئے پانی درکار ہے اے بھائی
ذنشے گلی اب ہم کو پردیں میں تھائی
تم نہر پر سوتے ہو ہم کیا کریں بتلاؤ
عباس چلے آؤ، عباس چلے آؤ، اب اور نہ ترپاؤ

یہ شامِ غربیاں ہے ہمیشہ پریشاں ہے
بھیا میری چادر کے لٹ جانے کا سامان ہے
اجڑی ہوئی بہتا ہے لیلہ ترس کھاؤ
عباس چلے آؤ، عباس چلے آؤ، اب اور نہ ترپاؤ

کیوں بھیج دیا بھائی عڑھوں میں علم اپنا
گھر چھوڑ کے تم شب کو دریا پر نہیں رہنا
اب روئی سکینہ کو آکر تھی بھلاؤ

عباس چلے آؤ، عباس چلے آؤ، اب اور نہ ترپاؤ
میں تیرے سہارے ہی پردیں میں آئی تھی
تو نے ہی میرے بھیا چادر یہ اور ہائی تھی
وختی ہے ردا سر سے اب نید سے اٹھ جاؤ
عباس چلے آؤ، عباس چلے آؤ، اب اور نہ ترپاؤ

جائیں گے وطن جائیں گے

(انجمن فدائی محمدی، جعفر طیار)

قید پہلے سے رہا ہو کے
کربلا کریں دیں کے چہلم کے
فرض شاہ فتح دیں کے ادا ہو کے
بے کفن جنازوں کو
وفن کر کے لاشوں کو
بعد فاتحہ خوانی
رو کے اپنے پیاروں کو
جائیں گے وطن جائیں گے

ہر شہید پر گریہ
کر کے ثانی زہرا
کہہ رہی ہے عابد سے
اذن لے کے غاری کا
جائیں گے وطن جائیں گے

اے بنی اسد والو
نو جوان اور پنج
شکریہ خدا رکھے
دو دعائیں اب ہم تو
جائیں گے وطن جائیں گے

تہلانے	حال	اپنا
دھکلانے	اپنے زخم	
پر	محمد مرقد	
برسانے	ائشک ابر	
جائیں گے وطن جائیں گے		
ساتھ کچھ سفر کی سو فاتحہ		
لے کے کچھ یادیں		
قبر سیدہ پر ہم		
کہنے شام کی باقیں		
جائیں گے وطن جائیں گے		
نمل بازوں پر ہیں		
زخم گردنوں پر ہیں		
قرض وہ ادا ہوں گے		
وہ جو آنسوؤں پر ہیں		
جائیں گے وطن جائیں گے		
ہائے اپنی بستی میں		
کس کی سر پرستی میں		
کھوکے اپنے پیاروں کو		
ظلمتوں کی پستی میں		
جائیں گے وطن جائیں گے		
منتظر جو ہے صفر		
لے کے نام اکٹھ کا		
کیا جواب ہم دیں گے		

یہ اشکوں سے صرا نے خط میں لکھا ہے

(انجمن زینبیہ، بیتلنی)

یہ اشکوں سے صرا نے خط میں لکھا ہے
چلے آؤ ببا کہ دل ڈوتا ہے
نظر چاند جب سے محروم کا آیا
شکون ایک لمحہ نہیں دل نے پایا
هزار محمد لرزنے لگا ہے
یہ تھائی اب مجھ کو ڈٹنے لگی ہے
نظر ہر گھڑی میری در پر لگی ہے
دیا آس کا اب تو نکھنے لگا ہے
ہوئے کتنے دن تم نے خط بھی نہ لکھا
ہے بیمار کا حال کیا نہ پوچھا
مقدار میں صرا کے آہ و بکا ہے
اذال سن کے دل ڈوب جاتا ہے ببا
مجھے یاد آتا ہے اکبر کا لمحہ
کیا تھا جو وحدہ وہ کیا ہو گیا ہے
نہ عوائق و محمد نہ اصر نہ باقر
رُلاتا ہے خالی سکینیہ کا بستر
اے میرے دل میں قیامت پا ہے
جگدا جیتے ہی ہو گیا مجھ سے کنبہ
ابھی عید کا دن بھی رو کر گزرا

کیسے سامنا ہوگا جائیں گے وہن جائیں گے

قید میں سکینہ ہے
چاک غم سے سینہ ہے
باب سفر بنا اس کے
جانبی مدینہ ہے
جائیں گے وہن جائیں گے

گود میں نہیں اصر
ساتھ میں نہیں اکبر
قبیر فاطمہ پر ہم
کس طرح پنا سرو ہم
جائیں گے وہن جائیں گے

ہم تو رو نہیں پائے
قید میں بھی ہو آئے
روئیں گے توبہ کر جب
ملنے آئے ہمارے
جائیں گے وہن جائیں گے

رسخان یہ نوح
کے عرش سیدہ
کی بیٹی روتا تھا
جس گھڑی کہا ہوگا
جائیں گے وہن جائیں گے

نہ پوشک بدلی نہ آب و غذا ہے
کوئی جا کے اکبر کو بس یہ خبر دے
پڑے جانا صرفاً سے اک بار مل کے
یہ گھر اب لحد جیسا لگنے لگا ہے
پھوپھی سے یہ امید مجھ کو نہیں تھی
کہ وہ بھی نہ لیں گیں خبر آکے میری
بھی ایک ٹکوہ یہی اک بگا ہے

خا ریحان و عمران نوح مسلم
پا قلب صرفاً میں رہتی تھی بچل
وہ کہتی تھی جینا تو مثل سزا ہے
☆☆☆☆☆

نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرلو

(ابن حیثیم امامیہ)

غريب فاطمه زهراء جو کربلا پہنچا
آخر کے گھوڑے سے مولانے خاک کو سوچنا
کہا مکان سے بنے گا یعنی مزار میرا
ای زمین پہ پیاسا کئے گا میرا گلا

زمین جس کی ہے قیمت اُسے ادا کروں
نبی اسد کو بلاو یہ فیصلہ کروں

زمیں خرید کے بولے نبی اسد سے حسین
حسین نام ہے میں ہوں دل رسول کا چین
پڑے گارن یہاں اک کفر و دین کے مائین
کٹے گا کتبہ میرا، ماں میں میری کرے گی
تم اپنے بچوں کے ذمے یہ کام کر دینا
ہمارے دفن کا کچھ انتظام کر دینا

سو سو اے جوانوں نبی اسد والو
نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرلو
تمہیں خبر ہے غریب الوطن حسین ہوں میں
نبی اول و آخر کا نور عین ہوں میں
میں تم سے یہ نہیں کہتا شریک جنگ رہو
نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرلو
یہ اہل کفر ہیں سب میرے خون کے پیاسے
ہٹائے جائیں گے دریا سے جب مرے خیہے
نکلا سے تم میرے بچوں کو آپ سرد نہ دو
نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرلو
شہید ہوں گے یہاں پر پسرا تمام میرے
کشیں گے قاسم و عباس و عون کے بھی گلے
میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ تم جہاد کرو
نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرلو
کشیں کے بازوئے عباش جب لپ دریا
زمین گرم پہ ہوجائے گا علم شہنشاہ

یہ ڈر نہیں ہے کہ کٹ جائے گا ہمارا سر
حسین بولے کہ تم ساکنان بخت ہو
نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرو
سلام لاکھ ہو عدنان اور ریحان ان پر
جو بعد قتل ہو وین آئے یہ کہہ کر
بھانے آئے ہیں مولا سے اپنے وعدے کو
نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرو
☆☆☆☆☆

کہاں ہواے میرے بابا، سکینہ یاد کرتی ہے

(جمن زینیہ، بھٹی، بھارت)

کہاں ہواے میرے بابا، سکینہ یاد کرتی ہے
سفر دنیا سے ہے میرا سکینہ یاد کرتی ہے

ہمارے آخری دیدار کو بھی، کیا نہ آؤ گے
دم رخصت بھی کیا، سینے پر نہ ہم کو سلاو گے
دکھا دو اپنا ہی چہرہ، سکینہ یاد کرتی ہے
ارے شام غرباں سے جو پھرے، پھر نہیں آئے
تھیں کیسے بتاؤں، شرنے کیا کیا تم ڈھائے
کوئی تو تم سے یہ کہتا، سکینہ یاد کرتی ہے
جلاداں، چھینے بندے، لشی چادر، پھری ڈردار

میں تم سے یہ نہیں کہتا عالم انھا کے چلو
نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرو
میری سکینہ بہت ذکھ اٹھائے گی یاں پر
لعنی رلائیں گے نسبت کی جھین کے چادر
جو ہو سکے تو اڑا دینا خاک پر دے کو
نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرو
میرا جوں علی اکٹھ بھی مارا جائے گا
جب اُس کے قلب میں ٹوٹے گا آہنی نیزا
نہ آنا لاش میرے لعل کی اٹھانے کو
نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرو
تمام فوج میری جب شہید ہو جائے
یہ فوج شام مٹا کر خوشی جو گھر جائے
مد جو خوف سے تم بھی ہماری کرنہ سکو
نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرو
پڑے ہوں میداں جب بے گور و کفن لائے
تو کھلتے ہوئے مقل میں آئیں کچھ پنجے
کفن کی شکل میں کچھ خاک ہم پر ڈلوا دو
نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرو
نبی اسد کے قبیلے نے جب یہ بات سُنی
کہا حسین سے اے ہن فاطمہ و نبی
ہمیں رلاو نہ مولا یہ کہہ کے عہد نہ لو
نبی کے لعل سے اک عہد اس گھڑی کرو
تمہارا فن و کفن ہم کریں گے جاں دے کر

یہ بین تھے اک ڈکھیا کے

(احمیں زینبیہ، بھارت)

یہ بین تھے اک ڈکھیا کے
یہ نالے تھے اک ماں کے
قاسِم ہائے قاسِم
تکوار سجا کے مقتل میں دو لھا تو جاتا کوئی نہیں
بارات کے دن خون کی ہندی ایسے تو لاکتا کوئی نہیں
پوں مادر کو ترپا کے
کیوں آئے نہیں تم جا کے قاسِم، ہائے قاسِم
اک رات کی پیاسی لہن کو کیوں چھوڑ گئے رونے کے لیے
گھر چھوڑ کے پنا لعل مرے تیغوں میں گھسنے کے لیے
لکڑوں میں بدن ہے سارا
ڈوبا ہے لہو میں سہرا قاسِم، ہائے قاسِم
بہنوں کا جگر پامال ہوا رمان مرے دل میں ہی رہے
آئے نہ پلٹ کر میدان سے اے ابن حن قم ایسے گئے
گھڑی میں جنزا آیا
افسوں کفن نہ پایا قاسِم ہائے قاسِم
ماں کس کو صدائیں دے گی اس خون بھرے جگل میں
مارا ہے لعینوں نے تم کو کامٹوں سے بھرے مقتل میں
پامال ہوا ہے لاشہ
تراء خون میں ہوا چہرا قاسِم ہائے قاسِم

☆☆☆☆☆

ٹھانچے کھائے، ناقے سے بندگی، بابا تیری دختر
یہ کہہ کر دل میرا رویا، سکینہ یاد کرتی ہے

ند سو پائی، شروع پائی، ستمگاروں کی مرضی تھی
میں گزری ہوں جہاں سے آگ را ہوں میں برستی تھی
بہت کچھ قم سے ہے کہنا، سکینہ یاد کرتی ہے

محظے معلوم ہے اس قید، سے باہر نہ جاؤں گی
خبر جائے گی میری لوٹ کر، میں گھرنہ جاؤں گی
بھرا ہے درد سے سینہ، سکینہ یاد کرتی ہے

بہت دن ہو گئے، اماں کے پہلو میں نہیں سوتی
نہیں ساتھی رہا میرا، اندر ہرے کے سوا کوئی
چھوپھی نے کیوں نہ بتلایا، سکینہ یاد کرتی ہے
ہے اک پیار بھائی، وہ بھی مجھے سے مل نہیں سکتا
ہے کتبہ ساتھ میں سارا، مجھے رکھا گیا تھا
کبھی تم نے بھی نہ سوچا، سکینہ یاد کرتی ہے

ارے عمران اور ریحان، جب بھی شام آتی ہے
کسی مقصوم بچی کی نفاس، دھرتی ہلاتی ہے
چلے آؤ مرے بابا، سکینہ یاد کرتی ہے

☆ ☆

حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے

پیان کرتا ہے راوی یروز عاشورہ
بوقتِ عصر سر مقتل شہید جنا
حمد کو چھوڑ کے آسیں تھیں فاطمہ زہرا
لرز رہی تھی زمیں عرش کرہا تھا بگا
غیرب زہرا نے جب بوئے فاطمہ پائی
لب حسین پہ بے ساختہ صدا آئی
امان امان

یہ کہہ دو جاکے بہن سے جگر تو پہا ہے
حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے

مگر یہ بات سکینہ سے بچ کے کہنا ہے
ذرا سی دیر میں اس کو تیم ہونا ہے
شریک کار ہے نسبت اسے بتانا ہے
حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے
ہمارے بعد یہ نسبت کی ذمہ داری ہے
نبی کے دین پہ اماں یہ وقت بھاری ہے
گلے لگا کے اسے یہ خبر سنانا ہے
حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے
وہ روپجگی ہے بھرے گھر کوٹھ سے اب تک

تجانے اس کو اٹھاتے ہیں یہ الٰم کب تک
پدر کے بعد یہ صدمہ بھی اس کو سہنا ہے
حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے
ابھی تو شام غریباں ستم یہ ڈھانے گی
وہ بے روائی کا صدمہ ابھی اٹھائے گی
امام وقت سے یہ بات بھی مجھپانا ہے
حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے
ابھی تو اکبر و عباس کا ہے غم تازہ
ابھی تو لاشہ قاسم پہ اس کا ہے نوحہ
میں کیا کروں کہ فضاں میں شور برپا ہے
حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے
علیٰ کی بیٹی ہے ہمت نہ ہارنے والی
اُسے بتائیے جاکر ہماری تختہ لبی
اُسی کے پاس امانت میری سکینہ ہے
حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے
جو ہو کے تو نگاہوں کو پھیر لو اماں
لیعنی کرچکے اب میرے قتل کا سامان
ند دیکھ پاؤ گی جو حال میرا ہوتا ہے
حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے
وہی حسین ہوں نازول سے جس کو پالا تھا
کبھی بھی دھوپ میں گھر سے نہیں نکالا تھا

علم عبائش کا ہے، بھرم عبائش کا ہے

علم عبائش کا ہے، بھرم عبائش کا ہے
جسے سورج سمجھتے ہو قدم عبائش کا ہے

ابو طالب سے سمجھی، ہیں وفا کیں
ملی بنت اسد کی، ہیں دعائیں
جو حیدر کا وہی جاہ و حشم عبائش کا ہے
چلے تو وقت کی رفتار رو کے
اسے کیا آہنی دیوار رو کے
علق کے بعد دنیا میں یہ دم عبائش کا ہے

یہ قرآن وفا قاری علم ہے
اسی کا نام دریا پر رقم ہے
علمداری بھی اک منصب اہم عبائش کا ہے

گھروں پر یہ علم جو شوقیاں ہیں
غموں کی دھوپ میں یہ سائبان ہیں
دعائے سیدہ ہے اور کرم عبائش کا ہے

یہ دریا یہ سمندر چیز کیا ہے
دارشت میں یہ زہرا سے ملا ہے
قسم مولا علی مرضی کی، عرب ہو یا عجم عبائش کا ہے

زمین گرم پہ اب تو مجھے ترپنا ہے
حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے
ترے لہو کی قسم حوصلہ نہ ہاروں گا
میں زیر تنخ بھی نام خدا بچاؤں گا
شنا کی نوک پہ قرآن مجھے سنانا ہے
حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے
رسول آگئے ریحان، مرضی آئے
حسن بھی نوحہ کننا ہو کے کربلا آئے
خدا نے عرش سے منظر عجب دیکھا ہے
حسین عالم غربت میں قتل ہوتا ہے

☆☆☆☆☆

گلتا ہے کرتی ہے صغر افغان

وقتِ حیریہ کہتی تھی ماں کڑیل جواں کی سکنے اذال
اللہ خیر کرے
گلتا ہے کرتی ہے صغر افغان

کل شب سے آنکھوں میں کیا خواب ہیں
مرقد ہیں زہرا جو بے تاب نہیں
اکبر کا سینہ ہے اور برچھیاں
اللہ

سہرے کی لڑیاں ہیں خون میں بھری
دیکھا ہے کل میں نے یہ خواب بھی
تحاے جگر کو ہیں شاہ زمان
اللہ

چاری ہے آنکھوں سے حیدر کے خون
تعییر اس خواب کی کیا میں دوں
مقتل میں بکھرا ہے ہر سو دھوان
اللہ

زیست کی چادر بھی ہے خون میں تر
گلتے نہ دی جس نے اپنی نظر
یہ دہ پھوپھی ہے جو تھی مثل ماں
اللہ

وہی جس کی شادی کا ارمان تھا

جو پانی پر لکھے اپنی وفاکیں
مٹا سکتی نہیں جس کو ہوا کیں
علق کے لفظ ہیں لیکن قلم عباش کا ہے
اٹھائے یوں تو غم مولا نے لاکھوں
مگر تم ہی کہو دریا کی موجود
بڑا سب سے بڑا سرفراز کو غم عباش کا ہے
چحدی ملک سکھیہ، آس نوئی
گرے گھوڑے سے رن میں، سانس نوئی
سکھیہ رہ گئی پیاسی، تو داں اسی غم میں تو نعم عباش کا ہے
میں رسیحان عزا غازی کا نوکر
در شیر کا میں ہوں گداگر
لقب ہے شاعر شیر میرا، کرم کیا مجھ پر کم عباش کا ہے
☆☆☆☆☆

یہ راہ شام ہے، تیرا وطن نہیں زینب

(ابن حمید زینبیہ بیگمی، بھارت)

یہ راہ شام ہے، تیرا وطن نہیں زینب
یہاں حسین نہیں ہے، حسن نہیں زینب

یہاں روا کا تصورِ محال ہے بی بی
یہاں جنازوں کو ملتا، کفن نہیں زینب

لہو لہو جو قدم، ہو رہے ہیں عابد کے
یہ شام ہے یہ علی کا، چون نہیں زینب

تو چھوڑ آئی ہے، قتل میں بے کفن لائشے
شان کی توک پر سر ہے، بدن نہیں زینب

سفر میں ساتھ ہے، قاتل بھی تیرے غازی کا
تیرے لئے بڑا، اس سے محن نہیں زینب

یہ لوگ جو تیرے بازو میں، باندھتے ہیں رکن
انہیں خیالِ رسولِ رحمٰن، نہیں زینب

ہزار ظلم و ستم کر کے، حکم گیا عالم
تیرے ارادوں میں، کوئی حکم نہیں زینب

تباہ کر دیا، تصریح یزید، تختِ یزید
یہ کون کہتا ہے، باطلِ حکم نہیں زینب

جو شکل و شہبادت میں تھا مصطفیٰ
لکھیے میں دیکھی ہے اس کے شان

اللہ
تھا مظہر بہت خوب میں ڈوبا ہوا
تھا نیزا لکھیے میں ٹوٹا ہوا
اُسے کھنچتے تھے شہزاد اُس و جاں
اللہ

نہ دیکھے کوئی خواب ایسا عجب
کہ روتے ہوں جس میں امیرِ عرب
ہوں ماتم کنان جس میں شہزادیاں
اللہ

کبھی زین و ریحان یہ سوچنا
لٹا ہو جو پردیں میں قافلہ
نہ کیونکر کہے ہو کے نوح کنان
اللہ خیر

☆☆☆☆☆

دو گھری پاس تو بیٹھ جا
 کیسے اب اس کو بھلوں میں
 کیا سکینہ کو ہلاوں میں
 آپ کیوں ہو رہے ہیں جدا
 پھر زخوں سے ہو اس قدر
 پھٹ رہا ہے بہن کا جگر
 سر سے گرنے لگی ہے ردا
 مجھ کو معلوم ہے ہوگا کیا
 پاندھا جائے گا بازو میرا
 جاؤ زینب کا حافظ خدا
 نہ زمیں پر ہو نہ زین پر
 نوک نیزہ پر رکھا ہے سر
 اور بہن ساتھ ہے بے ردا
 تو نے کتنے ہے ہیں ستم
 ایک دل اور ہزاروں میں غم
 دھپ میں تیرا لاشہ رہا
 نالے سکینہ کے سنتے
 پھر بھی ستم کرتے رہے
 ماں کنیزی میں اے

بڑا اندر ہرہا ہے زندان، جس میں جانا ہے
 دہاں آجائے کی، کوئی کرن نہیں زینب
 ریحان پر یہ عطاے حسین ہے بیانی
 کسی کا اور یہ رنگِ خون نہیں زینب
 ☆☆☆☆☆

اے حسین اے شہر کربلا

(ابجمن محمودہ کوئین، کراچی)

اے حسین اے شہر کربلا
 وقت رخصت قرب آگیا

میں سواری سجاوں تیری
 ہے بہن تیری زندہ ابھی
 میرے بھیتا کوئی غم نہ کھا
 چکیاں پیٹے والی ماں
 دیکھ موجود ہے وہ بیہاں
 دے رہی ہے پتہ اک صدا
 تیری رخصت پر قربان میں
 وار دوں قلب اور جان میں

میری بچی کی تھی تقدیر کسی
خوش چوتھے برس نہ راس آئی
لگی تھی آگ دامن میں بجا دی
ہوئی وہ تنگی سبھے کی عادی
مگر جو آگ پانی نے لگائی
لوئیں کانوں کی چھو کر پوچھتی تھی
روانی رک گئی ہے کیا لہو کی
لہو کی بوند دامن پر نہ آئی
اندھروں سے کیا کرتی تھی پاتیں
اجالے پھر سے کب دیکھیں گی آنکھیں
اندھروں نے نہیں اُس کی اڑائی
بنی زندان میں قبرِ سکینہ
تھا زہرا کی طرح صبرِ سکینہ
عجب قسم تھی اس بچی نے پانی
قلمِ ریحان آئیں بھر رہا ہے
نہ جانے اس تیرے نوئے میں کیا ہے
لہو ہونے لگی ہے روشنائی
☆☆☆☆☆

خبر یہ شام سے زینب ہے لائی

(انجمن زینبیہ، بمبئی، بھارت)

خبر یہ شام سے زینب ہے لائی
سکینہ قید سے واپس نہ آئی
کھلی زنجیرِ عابد کے قدم کی
ردائیں مل گئیں اہل حرم کی
مرن گردن سے اُس کی کھل نہ پائی

کفن گرتا لحد زندگی کا گوشہ
گیا نہ مر کے قسم کا اندر
رہائی ہے رہائی ہے
کہا باتو نے کیسے گھر کو جاؤں
جگر کی آگ کو کیسے بجاوں
میری بچی کو کسی نیند آئی
جگاتی ہوں ہلا کر اس کا شاند
نہ کام آیا میرا رونا رلانا
ارے کیا مرگی غم کی ستائی
بہت ارمان تھا گھر جانے کا اُس کو
ذرا عابد میری بچی سے کہہ دو
چو گھر کو سواری ہے منگائی
پچا سے باپ سے بھائی سے پھری

چلتے چلتے کبھی غش آیا تو مولا نے کہا
یا علی چوت کیجیے پہ بہت کاری تھی
دن کرتے ہوئے زندگی میں بہن کو اپنی
بولے دفاتا ہوں اس کو جو بہت پیاری تھی
ان کو ریحان علمدار وفا کہتا ہوں
بعد عباس انہی کی تو علمداری تھی
☆☆☆☆☆

اے چشمِ فلک دیکھ لے عباش یہی ہے

(امجمون زینبیہ، بمبئی بھارت)

بازو ہیں جدا مٹک تو یعنی پہ دری ہے
اے چشمِ فلک دیکھ لے عباش یہی ہے
پیاسوں کے لئے خون بدن کا دیا سارا
تب جا کے مرے غازی نے اک مٹک بھری ہے
چادر کا حافظت ہا علم دار وفا ہا
چادر ہوئی بے آس وفا رونے لگی ہے
عباس کے لاشے پہ یہ بولے شہزادہ
دے اللہ کے سہادا یہ کمرٹوٹ چکی ہے
غازی نے کہا کس طرح اب خیوں میں جاؤں
سقای میری راہ کی دیوار نہیں ہے

ہائے بیمار مسافر پہ غشی طاری تھی

(امجمون زینبیہ، بمبئی بھارت)

بھڑکی تلگ تھی زنجیر بہت بھاری تھی
ہائے بیمار مسافر پہ غشی طاری تھی
سینہ زن نوح کتاب بھائی بھیجوں کا تھا غم
یہ اسیروں کی سر را عزاداری تھی
راہ کاٹوں سے بھری پاؤں تلے گرم زمین
جوئے خون سے آنکھ سے پانی کی طرح جاری تھی
بے کسی فاتح کشی در پدری اہل حرم
مولانا سجاد تھے اور قافلہ سالاری تھی
اُف وہ رخسار سکینیہ پہ طماںچوں کے نشاں
یہ سمنگاروں کی اک حد سمنگاری تھی
نہ عماری نہ کجاوہ نہ سروں پر چادر
سر اٹھانے میں بھی بیمار کو دشواری تھی
گھر سے جب نکلے تھے غازی کا علم تھا سر پر
وہ مدینے سے تھی، یہ شام کی تیاری تھی

جس کو فلک سجدہ کرے
چھایا قسم کا ابر ہے
جاری تمہارا بھر ہے
زندہ ہمارا صبر ہے
زندان یا قبر ہے
ریحان اور رضوان کیا
جس نے بھی دیکھا رو دیا
نوح پڑھا ماتم کیا
حد ہے خدا نے بھی کہا
☆☆☆☆☆

جاری ہے لوکرب و بلا

(انجمن خود مدد کوئین، کراچی)

جاری ہے لوکرب و بلا
قید سے ہو کے رہا، بانی فرش عزا
کرب و بلا جانا ہے چلم ہے منانا
فرش عزا بھائی کا اپنے ہے بچانا
غمدہ نوحہ کنان، بانی فرش عزا

یاد ہے عاشور کی اس شام کا منظر
جلجھے ہوئے خیسے تھے لشتی ہوئی چادر

مل گئی اب تو روا، بانی فرش عزا
سر ہیں شہیدوں کے ملے شکر خدا ہے
ہاتھ کھلے لوٹ کا سامان ملا ہے
کرنے تیریں لحد بانی فرش عزا
عون و محمد کا نہ کر پائی تھی ماتم
وینتا تھا فرصت ہی کہاں بھائی تیرا غم
بچوں کو دینے دعا بانی فرش عزا
غازی علیٰ علیٰ جزی فکر نہ کرنا
قید سے آزاد ہوئی اب تیری بہنا
تیرے بازد کی قسم، بانی فرش عزا
بس یہ اذیت ہے کہ دشوار ہے جیتا
ساتھ میرے آئیں پائے گی سکھیہ
الوداع کہہ کے اُسے، بانی فرش عزا
قصر بیزیدی کو عزا خانہ بنا کر
فرش عزا بھائی کا زندان میں بچھا کر
ظلم کو کر کے فنا، بانی فرش عزا
اکبر د قسم علیٰ اکبر کی بچھوپھی ہوں
شام سے طے کر کے یہی بات چلی ہوں
کرنے چلم باخدا، بانی فرش عزا
دیکھتے ہی رہ گئے سب ظلم کے بانی
لہجہ حیدر میں تھی خطبوں کی روائی
آلی ریحان صدائے بانی فرش عزا

حسین سے کیا ہے رب کا رشتہ
 حسین بنیاد لا اللہ
 ہے پناہ دیں اور بادشاہ
 نزدیکیت کی فنا بھی
 ہے بھی خدا کا بھی فیصلہ ہے
 حسین کا رب سے کیا تھا وعدہ
 حسین ساجد، حسین سجدہ
 حسین مقصد، حسین مولا
 انگڑ قدرت یہ کہہ رہی ہے
 حسین قبلہ، حسین کعبہ
 حسین رکھتا ہے کیا ارادہ
 قلبِ رضوان و ریحان میں
 جیسے الحمد قرآن میں
 گوئی ہے یہ غم کی صدا

☆☆☆☆☆

حسین کا مرتبہ زمانہ جانے

(ابن مخدومہ کوئین، کراچی)

رسول جانے بتوں جانے
 سنائے کیسے بتائے کیسے
 حسین کا مرتبہ زمانہ جانے

حسین! انوارِ مصطفیٰ ہے
 حسین! زہرا کا لاؤلہ ہے
 حسین سے ہیں رسولِ اکرم
 یہ خود پیغمبر نے کہہ دیا ہے
 کہاں ہے کوئی حسین جیسا

اذان کی جتوں بھی ہے
 نماز کی آبرو بھی ہے
 کلامِ ربِ علی کے لب پر
 سو سو گنگو بھی ہے
 حسین کا صبر اور سجدہ

حسین قاری حسین قرآن
 رسول کا دل بتوں کی جاں
 علی کی خوبیو حسین میں ہے
 حسین محسن، حسین احسان

ترٹوں میں علم دیکھ کے کہتی تھی سکینیہ
تقدیر میں زندان ہے اور زندگی لئی ہے
زینب نے کہا ہائے علماً کہاں ہو
مظلوم بہن نظرِ اخدا میں گھری ہے
پھرے پہ علماً نہیں شامِ غرباں
وہ سوگیا ساحل پہ بہن جاگ رہی ہے
باٹھوں سے بھی بالوں سے چہرے کو چھپایا
غازیٰ کی بہن اس طرح زندان چلی ہے
ربیانَ کو عمرانَ کو کیا خوبی قیامت
بخشش کے لئے زینب و عباس علیٰ ہے



میں شام کی مسافرہ زینب ہے میرا نام

(ابن زینبیہ، بمبئی بھارت)

میں شام کی مسافرہ، زینب ہے میرا نام
میں بالی فرشِ عزا، زینب ہے میرا نام
مہمان دست کربلا، زینب ہے میرا نام

اے کوفیوا اے شامیوا اللہ کجھ حیا کرو
نامویں مصطفیٰ کو تم پانی نہ دو، چادر تو دو
میں ثانی خیر النساء، زینب ہے میرا نام

شہر کی ہشیر ہوں، قرآن کی تفسیر ہوں
جب سے مدینے سے چلی، مظلوم ہوں دیگر ہوں
ہوتی رہی مجھ پر خفا، زینب ہے میرا نام
زندہ ہوں اک مقصد لیے، فرشِ عزا گھر پہنچے
گھر گھر علم لہراوں گی، وعدہ ہے میرا بھائی سے
 وعدہ کروں گی میں وفا، زینب ہے میرا نام
زخمی ہے سر زخمی بدن، خون سے بھرا ہے پیرا بن
ہم صورت باقی ذکر، لوٹا گیا میرا چن
روئی ہوں مثل سیدہ، زینب ہے میرا نام
ست (۷۰) قدم کا فاصلہ، بھائی تھے شمشیر تھا
یا مرتفعی یا مصطفیٰ، دیتی رہی میں تو صدا
میرا اخی مارا گیا، زینب ہے میرا نام
بھائی کی پُرسدار ہوں، مجبور ہوں لاچار ہوں
باز مرے پاندھے گئے، کنے کی میں غخوار ہوں
مہمان دشت کربلا، زینب ہے میرا نام
بیمار میر کاروں، آنکھوں سے جس کی خون روں
کرب و بلا سے جب چلا، پہنچے ہوئے دو بیڑیاں
ہمراہ تھی میں سے ردا، زینب ہے میرا نام
میرے پسمرے گئے، پُرس ملا کچھ یوں مجھے
اہل شرم لے آئے ہیں، بازوں میں باندھ کے
ڈڑوں کی دیتے ہیں سزا، زینب ہے میرا نام

ٹو ہے قزان کربلا مولा
 باد اے ہرہ شرقین زندہ
 باد این زہرا حسین زندہ
 را کب دوٹِ مصطفیٰ ہے خو
 مقصدِ فخرِ مرتضیٰ ہے ٹو
 تیرا کتب ہے قاطعہ زہرا
 علم کا در ہے جزا دروازہ
 باد اے ہرہ شرقین زندہ
 باد این زہرا حسین زندہ
 تیرا سایہ رسول کا سایہ
 خود محمد نے ہے یہ فرمایا
 سن لے دنیا کہ میں صین سے ہوں
 اور مجھ سے صین ہے میرا
 باد اے ہرہ شرقین زندہ
 باد این زہرا حسین زندہ
 ٹو نے عظمت یہ کیسی پائی ہے
 تیرا لہجہ بھی مصطفائی ہے
 تیری دلیز پر فرشتوں نے
 آکے سکھوں رکھ دیا اپنا
 باد اے ہرہ شرقین زندہ
 باد این زہرا حسین زندہ

مانا بہت بے آس ہوں، شیر کا احساس ہوں
 دارث علم کی بنگئی، بس اب تو میں عباش ہوں
 میری وغااب دیکھنا، نسبت ہے میرا نام
 دربار میں لے آئے ہو، طاقت پر کیل اڑائے ہو
 میں تو ابھی خاموش ہوں، پھر کس لئے گھبرائے ہو
 ہے قیدیوں سے خوف کیا، زینب ہے میرا نام
 عمران مجھ کو ناز ہے، تقدیر پر ریحان کی
 کہتی ہے نازی کی بہن، فوجہ وہ جب لکھے کوئی
 میں ہی اسے دوں گی صلہ، نسبت ہے میرا نام



اے شہرِ شرقین زندہ باد

(اعجم زینبیہ، بھیٹی بھارت)

عصرِ عاشور آری تھی صدا
 اے حسین غریب کشہ غم
 تجوہ سے راضی ہوا ہے تیرا خدا
 اے ہرہ شرقین زندہ باد
 اے ہرہ شرقین زندہ باد
 مر کے جینا سکھا دیا ٹو نے
 دل کو کعبہ بنا دیا ٹو نے
 یعنی پورو دگار صبر ہے ٹو

اے شہرِ مشرقین زندہ باد
 این زہرا حسین زندہ باد
 ایک بیمار د نتوان بیٹا
 قافل لے کے سوئے شام چلا
 قاتمِ قافلہ تھا نیزے پر
 چشمِ عالم نے مجھہ دیکھا
 اے شہرِ مشرقین زندہ باد
 این زہرا حسین زندہ باد
 میں نے عمران جب یہ نوحہ پڑھا
 عرش سے آرہی تھی ایک صدا
 لشِ ریحانِ عظیٰ کہہ دو
 برسر فرشِ مجلسِ زہرا
 اے شہرِ مشرقین زندہ باد
 این زہرا حسین زندہ باد
 ☆☆☆☆☆

صبر، ایثار اور وقا داری
 ترے گھر سے چلی علمداری
 مولا مخدوم کائنات ہے تو
 لور محفوظ پر ہے نام تیرا
 مشرقین زندہ باد
 این زہرا حسین زندہ باد
 عکس و آئینہ ابو طالب
 موت تجھ پر نہ ہوگی غالب
 خون سے تنقی کاث دی تو نے
 کون ایسا جری ہے تیرے سوا
 مشرقین زندہ باد
 این زہرا حسین زندہ باد
 زیرِ خنجر د سجدہ آخر
 پارگاہِ خدا میں تھا حاضر
 خون سے کر کے وضو سر مقتل
 تو نے اسلام کر دیا زندہ
 اے شہرِ مشرقین زندہ باد
 این زہرا حسین زندہ باد
 بھائی بیٹوں پر چل گیا
 سر سے بہنوں کی چھن گئی چادر
 دامنِ صبر ہاتھ سے نہ گیا
 صبرِ ایوب نے سلام کیا

پیاسے ہیں دتے کھائے ہیں
 صدیوں کے جو تھے فاصلے
 لمحوں میں طے ہم نے کیے
 کتنے عما پچ مر گئے
 ناقوں سے جو کلکے گئے
 مختڑ دہ آتا ہے نظر
 زینب کرے پیدل سفر
 رکا نہیں غازی کا سر کر
 نیزے پہ بس یہ سوچ کر
 یہ دیکھ کر غش آگیا
 شیرس کے گھر جانا پڑا
 بازو بندھے اور بے روایا
 یوں بھی کیا وعدہ وفا
 رہے گی ریحان نوحہ خوانی
 جہاں میں رضوان کی زبانی
 یہ نوکری بھی حسین کی ہے
 یہ نوکری ہوگی غیر قافی
 صلے ملے گا جو ہم کو اس کا
 ☆☆☆☆☆

کیوں آج سجا، دربارِ ستم بازارِ جنا

(اممِ مخدومہ کو نین، کراچی)

شامیوں شرم کرو ذرا کوفیو شرم کرو ذرا
کیوں آج سجا دربارِ ستم بازارِ جنا

کنبہ میرا مارا گیا
 بیٹلاو تو کیا جنم تھا
 کیوں چین لی سر سے ردا
 قران نیزے پر رکھا
 یہ طوق اور یہ بیڑیاں
 یہ چھکڑی اور میں کھال
 نوحہ کتاب شہزادیاں
 ہاتھوں میں سب کے رسماں
 ہنستے ہوئے نہ آؤ تم
 پنجوں کو نہ رواؤ تم
 پتھر تو نہ برساؤ تم
 زہرا کو نہ ترپاؤ تم
 سادات ہیں ذکھ پائے ہیں
 ہم پر غمتوں کے سامے ہیں
 کانٹوں پہ چل کر آئے ہیں

یہ سرگوں نہ ہوا ظلم کی ہواں میں
مہک اسی کی ہے کوئین کی فضاں میں
بنا رہا ہے یہ سورج سدا گھاؤں میں
اسی کا ذکر رہا ہے شریف ماوں میں
یہ کم نسب کے مقدار سے دور رہتا ہے
بیشش دشمن حیدر سے دور رہتا ہے
علیٰ کی عین میں شامل علم کی عین بھی ہے
علم یہ ہمراہ دھڑکن بھی ہے حسین بھی ہے
دل بتوان کی دھڑکن نبی کا جیلن بھی ہے
اسی پر نازِ کناب ربِ مشرقین بھی ہے
صنٰ کی صلح کی تحریر کا قلم یہ ہے
میان کرب و بلا دین کا بھرم یہ ہے
کڑی ہو دھوپ تو سائے کا کام کرتا ہے
زمیں پر رہ کے فلک سے کلام کرتا ہے
اسے سلام ہمارا امام کرتا ہے
یہ موئین کے گھر پر قیام کرتا ہے
ای کو دیکھ کے مشکل ہلاک ہوتی ہے
زمیں اسی کے ہی سائے سے پاک ہوتی ہے
خدا کے گھر کی حفاظت کا ذمہ دار ہے یہ
قلم نبی کا ہے حیدر کی ذوالفقار ہے یہ
ازل سے آدم و عیسیٰ کا اعتبار ہے یہ
خدائے پاک کے ہاتھوں کا شاہکار ہے یہ

ہر ایک دور کی عزتِ حسین کا پرچم

سید محمد تقی، (غمین الذوالفار، کراچی)

علیٰ کی شانِ جلالتِ حسین کا پرچم
نبیٰ کی مہرِ نبوتِ حسین کا پرچم
خدا کے دین پر رحمتِ حسین کا پرچم
ہر ایک دور کی عزتِ حسین کا پرچم
بلند عرشِ علیٰ سے مقام ہے اس کا
نگاہِ رب میں بذا احترام ہے اس کا
اسی کو ہیں ابوطالب سنوارنے والے
ابوتراب ہیں جاں اس پر وارنے والے
رسول اس کا ہیں صدقہ اتارنے والے
اسے اخا نبیں سکتے ہیں ہارنے والے
علم یہ وہ ہے جو دل کو یقین دیتا ہے
ہر ایک جنگ میں فتحِ نبین دیتا ہے
کمالِ عزمِ حسین کا آئینہ ہے علم
فلکِ مثالِ ہر اک کے لئے گھلا ہے علم
حسینیت کے خلاف سے کہہ رہا ہے علم
یزیدیت کے سروں کو ٹھکا چکا ہے علم
جو اس پر ہاتھ ہے وہ مخفیت کا پنجہ ہے
نبیٰ کی بیٹی کی چادر کا یہ پھریرا ہے

در بار رو دیا کبھی، بازار رو دیا

سید محمد نقی، (ابن الذوالفقار، کراچی)

در بار رو دیا کبھی، بازار رو دیا
زینب کی بے روائی پر، بیار رو دیا

سیدہ فلار ہو گیا، بازو جدا ہوئے
غازتی کی آنکھ سے کبھی، آنسو نہیں گرے
زینب جو روئی، ہائے علمدار رو دیا

ہو کر اسیر عون و محمد کی ماں چلی
روج بول ساتھ میں محو فناں چلی
جو آبلوں میں چھپ گیا، وہ خار رو دیا

نوک سنان پر آنکھ نہ کھوئی حسین نے
گریہ سنا ہیں کا شہ مشرقین نے
اک آہ بھر کے خلد کا سردار رو دیا

اقوس کتنا خلک گلا تھا حسین کا
خبر لعین کا حلق پر سو (۱۰۰) بار رُک گیا
ترپے حسین خبر خنخوار رو دیا

زینب کا نام پوچھ رہا تھا یزید جب
بلے لگا مزار محمد ہوا غصب
در بار میں تھا جو بھی، حیا دار رو دیا

ازل سے نور کے پیکر اسے آنکھاتے ہیں
امام عصر گلے سے اسے لگاتے ہیں

علی کے ہاتھ پر قران بن کے آتا ہے
یہ قلب دین پر ایمان بن کے آتا ہے
ظفر نصیب کی پیچان بن کے آتا ہے
قرآن فتح کا جزدان بن کے آتا ہے

تمام جھنڈے رعایا ہیں بادشاہ ہے علم
جو بھر گئی یہ گھلا، آج تک گھلا ہے علم

یہ کربلا میں بڑے کرب کا ٹکار رہا
لبی فرات رہا اور بے قرار رہا
لہو میں ڈوب گیا اور پرسا دار رہا

برائے چیاسی سکینہ یہ انکلبار رہا
کئے جو بازوئے عباں تھے قاتل سے
آنکھ تھا یہ بھی نہما کے لہو میں ساحل سے

نقی ہمارے گھروں پر ہے سائبیاں یہ علم
بنا ہوا ہے حفاظت کا آسمان یہ علم

کسی ولیر کی عظمت کا ہے نشان یہ علم
سلام کرتا ہوں میں تو ملے چہاں یہ علم

رجحانِ اعظمی بس یہ اصول ہے میرا
علم کے سائے میں نوحہ قبول ہے میرا

☆☆☆☆☆

کیا ہوا بچہ میرا، اے زمین کربلا

سید محمد نقی، (ابن بن الاز و الفقار، کراچی)

بُنِیٰ یہ زہرَا کا تھا، اے زمین کربلا
کیا ہوا بچہ میرا، اے زمین کربلا

تو رُنگا نی، دارثِ شفی علی

جو تیرا مہمان تھا، کیا ہوا بچہ میرا
ڈھونڈتی پھرتی ہوں میں، پوچھتی پھرتی ہوں میں
کوئی بتا دے پتا، کیا ہوا بچہ میرا

چھوڑ کے آئی لحد، کون کرے گا مدد

دشت میں میرے سوا، کیا ہوا بچہ میرا
ناز سے پالا جنے، مار دیا کیوں اے
پکھ تو بتا دے خطا، کیا ہوا بچہ میرا

پیش کے چکی اے، کیسے بتاؤ تجھے

ترےے حوالے کیا، کیا ہوا بچہ میرا
بند کفن توڑ کے، میں نے لگایا گلے
ہائے کہاں کھو گیا، کیا ہوا بچہ میرا

اشک بھاتی ہوں میں، خاک اڑاتی ہوں میں

ہو گئی خود مرشی، کیا ہوا بچہ میرا

مالکی گئی سکینہ کنیزی کے واسطے

عابد پہ بند ہو گئے جیسے کے راستے
پر دردگار صبر بھی اک بار رو دیا

رُسی گلے میں، قیدِ ستم، بھائیوں کا غم
ذوبا ہوا لہو میں تھا، عیاش کا علم
زمیں کا قلبِ مفطر و لاچار رو دیا

زنجیر سے بندھے ہوئے ہاتھوں سے جب امام
سخنی بین کے دفن کا کرتے تھے انتظام
الله یعنی گل کا، مدگار رو دیا

مارے گئے حسین سر دشت کربلا
حد ہو گئی کہ اصغر کس نہیں رہا
یہ باتِ سُن کے قید میں، مختار رو دیا

جب زین سے زمین پہ شیخِ گر گئے
اور لاش بے کفن کو لین روند نے لگے
مقتل میں جب حسین کا، رہوار رو دیا

نوہ نتی سافرہ شام کا پڑھا
مجلس میں اشک و آہ کا سیلا ب آگیا
عرش و زمیں پہ جو تھا، عزادار رو دیا

ریحان ذکرِ زمیں و شیخ کی قسم
روتے ہیں ان کے ذکر پہ قرطاس اور قلم
جس کا بھی خون تھا صاحبِ کردار رو دیا

☆☆☆☆☆

عرش پا دوں گی میں، سب کو زلا دوں گی میں
رب سے کروں گی یک، کیا ہوا بچہ میرا
نما کا پیارا تھا وہ، میرا ڈلارا تھا وہ
کیوں نہ کروں میں بنا، کیا ہوا بچہ میرا
قلب تھیس تھا وہ، مالک کوڑ تھا وہ
ہائے وہ بیسا رہا، کیا ہوا بچہ میرا
زہرا کا احساس ہے، نوحہ عباس ہے
اب لکھے ریحان کیا، کیا ہوا بچہ میرا
☆☆☆☆☆

امّاں میری امّاں مجھے پانی تو پلا دو
(سید محمد تقی، اجمان الاذوالفار)

امّاں میری امّاں مجھے پانی تو پلا دو
پانی نہ کہی پانی کی صورت ہی دکھا دو
سوکھی ہوئی زبان ہے، سوکھا ہوا گلابی
گرمی بھی بلا کی ہے، بتتا ہوا صحراء بھی
جلات ہے بدن میرا چادر ہی اڑھا دو
امّاں میری امّاں
بایا میرا تھا ہے، تو لاکھ عدو ہیں
میری طرح بایا بھی میرے، خلک ٹکلو ہیں
ہیں ساتھی کوڑ میرے دادا کو صدا دو

امّاں میری امّاں
عباس بچا سو گئے، دریا کے کنارے
بے چین ہے ہمیشہ میری، پیاس کے مارے
جو اٹک ہیں آنکھوں میں سکینیہ کو پلا دو
امّاں میری امّاں
اب جام شہادت سے، میری پیاس بجھے گی
اب گود تمہاری مجھے، امّاں نہ ملے گی
پکھو دیر مجھے لوریاں دے دے کے سلا دو
امّاں میری امّاں
ریحان وہ معصوم، وہ بانو کا دلارا
یہ کہتے ہوئے جانب، میدان سدھارا
عباس بچا آؤ مجھے داد و نا دو
امّاں میری امّاں
☆☆☆☆☆

اے وائے نہر علقہ

(سید محمد تقی، اجمان الاذوالفار)

کرتی ہے دشت کربلا
گھر فاطمہ کا بے خطا
کیوں تین دن بیمار رہا
پیاسوں کی کیا تفسیر تھی
اے وائے نہر علقہ

اے دائے نہر عالمہ
شن کر صدائے اعلیٰ
کیونکر نہ آیا تجھ کو غش
سجادہ کو عش آگیا

اے دائے نہر عالمہ
گھر لٹ گیا سادات کا
خیمه جلا جھولا جلا
تجھ سے نہ اک خیمه بُجھا

اے دائے نہر عالمہ
کیوں گڑ گئی نہ شرم سے
غمازی کے جب بازو کے
جب مشک سے پانی بہا

اے دائے نہر عالمہ
یہ ظلم کی حد ہے نقی
پچول پتھری تشنہ لبی
روتی رہی آل عبا

اے دائے نہر عالمہ
اعشر کا خون شہہ نے ملا
رسیحان کیا وقت تھا
پیاسا تھا مالک خلد کا

اے دائے نہر عالمہ
☆☆☆☆☆

کیا پاؤں میں زنجیر تھی
نیموں کا رنگ کیوں نہ کیا
اے دائے نہر عالمہ
سوکھ رہے اصغر کے لب
اے بے وفا تیرے سبب
سیراب تیروں نے کیا

اے دائے نہر عالمہ
بہتا رہا اکبر کا خون
پھر بھی رہی ٹو پُسکوں
قطرہ نہ پانی کا دیا

اے دائے نہر عالمہ
اے تھی حیری دریا دلی
اک مشک غمازی نے بھری
آتنا ہی خون ٹو نے لیا

اے دائے نہر عالمہ
پیاسی سکینہ رہ گئی
پنجی کی سختی پیاس تھی
دو چار قطرے اور کیا

اے دائے نہر عالمہ
جب ٹو ہے مہر فاطمہ
تجھ پر تو حق زینب کا تھا
محروم حق سے کر دیا

ماتم کی صدائیں سے فلک کا نپ اٹھے گا

(سید محمد نقی، ائمہن الاذوالفقار)

تلپیڈ ریحان اعظمی: شریزیدی، دعیٰ

ماتم کی صدائیں سے فلک کا نپ اٹھے گا
پھر فاطمۃ اللہ سے فریاد کرے گی
جب حوریں لئے آئیں گی اک نخاماں اش
باچھوں میں بھرا دودھ لہو سے بھرا گرتا
اور تیر سے خون دیکھیں گی جس وقت پلکتا

ماتم کی صدائیں سے فلک کا نپ اٹھے گا
پھر فاطمۃ اللہ سے فریاد کرے گی
جریل آنھا لائیں گے مقتل کی زمیں کو
خشیر کو خنجر کو بھی اور شیر لعین کو
خنجر تلتے دیکھے گی جو ماں سرور دیں کو

ماتم کی صدائیں سے فلک کا نپ اٹھے گا
پھر فاطمۃ اللہ سے فریاد کرے گی
دو بازو علمدار کے اک مشکل سکینہ
تر خون میں عیاش کے پرچم پھر رہا
لے آئیں گی خود رب کی عدالت میں زہرا

ماتم کی صدائیں سے فلک کا نپ اٹھے گا
پھر فاطمۃ اللہ سے فریاد کرے گی

تایبوت بنا عون و محمد کے جنازے
معصوم پسِ مرگ بھی جو رہ گئے پیاسے
رضوان جنا لائے گا جس وقت انھا کے
ماتم کی صدائیں سے فلک کا نپ اٹھے گا
پھر فاطمۃ اللہ سے فریاد کرے گی
دو بالیاں تر خون میں ہاتھوں میں انھا کے
اک جھولے کی کچھ راکھ کو دامن میں چھپائے
اک ماں نظر آئے گی جو گردن کو ٹھکائے
ماتم کی صدائیں سے فلک کا نپ اٹھے گا
پھر فاطمۃ اللہ سے فریاد کرے گی
اک گھڑی میں اک رات کے دلہما کا جنازہ
مہدی کی مہک لائیں میں اور ہاتھوں میں کنگنا
دیکھا تو قیامت میں قیامت ہوئی برپا
ماتم کی صدائیں سے فلک کا نپ اٹھے گا
پھر فاطمۃ اللہ سے فریاد کرے گی
وہ بعد پیغمبر جو ستم زہرا پہ نوئے
حق سے کیا محروم تو روئے پہ تھے پھر سے
اللہ وہ احوال اگر بی بی سے پوچھئے
ماتم کی صدائیں سے فلک کا نپ اٹھے گا
پھر فاطمۃ اللہ سے فریاد کرے گی
وہ شام کا وریار وہ زندگی کی مصیبت
وہ طوق وہ زنجیر وہ ڈڑوں کی اذیت

وفاقی سکینہ کی بندھے ہاتھوں سے میت

ماتم کی صداوں سے فلک کاپ اٹھے گا

پھر قاطم اللہ سے فریاد کرے گی

ماگی گئی جس وقت کثیری میں سکینہ

تب زینب د سجادہ کا شق ہو گیا سینہ

رونے کے سوا کچھ نہ تھا بی بی کا قریبہ

ماتم کی صداوں سے فلک کاپ اٹھے گا

پھر قاطمہ اللہ سے فریاد کرے گی

کس طرح شر مظہرِ محشر کا بیال ہو

جس وقت لقی سارا فلکِ نوحہ کنائ ہو

جس وقت لب زہرا پ فریاد و فغاں ہو

ماتم کی صداوں سے فلک کاپ اٹھے گا

پھر قاطمہ اللہ سے فریاد کرے گی

☆☆☆☆☆

مرجا حسین، مرجا حسین

(سید محمد نقی، ابجمن الاذوالفقار)

مرجا حسین، مرجا حسین
مرجا حسین، مرجا حسین
شاہ کربلا حسین
رسول کی دعا حسین
کمال مرتضی حسین
جو دیکھا زیرِ حق تو، پکار انہا خدا حسین
مرجا حسین، مرجا حسین
اثر اثر دعا دعا، شریک کارِ انبیاء
دعائے فاطمہ یہی، علی کا ہے یہ مجرہ
بڑھا اسی کے دم سے ہے، وقارِ دینِ مصطفیٰ
مرجا حسین، مرجا حسین
علی ہیں دستِ کبریا، حسین دستِ مصطفیٰ
علی ہیں شانِ ائمہ، حسین روحِ حلّ الی
علی اگر ہیں بُتِ شکن، حسین نفسِ مرتضی
مرجا حسین، مرجا حسین
حسین حسن دین ہے، گماں نہیں یقین ہے
خدا کی کائنات میں، گواہ نام و تمن ہے
کتابِ حق کی آیتیں، یہ کہہ چکی ہیں بارہا

حسین میرا دین ہے، رکھوں بھرم زبان کا میں
ریحان کی طرح سے میں، لگائے جاؤں گا صدا
مرجا حسین، مرجا حسین
☆☆☆☆☆

بازارِ شام جب آیا

(سید محمد تقی، انجمن الاذواق والقار)

بازار شام جب آیا
زینب کا دل گھبرانے لگا
سجاد کو پھر غش آنے لگا
بازار شام جب آیا
کوئوں پہ تماشائی تھے کھڑے
ہر قیدی پہ پھر برسے
یہ قافلہ خون میں نہانے لگا
بازار شام جب آیا
نفستہ نے کہا شہزادی سے
سر غازی کا کیوں نیزے سے
وہ دیکھو زمین پر آنے لگا
بازار شام جب آیا
نیزے پہ توب پگر جب یہ کہا
زینب نے توب پگر جب یہ کہا

مرجا حسین، مرجا حسین
سکون قلب فاطمہ نہیں ہے کوئی دوسرا
حسن شبیہ مصطفیٰ، حسین عکسِ سیدہ
نماز کی نماز ہے، پکارتی ہے کربلا
مرجا حسین، مرجا حسین

جری دلیر صفت ہلن، وفا پرست تبغ زن
تہی ہے صبر کا خدا، دلن میں ہو یا بے دلن
رسالتوں کا پاساں، نبوتوں کا آسرا
مرجا حسین، مرجا حسین

عقلیم تھا عظیم ہے، رحیم ہے کریم ہے
دل رسول پاک میں، مقیم تھا مقیم ہے
یہی مدینہ و نجف، یہی ہے کعبہ و وفا
مرجا حسین، مرجا حسین

گلے پہ جب چھری چلی، بوقتِ حج بندگی
لرز رہا تھا آسماں، ترپ رہی تھی موت بھی
حسین قتل گاہ میں، حیات باشنا رہا
مرجا حسین، مرجا حسین

خدا سے کر کے گھنگو، لہو سے کر چکے وضو
نماز میں مُحکما کے سروپلا کے تبغ کو لہو
ئی صدائے ارجمندی، کہا میں سرخو ہوا
پسروں تو خواں کا میں، وقار اپنی ماں کا میں
مرجا حسین، مرجا حسین

گھر آج بہت یاد آنے لگا
 بازار شام جب آیا
 کیا حال ہوا اُس قیدی کا
 ہر مظہر شام کی بستی کا
 خون کے آنسو روائے لگا
 بازار شام جب آیا
 پچھے جو بندھے تھے اوپر پر
 سب مر گئے اوپر سے گر کر
 ہتاوں کو یہ غم تراپانے لگا
 بازار شام جب آیا
 کہتی تھی سکینہ اے بیبا
 دل کانپ رہا ہے پھر میرا
 کیوں شمر مجھے بلوانے لگا
 بازار شام جب آیا
 نیزے سے صدا عیاش نے دی
 اے میری پیاسی شہزادی
 تیرا رونا مجھے روائے لگا
 بازار شام جب آیا
 سجاد کے زخمی شانوں پر
 ہر ایک شقی خوش ہو ہو کر
 پھر سے ذرے برسانے لگا
 بازار شام جب آیا

ری میں بندھے تھے الٰہ حرم
 اور چار طرف تھے ناخرم
 سجاد تو جاں سے جانے لگا
 بازار شام جب آیا
 جو شام میں دیکھا میں نے لئی
 وہ مظہر نہ بھولوں گا کبھی
 آنکھوں میں اندر چھانے لگا
 بازار شام جب آیا
 ریحان زیارت کی خاطر
 جب شام ہوا تھا میں حاضر
 دل ڈوبا میں گھبرانے لگا
 بازار شام جب آیا
 ☆☆☆☆☆

یا حسین یا حسین

(سید محمد نقی، عجمان الاذوالفار)

یا حسین یا حسین
 میری دنیا اجز گئی بابا
 کیا ہتاوں کہ کربلا آکر
 کیا قیامت گزر گئی بابا
 یا حسین یا حسین

جل گیا بعد سید ابرار
دیکھے ہرست حرتوں کے مزار
جس طرف بھی نظر گئی بایا
کچھ امیری کا حال بھی سنئے
باتھ شریعین نے باندھے
چار جانب تھے دشت میں لاشے
شام تک نگئے سر گئی بایا
وہ قطاریں سروں کی نیزوں پر
کہیں قائم کہیں علی اکبر
ایک نیزے پر تھا سرگ اصنفر
دل پر کیا کیا گزر گئی بایا
اپنے بھیا کو جب نہ پاؤں گی
سونا گھر ہائے کیسے دیکھوں گی
موت آجائے تو یہ سمجھوں گی
میری قسم سور گئی بایا
کیسے ریحان عظیٰ لکھوں
دل ہوا شدت الہ سے خون
جب تصور میں یہ صدائیں سنوں
آج زینب بکھر گئی بایا
☆☆☆☆☆

چلیاں پیش پیش کر پالا
آپ نے جس کو فاطمہ زہرا
ہائے میں کیوں نہ مر گئی بایا
یا حسین یا حسین
آپ مشکل ٹھا ہیں اے بایا
بچھے مشکل کو حل پئے زہرا
دیکھ لے موت اب میرا چہرہ
موت میری کدر گئی بایا
یا حسین یا حسین

قبر سے کم تو گھر نہیں ہوگا
بھائی میرا اگر نہیں ہوگا
ایک لمحہ بسر نہیں ہوگا
بے برادر جو گھر گئی بایا

اپنے بچوں کا کیوں کروں ماتم
کم نہیں ہوتا دل سے بھائی کا غم
جی نہ پاؤں گی میں خدا کی قدم
ہر خوشی روٹھ کر گئی بایا

وہ سکینہ وہ دختر شیر
بادپ کے غم میں نظر دیکھ
لے گئے چھین کے ٹھہر بے بیدر
خول سے پوشک بھر گئی بایا
جھولا اصنفر کا بستر بیمار

قبر سے محشر حلق غم پرے گا بہم
پرجم عباں کی رُک تھیں لئنی ہوا
جاری رہے گی یہ ہوا، جاری رہے گی
آؤ جلیں کربلا کرنے کو مقام پا
تاکہ وہاں ہو سکے اجر رسالت ادا
قرض نہیں فرض ہے ہم پر نماز بنا
جاری رہے گی یہ بُنا، جاری رہے گی
روضہ عباں پر ہم بھی کریں حاضری
غافلی زہرا کہے آئے میرے ماتی
فاطمہ زہرا تمہیں خلد کریں گی عطا
جاری رہے گی یہ عطا، جاری رہے گی
شام کے بازار میں ظلم کے دربار میں
جب گئے الٰہِ حرم نرغہ اغیار میں
کہتے تھے الٰہِ جفا تم پر یہ جور و جفا
جاری رہے گی یہ جفا، جاری رہے گی
سارے مسلمان تھے حافظ قران تھے
داراث قران مگر سب پس زندان تھے
وشنیں آل عبا تجھ پر خدا کی مزا
جاری رہے گی یہ مزا، جاری رہے گی
بین سکینہ کے تھے اب تو رہائی ملے
گھٹتے لگا میرا دم کون بچائے مجھے
اے میرے پیارے بچائے نہیں کیوں صدا

جاری رہے گی یہ عزا، جاری رہے گی

(سید محمد تقی، انجمن الازوا الفقار)

بات تیری کربلا جاری رہے گی
مرضی مجبود ہے خواہشِ زہرا ہے یہ
درد کے طوفان میں ایسا کنارا ہے یہ
جیسے مرض میں دوا، جیسے دوا میں شفاء
جاری رہے گی یہ شفاء، جاری رہے گی
مجلسِ شبیر ہے ظرف کی تعمیر ہے
منکرِ غم کے لیے تیر ہے شبیر ہے
جیسے علم کی ہوا، عازی کی جسے وفا
جاری رہے گی یہ وفا، جاری رہے گی
درس ہے کرب و بلا کعب شبیر کا
ایک ارادہ ہے یہ عالمِ دلگیر کا
جیسے نبی کی دعا جیسے علیٰ کی وغا
جاری رہے گی یہ وغا، جاری رہے گی
خون ابو طالبی و بدبدہ حیدری
سرجنی و عمری کیسے کریں گے ہمسری
نامِ علیٰ ہے بنا باتی فنا ہی فنا
جاری رہے گی یہ فنا، جاری رہے گی
فرشِ عزا کی قسم تازہ رہے گا یہ غم

جاری رہے گی یہ صدائے جاری رہے گی

سید حباد کی جلتی تھیں جب بیڑیاں
کیسے نقی ہو بیاں الہ حرم کی فقاں
خون کی اک علقمہ حشر تک باخدا
جاری رہے گی باخدا، جاری رہے گی

روک لے اپنا قلم حد سے بڑھا ب تو غم
ہوگی ریحانِ عظیٰ چشمِ محمدؐ بھی خم
اللہ عزؑ کے لیے قلبِ نبیؐ کی دعا
جاری رہے گی یہ دعا، جاری رہے گی

☆☆☆☆☆

برستے تیروں میں یہ کس کا جنازہ نکلا

(سید محمد نقی، الجمن الاذوالتعمار)

برستے تیروں میں یہ کس کا جنازہ نکلا
لہو میں ڈوب کے تایوت یہ کیسا نکلا

گھر سے جا کر نہ جنازہ کوئی واپس آیا
ہائے تقدیر نے زینبؓ کو یہ دن وکھلایا
ایک تایوت کسی گھر سے دوبارہ نکلا
پہلے تو زہرِ حلائل سے جگر کاٹ دیا
بعد میں تیروں سے مولا کا کفن شرخ کیا

سرخو ہو کے محمدؐ کا تواسہ نکلا
قبر میں قاطئہ زہرا کو نہیں ہے آرام

بچھ گیا ہے جو چراغِ ابو طالب سر شام
ہو گا کربلا میں جو کچھ اُس کا نتیجہ نکلا
بھائی کی لاش پر زینبؓ کا عجب عالم ہے
اور افرادہ علمدار کا بھی پرچم ہے
صلح نامہ کا ورق خون میں ڈوبا نکلا
سر کو نکراتے ہیں شیخِ بصر آہ بکا
خونِ دل اشکوں کی صورت ہوا آنکھوں سے روائ
چشمِ کلثوم سے بھی اشکوں کا دریا نکلا
ہائے تھا ہے انی ہائے برادر کی صدائی
آریٰ تھی در و دیوار سے لمحہ لمحہ
تشت میں کٹ کے حصّ کا جو کلیجہ نکلا
قبرِ پیغمبر اسلام بھی ہے نوحہ کنان
غلد میں حیدرؓ کرار کو اب چھین کہاں
خاکِ اڑاتا سر جنت میرا مولا نکلا
ابتدا ہو گئی کیا کرب و بلا کی لوگوں
تیر تابوت پر برسے ہیں جنا کے دیکھو
آنچ سورج بھی یہ ہی نوحہ سدا نکلا
ہے جگر چاک نقی مولا حصّ کے غم میں
میں بھی مصروف ہوں ریحانِ ای ماتم میں
آنکھ سے اشک قلم سے میرے نوحہ نکلا
☆☆☆☆☆

چادر تیرے سر پر میرے بابا جونہ پائیں
 تم بالوں سے چھرے کو چھپانا میری بہنا
 زینب میری بہنا، زینب میری بہنا
 عباں کو اکبر کو جو پوچھیں میرے بابا
 ہم کو جو بعد رخ پکاریں میرے بابا
 جلتے ہوئے جھولے کو جو دیکھیں میرے بابا
 روادِ الہ آن کو سنانا میری بہنا
 زینب میری بہنا، زینب میری بہنا
 عباں کے پرچم کو لکھیے سے لگا کر
 سجاد کو جلتے ہوئے خیموں سے بچا کر
 غم عنون و محمد کا بھی سینے میں چھپا کر
 اشکوں کے چڑاغوں کو جلانا میری بہنا
 زینب میری بہنا، زینب میری بہنا
 جب شام کے بازاروں سے گلیوں سے گزرا
 مظلومی پر شیر کی بھی کھول کے رونا
 لیکن اے بہن حوصلہ عابد کا بڑھانا
 تم قصرِ یزیدی کو گرانا میری بہنا
 زینب میری پہنا، زینب میری بہنا
 ایک قالہ نیزوں پر تیرے ساتھ چلے گا
 اشکوں کی جو کرتا ہوا برسات چلے گا
 قرآن کی سنانا ہوا آیات چلے گا
 رو رو کے تم ہم کو ٹلانا میری بہنا

زینب میری بہنا، زینب میری بہنا

(سید محمد تقی، الحجۃۃ الازوالفقار)

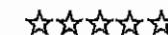
زینب میری بہنا، زینب میری بہنا
 ڈکھیا میری بہنا بے کس میری بہنا
 تم شب کی نمازوں میں ہمیں بھول نہ جانا
 جو بھائی پر گزری ہے بہن سب کو بتانا
 زندان میں بھی فرشِ عزاد میری چھپانا
 نوحہ میری غربت کا سنانا میری بہنا
 زینب میری بہنا، زینب میری بہنا
 جب شامِ غریبان میں میری یاد سنائے
 جب فوجِ عدو لوئے چادر تیری آئے
 جب نیندِ سکینہ کو میرے بعد نہ آئے
 سنبھے پر سکینہ کو سنانا میری بہنا
 زینب میری بہنا، زینب میری بہنا
 مند میرے نانا کی جلاں میں گے شتر
 ڈکھ دے کے سکینہ کو رلاں میں گے شتر
 سجاد کو ڈڑوں پر چلاں میں گے شتر
 سجاد کو ڈڑوں سے بچانا میری بہنا
 زینب میری بہنا، زینب میری بہنا
 بابا جو سر شامِ غریبان چلے آئیں
 * اور آکے لکھیے سے بہن تم کو لگائیں

مُحْكَمَتْ كے قید سے آئی ہے زینبٌ

(سید محمد تقی، انجمن الاذوالفقار)

مُحْكَمَتْ كے قید سے آئی ہے زینبٌ
اے لاشہ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبٌ
بے کفن تجھے چھوڑ کر گئی
بے یاد ہوئی قید میں رہی
میں تجھے کفن بھی نہ دے سکی
ہو کے ذر بدر آئی ہے زینبٌ
اے لاشہ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبٌ
فاتحہ تیری میں نہ کرسکی
رو سکی نہ میں لاش پر تیری
رسماں بندھی بے یاد ہوئی
پول جھکائے سر آئی ہے زینبٌ
اے لاشہ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبٌ
بھائی جب میرا گھر اُبڑ گیا
قید ہوکے جب قافلہ چلا
بے کفن تھے تم، میں تھی بے یاد
لے کے چھٹم تر آئی ہے زینبٌ
اے لاشہ بے سر تیرا سر لائی ہے زینبٌ
وہ سفر کیا میں نے بھائی جان
کس طرح کروں اُس کا بیان

زینبٌ میری بہنا، زینبٌ میری بہنا
زندان کے اندر ہیرے میں اگر روئے سکنے
جس وقت وہ زندان میں ڈھونڈے میرا سید
دشوار تو ہو جائے گا اس حال میں جیسا
سر میرا سکنے کو دلانا میری بہنا
زینبٌ میری بہنا، زینبٌ میری بہنا
زندان سے رہا ہو کے ٹلن جس گھری جانا
گرتا میرا نانا کی لحد پر جو بچانا
مظلومی کے قصے انہیں رو رو کے ساتا
بازو کے نشاں اپنے دکھانا میری بہنا
زینبٌ میری بہنا، زینبٌ میری بہنا
جب اُبڑے ہوئے گھر میں کبھی جائیو زینبٌ
صغریٰ کو میری سینے سے لپٹائیو زینبٌ
پینے کے لئے پانی اگر پائیو زینبٌ
تم فاتحہ شربت پر دلانا میری بہنا
زینبٌ میری بہنا، زینبٌ میری بہنا
دو دو کے نقی کہتے رہے سید والا
جا میری مہن تجھ کو ہے اللہ کو سونپا
رسیحان سر کرب و بلا حشر پا تھا
شہہ کہتے تھے آنسو نہ بہانا میری بہنا
زینبٌ میری بہنا، زینبٌ میری بہنا



جس سفر میں تھا موت کا گماں
کر کے وہ سفر آئی ہے زینب
اے لاشہ بے سر تیرا سر لائی ہے زینب
اپنے غازی کو ڈھونڈتی پھری
راہ میں کبھی قید میں کبھی
یاد بھی کیا اور صدا بھی دی
دینے یہ خبر آئی ہے زینب
اے لاشہ بے سر تیرا سر لائی ہے زینب
دل پر نقش ہے شام کا سفر
پا بردہ تھی اور نگہ سر
خستہ جگر آئی ہے زینب
اے لاشہ بے سر تیرا سر لائی ہے زینب
سر کھلے تھے ہم چادریں نہ تھیں
دور آسمان سخت تھی زمیں
غمگار تھا کوئی بھی نہیں
دیکھ جاگ کر آئی ہے زینب
اے لاشہ بے سر تیرا سر لائی ہے زینب
اٹ گیا جو گھر غم نہیں کیا
مر گئے ہر غم نہیں کیا
شق ہو جگر غم نہیں کیا
ہاں بردہ سر آئی ہے زینب

اے لاشہ بے سر تیرا سر لائی ہے زینب
اب وطن کو میں کیسے جاؤں گی
تم کہاں گئے کیا بتاؤں گی
تم کو گھر میں جب میں نہ پاؤں گی
سوچتی ادھر آئی ہے زینب
اے لاشہ بے سر تیرا سر لائی ہے زینب
بس ریحان بس روک لے قلم
داستان غم ہوچکی رقم
کربلا میں ہے اک صدائے غم
تیرے روٹے پر آئی ہے زینب
اے لاشہ بے سر تیرا سر لائی ہے زینب
☆☆☆☆☆

شیر کا سرتون سے جدا ہو گیا جس دم

(سید محمد تقی، الحسن الاذوالفار)

شیر کا سرتون سے جدا ہو گیا جس دم
تن خاک پر سرنیزے پالے کر چلے اظلم
میدان بلا سوگ میں کرنے لگا ماتم
سیدانیاں سر پھیٹ کے رونے لگیں پھیم
شیر کا سرنیزے پہ کہتا تھا بدن سے
اللہ تجھے ڈھانپ دے اے کاش کفن سے

اعضائے بدن خاک پر یوں بکھرے تھے سارے
لگتا تھا کہ بکھرے ہیں یہ قرآن کے پارے
جلتی ہوئی ریتی نے مجھے ڈھانپنا چاہا
مجھ پر پر جریل بھی کرنے لگے سایہ
سورج نے تماثل کو بہت اپنی گھٹایا
پر نانا کی امت نے کفن بھی نہ اوزھایا
میں خاک پر جلتا رہا روئی ریس زہرا
صدتے میرے اس حال پر ہوتی ریس زہرا
تیروں پر معلق تھا کہاں تھا میں زیں پر
غربت پر میری ترپا بہت لاشکر اکبر
پھر بعد میں وہ تیرے ہوئے سینے سے باہر
اچھا ہوا اُس وقت نہ تھی سینے پر دختر
سب تیر گز جاتے سکینہ کے بدن سے
گر جاتا فلک فرش پر اس رنج و محنت سے
سب قافلہ رخصت ہوا میں رہ گیا تھا
پھر جشنِ ظفر دشت میں کرنے لگے اعداء
عجائیں کا لاشہ جو پڑا تھا لمب دریا
وہ بھی میری مظلومی پر خود نوحہ کنال تھا
مجھ پر تو اے سر بجھ شہادت بھی جھاتھی
اے سر تو بتا شام کی جو آب و ہوا تھی
یہ سن کر سر شاہ سے خون ہو گیا جاری
لب ٹنے لگے دشت پر لرزہ ہوا طاری

القصہ یہ سر شام کے دربار میں پہنچا
قرآن ساتا ہوا پڑھتا ہوا نوحہ
آنکھوں سے پٹکتا تھا لہو بر سر نیزہ
تحارج عیاں چہرے سے زینب کی کریدا کا
جب کرب و بلا قید سے یہ قافلہ آیا
پھر سے جمد و سر میں وہ مرحلہ آیا
جس وقت نظر سر کی پڑی اپنے بدن پر
دیکھا کہ سجا زخموں سے ہے وہ تن اطہر
نہ گور میسر نہ کفن کے لئے چادر
گویا ہوا تب اپنے بدن سے سر سرو
کیا حال میرے بعد ہوا کچھ تو بتا دے
کیا گزری بدن تجھ پر وہ احوال سنا دے
ناگاہ بدن پر ہوا ایک لرزہ سا طاری
جو زخم تھے سب پھٹ گئے خون ہو گیا جاری
کہنے لگا وہ سر سے یہ صد گریہ و زاری
اے سر بڑی پر درد ہے تقدیر ہماری
کو نیزے پر قرآن ساتا جو چلا تھا
گھوڑوں نے مجھے دشت میں پامال کیا تھا
پوشک پہاڑی جو دم قتل تھی مجھ پر
وہ لوث کے سب لے لئے آخر کو سنگر
انگلی میں آنکھی تھی نٹائی پیغمبر
اس کے لئے انگلی پر چلا یا گیا خیبر

سر بولا نہ سن پائے گا رواد جماری
وہ راویِ مصیبت بڑی مشکل سے گزاری
وہ مظہر غناک میری آنکھوں نے دیکھے
دشمن کو بھی اللہ نہ دکھلائے وہ لمحے

زینب کے کھلے سر پر برستے رہے پتھر
تھی زد پر طماںچوں کے سکینہ میری دختر
سجاد پر دُڑوں کی تھی برسات برابر
بڑھتا تھا ستم اور، جو میں کہتا تھا روکر
اے ظالموں دیکھو میری بچی کو نہ مارو
کچھ دیر کو سجاد کے یہ طوق آتا رہو
کوٹھوں پر تماشائی تھے اور الہی حرم تھے
جگڑے ہوئے زنجیروں میں عابد کے قدم تھے
اے میرے بدن میرے قیمتوں پر ستم تھے
اک زینب دلگیر تھیں اور سینکڑوں غم تھے

میں نے وہ ستم دیکھے ہیں ہالائے سنان سے
پر سے کو ملک آگے گھبرا کے جناں سے
رکھا گیا جس وقت مجھے طشتِ طلا میں
سر ننگے حرم آئے تھے دربار جنا میں
کفار کی سب عورتیں بیٹھی تھیں ردا میں
بے پردہ بہن میری تھی دربار، طلا میں
دنداش پر چھڑی مار کے قالم یہ پکارا
آذار دو کیوں آتا نہیں شیر خدا کا

دم توڑتے میں نے تو سکینہ کو ہے دیکھا
زندان میں مرقد میری بچی کا بنا تھا
کچھ عسل و کفن بھی نہیں ہو پایا تھا اُس کا
چپکا جو بدن سے تو اُترتا نہ تھا گرتا
آنکھوں میں میری یہ جو لوہ دیکھ رہا ہے
یہ حال سکینہ کے جنازے پر ہوا ہے
یہ سکنگو سر اور بدن کی جو نقی تھی
کربل کی زمیں اور فنا کا پر رہی تھی
روداو ستم جسم پر اور سر پر لکھی تھی
گودی میں لئے سر جو کھڑی بنتی علی تھیں
رجحان وہ لاشے جو سر دشت پڑے تھے
وہ فرط غم درج سے سب کا پر رہے تھے
☆☆☆☆☆

فِضْلَهُ جُو أَيْكَ خَاصَ كَنْتَرِ بَوْلِ تَحْمِينٍ

(سید محمد نقی، الحسن الاذوالفقار)

فِضْلَهُ جُو أَيْكَ خَاصَ كَنْتَرِ بَوْلِ تَحْمِينٍ
بِيَتِ نَبِيٍّ مِّنْ آيَتِ حَقٍّ كَا نَزَولِ تَحْمِينٍ
أَزْهَرًا حَسَنَهُ پَسَنَدَ كَرِيمٌ أَيْسَا بَهْوَلِ تَحْمِينٍ
حَسِينٌ كُوَّيْ مَانِي طَرَحَ سَقْوَلِ تَحْمِينٍ
جَحْكَ كَرْ حَسَنْ حَسِينٌ كَيَا كَرَتَتَ تَحْمِينٍ كَامٍ
مَادِرَ سَهْلَهُ أَنَّ كَوْيَا كَرَتَتَ تَحْمِينٍ سَلامٍ

وہ جانشی تھیں کیا ہیں طہارت کی منزلیں
ٹے کر رہی تھیں سانوں میں عصمت کی منزلیں
تھیں ان کے راستے میں امانت کی منزلیں
بُلما رہی تھیں سب کو رسالت کی منزلیں

قرآن و اہلبیت کی تفسیر کرتی تھیں
پکوں سے ایم فاطمہ تحریر کرتی تھیں

سب تخت و تاج چھوڑا تھا عشقِ بتوں میں
گھل مل گئیں تھیں پائے اامت کی دھول میں
کیا ان کا مرتبہ تھا نبأ رسول میں
خوشبو مثل تھیں یہ نبوت کے پھول میں
کہنے کو تھیں کنیز مگر شان الامان
آن کو شہید کرب دلانے کہا ہے ماں

زینب سی عالمہ بھی اسی تربیت میں تھی
تھی علم سیدہ کی جو فرشہ میں روشنی
زینب کے ساتھ سیدہ وہی شام تک گئی
کوہ الم کنی ملے خور نہیں گئی

چاندی تھا نام صبر کا ذر بن کے آئیں تھیں
یہ سیدہ کی بزم میں خُب بن کر آئیں تھیں

وہ کربلا میں عصر کا ہنگام الامان
اک تشذیب حسین ہزاروں تھیں برچھیاں
خیجے کے در پہ خاک اڑاتی تھیں بیہاں
ناگاہ بن میں شام غربیاں ہوئی عیاں

مقفل میں شادیاںوں کے بجتنے کا شور تھا
جلتے گھروں میں چادریں لئے کا شور تھا
گھوڑے جو دوڑنے لگے لاشِ حسین پر
زینب کے ساتھ فضہ کل آئیں نگے سر
زینب بھی دل فگار تھیں یہ بھی تھیں نوح گر
کہتی تھیں اے حسین میرے پارہ جگر
تیری بلائیں لے کے یہ لونڈی نہ مر گئی
اے لال میری موت نہ جانے کدھر گئی
کہتی تھیں یہ کنیز و فائیں مجھے گی
زینب کے ساتھ قید میں فضہ بھی جائے گی
جتنے بھی رنج آئیں گے دل پر اٹھائے گی
فضہ تیری بہن کی بودا بن کے جائے گی
ڈڑہ تیری بہن پر اٹھائے گا جب شقی
زینب سے پہلے ڈڑہ وہ فضہ عی کھائے گی
ہاں اے نقی یہ بات بھی بزم عزا میں ہو
جانا اگر کسی کا بھی کربلا میں ہو
سجدہ ادا جو مرقد شاہِ حدی میں ہو
فضہ کا واسطہ بھی تھا ری دعا میں ہو
فضہ کا نام سن کے کہیں گے میرے امام
اماں غریب بیٹے کا لے لجھے سلام
رسیحان کیا بیان ہو فضہ کی منزلت
مستور میں نہیں کوئی ایسی دعا پرست

سرتا بہ قدم روح وفا عون و محمد
 تاکید تھی ناور کی سوئے نہر نہ جانا
 پیاسے ہو تو پیاسے ہی گلے اپنے کثانا
 رد کیسے کریں ماں کا کہا عون و محمد
 سرتا بہ قدم روح وفا عون و محمد
 میدان میں جب دونوں کی تکواریں چلی تھیں
 دو بجلیاں اک وقت میں اعدا پر گردی تھیں
 تھے جوش علیٰ قبر خدا عون و محمد
 سرتا بہ قدم روح وفا عون و محمد
 لڑتے ہوئے جب زین سے آئے وہ زمیں پر
 مقتل میں بچانے لگے جب میں پر
 یہ ماں کی دعا کا تحاصلہ عون و محمد
 سرتا بہ قدم روح وفا عون و محمد
 صد شکر نقی لب پہ ہے ان بچوں کا نوحہ
 جان دے کے سر زینب مفتر کیا اوچا
 جب ہو گئے ماموں پہ فدا عون و محمد
 سرتا بہ قدم روح وفا عون و محمد
 رسیحان عزا عون و محمد کی عزا میں
 شامل ہیں میرے لفظ بھی زینب کی دعا میں
 کرتے ہیں مجھے لفظ عطا عون و محمد
 سرتا بہ قدم روح وفا عون و محمد

☆☆☆☆☆

عباس کی وفا سے انہیں دوں مناسبت
 ازینب کی طرح گزرے ہیں آلام ان پر سخت
 سائے کی طرح ساتھ رہی ہیں حیات میں
 سوتی ہیں بعد مرگ بھی زینب کے ساتھ میں
 فضہ جو ایک خاص کنیرہ ہوئی تھیں
 ☆☆☆☆☆

یاعون محمد، یاعون محمد

(سید محمد نقی، انجمن الاذوالفقار)

سرتا بہ قدم روح وفا عون و محمد
 کردار میں جعفر باخدا عون و محمد
 آئینہ عباس تھے عکس ابو طالب
 بچپن میں ہی ازبر رہے قراں کے مطالب
 یعنی اسر کرب و بلا عون و محمد
 سرتا بہ قدم روح وفا عون و محمد
 کردار میں پیکار میں گفتار میں دیکھا
 بخور حضرت عباس تو ثانی نہ تھا ان کا
 جس وقت ہوئے محو وغا عون و محمد
 سرتا بہ قدم روح وفا عون و محمد
 تصویر علیٰ دونوں تھے میدان وغا میں
 جب برسر پیکار ہوئے کرب و بلا میں
 تھے اکبر و عباس نما عون و محمد

اور ایسے میں آپنچا تھا جب قاصدِ صفری
کس طرح لکھے کو تھا سینے میں سنجلا
ضمون وہ اشکوں سے جو صرفی نے لکھا تھا
مرتے ہوئے اُس لال کو کس طرح سنایا

اے شاہ شہیدال، اے میرے برادر

جب کاتب تقدیر کی کانپی تھی کلائی
کس طرح لحد اصرار ناداں کی بیانی
روتی تھی زمیں عرش بھی دھتا تھا دہائی
جس وقت می خاک میں باون کی کلائی
وہ چاند کی صورت جو تمہر خاک چھپائی

اے شاہ شہیدال، اے میرے برادر

جب نہر سے بازوئے علمدار اٹھائے
کیا بیت گئی ہوگی دلی زار پہ ہائے
ترخوں میں ملکیزے کو سینے سے لگائے
سقائے سکینہ جو نظر خاک پہ آئے
کیوں بیٹھ گئے خاک پہ نظرؤں کو جھکائے

اے شاہ شہیدال، اے میرے برادر

جب آپ کی گردان پہ چلی ٹلم کی توار
مظلوم بہن آپ کی تھی بے کس دلاچار
اور صحف سے اٹھ سکتے نہ تھے عالمہ پیار
زخم سوئے مجھ کر کے پکاری میں کئی بار
امداد کرو آکے میری حیر کرار

اے شاہ شہیدال، اے میرے برادر

میں رہ گئی تم مر گئے اس دشتِ بلا میں

اے شاہ شہیدال

(سید محمد تقی، الجمن الاذ والفقار)

اے شاہ شہیدال، اے میرے برادر
خواہر تیرے قرباں، اے میرے برادر

ہے شام غربیاں کا اندر ہمرا میرے بھیا
چلتے ہوئے خیموں کا پہرا میرے بھیا
اب کوئی مدد کو نہیں آتا میرے بھیا
صد چاک ہوا میرا کلیجہ میرے بھیا
اب کوئی نہیں میرا سہارا میرے بھیا

اے شاہ شہیدال، اے میرے برادر

عباس گے قاسم و اکبر بھی سدھارے
مارے گے وہ پھول میرے آنکھوں کے تارے
دیکھو کہ ردا اب تو نہیں سر پہ ہمارے
اس حال میں ماں جائی بہن کس کو پکارے
کانوں سے سکینہ کے بیہے خون کے دھارے

اے شاہ شہیدال، اے میرے برادر

تم قتل ہوئے پانی بھی تم نے نہیں پانیا
تم نے تو اٹھایا تھا جوان لال کا لاش
لاشے کو تیرے ہائے زمیں سے نہ اٹھایا
بعد آپ کے بھیا ہمیں اعداء نے ستایا
اسباب تو کیا جھولائے اصرار بھی جلایا

اے شاہ شہیدال، اے میرے برادر
بر جھی میں وہ انجما ہوا اکبر کا کلیجہ

کیوں نام میرا لکھا نہ فہرستِ قضا میں
کس طرح چھپاؤں تیرے لائے کو ردا میں
بے مقنہ و چادر ہوں سر کرب و بلا میں
کب تک ہوں تھا یہ تم اور جھائیں

اے شاہ شہیدال، اے میرے برادر
پچان لیا مجھ کو کسی نے تو کہوں کیا
ہلاک تم ہی مجھ کو کوئی حل میرے بھیا
سر تیرا گیا میرا بھی پاتی نہیں پرده
یاں دھوپ میں بے گور و کفن ہے تیرالاشہ
زینب کی زمانے میں کوئی ہو گی نہ دُکھیا

اے شاہ شہیدال، اے میرے برادر
اس شہر میں سوچو تو بھلا جاؤں گی کیسے
شہزادی کی صورت، جہاں دن میں نے گزارے
تھا تخت حکومت جہاں بابا کا ہمارے
پہنچوں گی جو اس شہر میں نظر دوں کو تھکائے
مر جاؤں گی، مر جاؤں گی، بس شرم کے مارے

اے شاہ شہیدال، اے میرے برادر
ریحان سرِ دستِ بلا زینبِ دلگیر
رو رو کے یہ ہی کرتی رہی ورد کی تقریر
پروں میں بگزی ہے نبی زادی کی تقریر
چادر میری چھٹی گئی مارے گئے شیر
سجاو کے پیروں میں بھی ہے آہنی زنجیر
اے شاہ شہیدال، اے میرے برادر

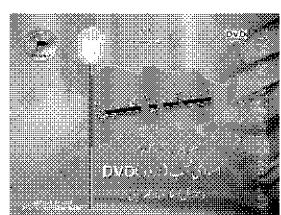




یہ کتاب

اپنے بچوں کے لیے scan کی بیرون، ملک مقیم ہیں
مومنین بھی اس سے استفادہ حاصل کرسکتے ہیں۔

من جانب۔



سبیل سکینہ

یونٹ نمبر ۸ لطیف آباد حیدر آباد پاکستان



۷۸۶

۹۲-۱۱۰

یا صاحب الْوَمَانِ اور کشمیر



لپک یا حسین

نذر عباس
خصوصی تعاون: رضوان رضوی

اسلامی کتب (اردو) DVD

ڈیجیٹل اسلامی لائبریری -

NOT FOR COMMERCIAL USE